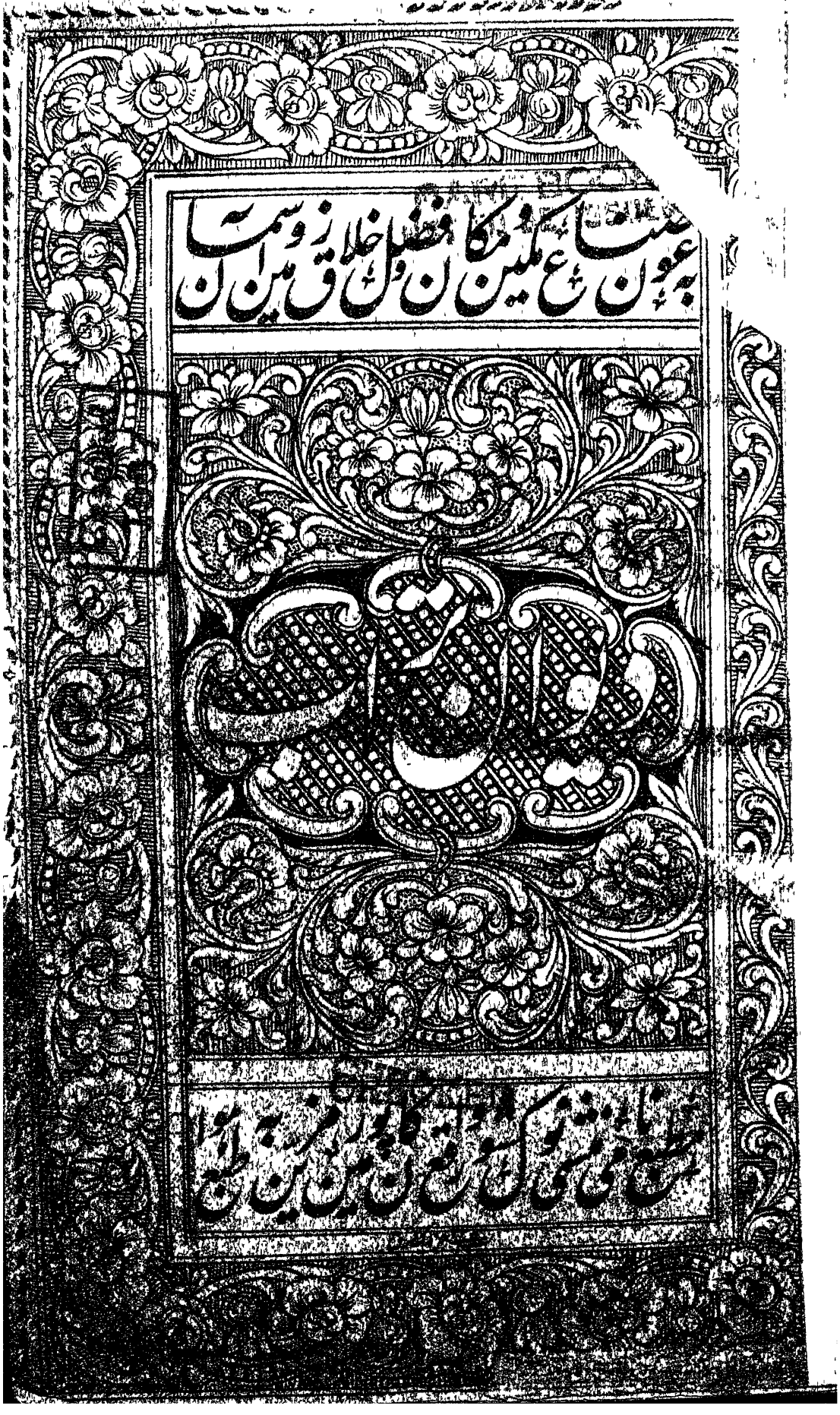

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین مشاقین کو فہرست مطبوع درکار ہو تو طلب فرماوین اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہو کہ قیمت اس سیال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہی ہم ظرف کتب کلیات و دواوین فارسی و کلیات و دواوین اردو ذیل مین درج کرتے ہین ناظرین اور مشاقین ملاحظہ فرما کر جس کو پسند کرین ہمارہ دا کی اوٹھاوین

Checked 1937

کلیات و دواوین اُردو

کلیات نثار اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع علی میر نثار اللہ خان بہادر کا ہی اور یہ حضرت عہد مین نواب سعادت علیخان بہادر کے ہنر سنجی شاعر دلسے تھی

کلیات نساخ - اس مجموعہ مین سال ذیل مین شاہد عشرت سخن سرا استعار نساخ مرغوب دل - دفتر بیمثال گنج نوادر - گنج چشمہ فیض - گلدستہ رنگین - بیان سنجیدہ

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر

رسالہ زبان - سنجیدہ اسجاد زبان سنجیدہ کو لطف کی ساتھ جناب ممدوح نے استعار اسانذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً

گنج نوادر - ایضاً شعرائے متاخرین کا آردو تذکرہ ہی

بیان سنجیدہ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہی -

دفتر بیمثال - مجموعہ بھی تصنیف جانوج اصدق بامیا دیوان ایضاً

گنج چشمہ فیض - تاریخ جنبل مصنفہ کی تصنیف ہی

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ

کلیات صنعت - کلام شاعر مستمی

کلیات ناسخ - کلیات ناسخ امام بخش ناسخ

کلیات نظام - آردو کلیات نظام مراد آبادی - ارکلام معجز نظام - جناب نظام الدولہ نواب مجمد مردان علی خان بہادر نظام ہے حیالات نظم فائل دیکھے ہین

کلیات نظیر اکبر آبادی - اسمین منجملہ دیگر نظم ہین

کلیات امیر اللہ تسلیم - نام تاریخی نظم ارمغان تصنیف مفتی امیر اللہ صاحب تسلیم دہلوی

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہی کمد نظر ہائی کر طبع ہوا -

کلیات مصحفی - ہر چہار جلد مجموعہ دیوان حضرت مصحفی

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ و دلچسپ

ایضاً -

بہار ستان سخن - از رنج و تاثیر و آباد کی

دیوان - کو با تصنیف نظیر خان بہادر گویا تاگ

دیوان - تصنیف نواب سید محمد خان

دیوان قدا - مولوی حسین صاحب

عیون صنائع عالمین کا فضائل اخلاق و محامد

دیوان

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مرتب طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آدم کو ملک کہتے تھے کیا خاک بنے گا
سمجھے نہ کہ سر تا قدم ادراک بنے گا

تھی خاک سمجھ اونکی کسینے یہ نہ سمجھا
آدم دم حق سے نفس پاک بنے گا

ہوئیگا کوئی دم مین یہ مسجود ملائک
ہے خاک نشین حاکم افلاک بنے گا

اولاد سے ہوئیگا اسی کے وہ پیمبر
جو صل علی صاحب لولاک بنے گا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھکر
صورت کے لیے کاہیکو غمناک بنے گا

دیکھتا ہون عرش کے اوپر سے تا تحت الثرا
شرق سے تا غرب ایکی ہے نہین کوئی دوسرا

آنکھ موندی تو عدم کی سیر ہی کم ہے وجود
آنکھ کھولی تو وہی ہے ظاہر و باطن بھرا

اوسطرح تنزیہ پر بوجھ اسطرح سے تشبیہ جان
دونون حالت مین نہین کوئی ایکا پایا ورا

دل سے نکلے ہے صدا اللہ لبن باقی ہوس
کاروان عارفان کا ہے یہی بانگ درا

وہ طریقے کی ہماری کیفیت دیکھے تراب
جو خدا کیواسطے اس راہ مین آوے ذرا

ڈرتے ہین امیر اکی غمزہ و ناز ایسے
جیسے کسی مفلس کو ہو مہمان کا کھٹکا

ہر چند تراب اوس بت کافر کو ہین چاہا
ویسے نہ گیا اوسکے مسلمان کا کھٹکا

گر صاف وہ گلفام دکھا دے بدن اپنا
بلبل کو کبھی پھر نہ خوش آوے چمن اپنا

ہان کیون نہ کہے صل علیٰ یوسف کنعان
محبوب مرا جبکہ ترے اگر پیرہن اپنا

پھر مونھ سے کوئی نام نہ مجنون کا نکالے
عاشق ترے دکھلاوین جو دیوانہ پن اپنا

ہو زخم جگر تازہ اور آنسو نکل آوے
کہیے جو کسی شخص سے قصہ کہن اپنا

سب اپنی ہی گاتے ہین کسی کا نہین سنتے
سنتا نہین کوئی کس سے کہین ہم سخن اپنا

صورت مین نہ ہم آتے تو کچھ رنج نہ پاتے
ہے دشمن جانی تو یہی جسم و تن اپنا

روح آکے بدن مین ہوئی یون اصل مین داخل
جسطرح مسافر کوئی بھولے وطن اپنا

سو طرح کی ہین فائدے تکلیف و بلا مین
بے سود نہین یارو یہ رنج و محن اپنا

جس شمع کے پروانے تراب ایسے بہت ہین
روشن ہے اوسی شمع سے یہ انجمن اپنا

نہ جور و تغافل نہ ہجرت نے مارا
ترے پیار و لطف محبت نے مارا

محبت مین پروانہ اور ہم ہین یکسان
کہ دوری تڑپے اور وصلت نے مارا

گئی عشق مین جان ہی کو ہمکن کی
بھلا جان شیرین کی الفت نے مارا

نہین ایکدل باقی مین لے سکے ہے
وہ نازک بدن کی نزاکت نے مارا

ترے غمزہ کو جو دیکھے سو روئے
کہ ناحق اوسے خود بدولت نے مارا

ردیف الف

تجھے تھا عشق مین بدنام ہونا
ولہ

عرق سے منہ پہ ہوا اوسکے نقاب کیسا
یہ تو حجاب ہوا سب حجاب ڈوب گیا

یہ بال کھولکے دریا مین کون ڈوبی ہے
کہ دن کی رات ہوئی آفتاب ڈوب گیا

وہ عرق عشق تجھے جان ہو جھ کہتا ہے
تو کسی چاہ مین خانہ خراب ڈوب گیا

یہ شب بھی یون ہی کٹی تا بہ صبح تیرہ
سحر طلوع ہوئی ماہتاب ڈوب گیا

نقاب منہ پہ ہوئی نور کا تو طور ہوا
چھپا نہین کبھی گلفام صبح تیرہ مین

ہوئی سے نکلا اوسی مین تو ہو گیا غرقاب
پیالہ کا تو طور ہوا آفتاب ڈوب گیا

گمان تلک مین رہین تراب ڈوب گیا
کون اوس کے ملکہ پہ یہ نام ہوا

ولہ

۱۱

اور اوس سے تمری بیکلی کوئی نہ کہے کچھ
پھولے نہ سمادیگا وہ گاہ نام ہمارا

تسلیم و رضا اوسکی ہے جو شاہ نے کیا
خاوند ہے وہ بندگی ہے کام ہمارا

دی اشک نے پوشاک ہے یہ خون جگر کی
ڈھلتر ہے یہ ملبوس ترا اندام ہمارا

بیطرح پڑھے پڑھنے مین مشکل درمان
ہر پڑھ

کوئی اول و آخر سی نہین جسکے خبر ہے
جانے وہی آغاز اور انجام ہمارا

دن رات تراب اوس ہی کا ہم پڑھتے ہین کلمہ
ہے ورد وہی صبح سے تا شام ہمارا

۱۲

تو نے دیکھا اسکے رخ نے اپنا مجھے حیران کیا
دل کو اولجھا کے زلفونمین پریشان کیا

دیکھتے ہی تری صورت کہنے ناصح کی عوا
خوب اللہ نے دشمن کو پشیمان کیا

نوح سے کہیو کہ جلد آوے اوکشتی لیکے
ہجر مین رو رو یہان آنکھ نے طوفان کیا

پیرہن چاک ہوا گل کا چمن مین جب سے
مین اوسیوقت سی چاک اپنا گریبان کیا

جسکو آرام دل و راحت جان کہتے ہین
جان و دل مین نے اوسی یار پہ قربان کیا

حق کی تقدیر پہ راضی ہون جو چاہی سو کرے
مجھکو پروانہ اوسے شمع شبستان کیا

نظر بد نہ لگے منہ پہ جو نقطہ ہو سیاہ
خال کو خوبی عارض پہ نگہبان کیا

شیخ گو تو نے بہت تبکدے تو ڈے تو کیا
نفس کافر کو کسی دن نہ مسلمان کیا

سنکے وہ شوخ غزل میری یہ کہتا ہے تراب
عشق نے تیرے مجھے صاحب دیوان کیا

۱۳

نہ ٹوٹی جس سے زنار خودی کا ایک بھی تا گا
وہ کیون آزاد بن بیٹھے پہن کے سیلی اور دھاگا

نہین کرنے کا تراب اور کسی سے یاری
کچھ بھی پایا ہے مزا جینے مرنے ہی یار ہی کا

کیا فائدہ ہے یار وا اوس بیوفا سے ملنا
ہو عار و ننگ جسکو یار آشنا سے ملنا

ملنا ہے اوس سے بہتر آئی اگر میسر
ہو جسکے تین برابر شاہ و گدا سے ملنا

لازم ہے بلبل باد صبا سے ملنا
گر ہی ہو فصل گل کا مژدہ دہی چمن مین

بھاتا ہے یار ہی کو ناز و ادا سے ملنا
معشوق سے بمنت عاشق ہو کیونکر

مشکل پڑی تو ہووے مشکلکشا سے ملنا
بیغرض اہل دنیا فقرہ سے کب ملے ہین

اوسکو تو ہے ضرورت کوئی رہنما سے ملنا
جسکو سفر ہو کر نا رستہ نہووے معلوم

کیہو تراب اوس سے دل دیکھے پہلے ہمسے
جو کوئی اس جہان مین چاہے خدا سے ملنا

جو ہین غیر سے وہ ہنسا کھلکھلا
گیا رشک سے دل مرا تلملا

نظر بھر کے کون اوسکا دیکھے جمال
جسے دیکھ آنکھین گئین جھلملا

تو زاہد نجانا کبھو اوس طرف
کہ وہ مغبچہ ہے نپٹ چلبلا

مبادا کہین دیکھکر اوسکا حسن
ترے عشق کا بھی اوٹھے فاقلا

وہ دانا ہو جو تجھ سے اوجھے تراب
کہ تیرا ز بر دست ہے سلسلہ

اوس شوخ سے کوئی میری سفارش نہین کرتا
قاصد بھی کچھ احوال گذارش نہین کرتا

وہ خط کو میرا دیکھے تو پانی مین ڈبووے
مین اسلیے کچھ اوسکو نگارش نہین کرتا

ردیف الف

تب پسند آوے اوسی پر وہ نشتر نازکا
کھلکھلا کھسکا ہے عشرت مری لخشکا رکا

حسن بھاتا ہے جو مردم بازاری کا
صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت مین مجھے

لطف پھر کیا رہے کون رہگی بیداری کا
کیون بڑھاوے مین سخن فکر کیا تخلص نے

وقت آیا نہین کیا کون کی بیماری کا
کیون تو نے اختیار کی عاشقی تراب

ردیف الف

تب پسند آوے اوسی پر وہ نشتر نازکا
کھلکھلا کھسکا ہے عشرت مری لخشکا رکا

حسن بھاتا ہے جو مردم بازاری کا
صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت مین مجھے

لطف پھر کیا رہے کون رہگی بیداری کا
کیون بڑھاوے مین سخن فکر کیا تخلص نے

وقت آیا نہین کیا کون کی بیماری کا
کیون تو نے اختیار کی عاشقی تراب

ردیف الف

تب پسند آوے اوسی پر وہ نشتر نازکا
کھلکھلا کھسکا ہے عشرت مری لخشکا رکا

حسن بھاتا ہے جو مردم بازاری کا
صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت مین مجھے

لطف پھر کیا رہے کون رہگی بیداری کا
کیون بڑھاوے مین سخن فکر کیا تخلص نے

وقت آیا نہین کیا کون کی بیماری کا
کیون تو نے اختیار کی عاشقی تراب

دیوان شاہ تراب

ردیف الف

عاشق ہون پر تراہ الم دیدہ ہون تیرا — پیرہ تو نکر مجھسے کہ مین یار ہون تیرا

تو یار ہو غیرون کا مین کیون یار ہون تیرا — اک بار مرا ہو تو مین سو یار ہون تیرا

کچھ اپ سے نہین مین ترے اغیار سے بیگانہ — واللہ ازل سے مین گرفتار ہون تیرا

کرتا ہے عبث مجھکو طبیبون کے حوالے — خود بنض مری دیکھ مین بیمار ہون تیرا

سنتا ہون کہ مین تو نے بھی اب آنکھ لگائی — مجھسے نہ چھپا محرم اسرار ہون تیرا

جب ورسے ملتا ہون تو کہتا ہے وہ مجھسے — کیا مین نہین معشوق وفادار ہون تیرا

باطن مین مرے غم کا روادار وہی ہے — ظاہر ہو کہتا ہے مین غمخوار ہون تیرا

گر عشق مین تشہیر مری تجھکو روا ہے — تقصیر ہوئی مجھسے گنہگار ہون تیرا

جاؤن ترا اب اور کہان چھوڑ کے تجھکو
بندہ ہون ترے در کا نمک خوار ہون تیرا

۹۲

نہین پھر چھوٹتا ہرگز اسیر اوس زلف کا لٹکا — کہون کیا حال اوس لٹکا وہ ہو جادو کا اک لٹکا

مگر اوس گلبدن کو ہو خیال طرہ عاشق کی — کہ باندھی ہے سدا رغبت سے بلبل چشم کا پٹکا

یکایک خواب سے نرگس چمن مین چونک اٹھی ہے — نہین معلوم کسکی چشم نرگس کا لگا کھٹکا

بجا کعبہ کو زاہد قبلہ المومنین کیا کم — ادھر آدل ہمارا پوج پھرتا ہے کدھر بھٹکا

نہین اک عشق مین اوسکے ہی آدل ہے مآخذ — وگرنہ خط کے آنے اک جہان موڑ کے سٹکا

حشر کو بھی تو وعدہ لطف کا ناحق کو کرتا ہے — کہ تیرے ظلم کا دلسے مرے جاتا نہین کھٹکا

کل خاک میرے لگ گئی تھی میرے دامن سے — تو پھر کسطرح تو نے دامن کو اوٹھا جھٹکا

تجھے کیون لگتا ہے مرا مژگان ترناحق — کنار آستین مین تو ترے اٹکا نہین لٹکا

نہایت لڑکپن ہے جسکو موعزہ جوانی کا
بدن پر کیا کوئی بھولی بدن بلا ہے پانی کا

جو رہا ہو سو کر تو آج دیکھ راہ مت کل کی
گھڑی بن کچھ ہے کچھ ہو کیا بھروسہ زندگانی کا

ہوا تفس سے چھوڑ دو اداسی اب چھوٹے
بڑا کہتے تو ہیں جھوٹے بھلا ہونا توانی کا

گئی وہ تندی و جاتی یہی سب مٹے رہتا
نہیں کچھ رہنا باقی رہا اب شیخ فانی کا

ترا اب اپنا عمل کوئی نہیں امید کے قابل
اگر کچھ آسرا ہے تو اوسی کی مہربانی کا

جو کہتا ہوں مرے کعبے پہ بدعت ہے ترا سجدہ
تو کہتا ہے یہی اپنی ادا ہے بدعت حسنا

اوجڑ جاوے نہ گھر عاشق کا بازا ایسی حرکت سے
بس گھر میں رقیبوں کے نہ تجھکو جا ہیے بسنا

خدا حافظ بلا ہے جان ہیں یہ آفتیں دونو
سیہ کاکل کا بل کھانا و کالی سانپ کا ڈسنا

نہ مجھکو کشمکش میں ڈال اے دل جو ہو فارغ بال
کھلے رکھ اپنے سر کے بال چوٹی کو ہے بت کسنا

مجھے کب دیکھ ستی وہ ہندو کی بھاتی ہے
کروں کیا دل کو بابت زلف کافر میں پڑا پھنسنا

جو صاحب حال ہیں وہ آگ میں جاتے نہیں ورنے
یہ جرأت یار و کس سے ہو کٹھن ہے آگ میں دھنسنا

عجب کیا ہے ترا اب اوسکو دہان حسین سخن باہیں
یہاں جسکی نہ ظاہر میں ہوا ہو ایک بھی حسنا

کسی پہ جال نڈالے خدا محبت کا
کہ چھوٹتا نہیں جیتے پھنسا محبت کا

کہانی عشق کی کہیے تو نیند اڑ جاوے
پوچھے ہم سے کوئی ماجرا محبت کا

مجھے تو سب کہیں محبوب دیکھ پڑتا ہے
میں کسطرح سے کہوں مبتلا محبت کا

اوسی نے دل میں مرے اسقدر محبت دی
میں آپ سے نہیں بانی ہوا محبت کا

ترے عاشق کی تسکین ترا اوسکا تحمل

اثر اسکی ترے عاشق کا دامن گیر ہوا

جگر کا اوس سے ہی بن سکے کیا

ہوا زار عاشق ہوا

وہ رکھائی کیون نہ تجھ سے بھی بڑھ کر

جبکہ محبت مین ترے تغافل

کرم مین اللہ تک نہ تر

اوس بیدرد کی تو خواب مین دیکھا

ہے کہ مین دیتا ہے گالی

شیخ بھی مسجد مین جاکر مرا

حق نظر آتا ہے جسکو ہر طرف

کسطرح تا وہ ادھر اودھر

وہ تو ہے آنکھون مین

واہ کیا کیا شان ہے اوسکی

دیکھ تو اوسکی طرف کیا

دیوان شاہ ترا

ردیف الف

۱

ترے مین سامنے ہو عاشق کے — دیکھ لے منھ دم اخیر ترا
ہو گیا تجھ پہ مرغ دل قربان — کر گیا اوس پہ کام تیر ترا
اے بت سنگدل مین جان گیا — سنگ خارا سے ہے ضمیر ترا
تجھسا ظالم نہو گا اور کوئی — جگ مین کوئی نہین نظیر ترا
دل مین میرے یہی ہوس بھری — صاف مجھے رہے ضمیر ترا
کھ یداللہ فوق ایدیہم — جسطرح کھ گیا تھا پیر ترا

طعن منکر سے کیا خطر ہے ترا
چاہے سو ہووے عیب گیر ترا

۲

جوانی تلک لطف تھا زندگی کا — بڑھاپے نے کھویا مزا زندگی کا
نہ تجھسے ملا جو یہان جیتے جیتے — اوسے عمر بھر غم رہا زندگی کا
مسیحا نفس تجھکو کہتے ہین عاشق — ترے دم سے ہے آسرا زندگی کا
سنا دے اوسے تو مبا ذنی کا نغمہ — دکھا دے ذرا معجزہ زندگی کا
جو دنیا مین رہ کے ہوا حقسے غافل — نتیجہ اوسے کیا ملا زندگی کا
بہار آئی پھر بلبلین جی اوٹھین گی — سنائی ہے مژدہ صبا زندگی کا

ترا اوسکو اکدم نہ تو بھول جانا
بھروسا ہے یہ مین کیا زندگی کا

۳

یار وین کیسا نصیبہ ورر ہا — جب تلک بر مین مرے دلبر رہا
جو ہمیشہ یار کے در پہ رہا — یار اکدن بھی نہ اوسکے گھر رہا

سے گئی آنکھ سے اشکوں کا سیل — گل جو داماں سے جبیں سے گرا
اپنے دامن ہی میں لیا ہے ہمنے — قطرہ جو چشمِ درفشاں سے گرا
عاشقِ ناتواں کی ہستی پوچھ — اب تو وہ طاقت و تواں سے گرا
جو نسیمِ بہار سے بھولا — وہی پھر صرصرِ خزاں سے گرا

۳۲ — رنگ یہ دیکھ کر چمن کا ترابؔ
دل تماشائے بوستاں سے گرا

مگر تو نے دکھایا اپنا عالم بیحجابی کا — کہ خجلت سے ہوا ہی زرد چہرہ ماہتابی کا
رکھے ہی نت ہمارے یار ہی کیسر ہمنے اپنا — نہیں خورشید ہی یارو یہ گل ہی آفتابی کا
جنونکے مارے پھرتا ہو نہیں ہے گردِ راہِ غم — لگھون کیا حال اپنی کرچہ گردی خانہ خرابی کا
نہیں مینا ہی میرا کہ ہی پرکالہ آتش — جلے ہی ہاتھ مین لیتے جسے پرمغ آبی کا
ہمین دیکھ آنکھ موندی ہے ادا ہی یہ بھی تیری — عبث ہمسے تو کرتا ہی بہانہ نیم خوابی کا
لگی ہی یار کے منہ سے تو سبھی پریشان ہے — بنا اے زلف کیا باعث ہی تیری پیچتابی کا
کہے کسطرح غیب مین کوئی حوال اپنا — کہ سب رکھتے ہین خطرہ یار کی حاضر جوابی کا
ہوا کا بھی مزاحم ہی رقیب سنگِ تری در — نہین امکان مجلس مین تری لب بار یابی کا
جوانی پر سبھی ادا ہین تری نوجوانی پر — نہو کسطرح سے شہرہ تری عہد شبابی کا

۳۳ — خدا حافظ ترابؔ آثار کچھ اچھے نہین اوسکے
ہوا ہے دل مرا گھائل نہایت اضطرابی کا

محبوب نہو ہم سے اگر یار ہمارا — کھل جاے ابھی خلق مین اسرار ہمارا

مرکے اجاہی کہان خاشق مسکین و غریب
یارنے فاتحہ گورغریباں چھوڑا

عرش اور فرش تو اوسوقت برابر ہی ترا جب
ملگئے خاک مین جب تخت سلیمان چھوڑا

کسنے غوغا ہی سگون سے درجانان چھوڑا
لیلیٰ ہوا دشت رقیبونکو نگہبان چھوڑا

اور سب پھونسالی نے بنائے گجرے
فقط اک نرگس مخمور کو حیران چھوڑا

خوبرو آفت جان فتنۂ دل ہین پیدا
ہین جو صید ہین شکار و ہوا جان چھوڑا

واہ کیا رخی ہی کیا پان کی گرت ہی رنگ
جو صفت لب کو ترے لعل بدخشان چھوڑا

شوخیان دیکھکے طفلان پریچہرون کی
راہ ہی گھر کی معلم نے دبستان چھوڑا

دل مغموم سے مین ہاتھ اوٹھایا اختر
غم کی طاقت نرہی خانۂ مہمان چھوڑا

وہ تو کافر ہے مسلمان نکہیے اوسکو
جسنے دنیا کے لیے دین و ایمان چھوڑا

کون کہتا ہی گدا ہم تو شہنشاہ ہوے
حق کے دروازے پہ بیٹھے ہی سلطان چھوڑا

دیکھلی ہمنے مسیحائی تری اے ظالم
ہجر مین کرکے ہمین بیدم بیجان چھوڑا

کسطرح اوسکی محبت کو چھپاؤن یارو
عشق نے داغ مرے دل پہ نمایان چھوڑا

اصل سے دور ہو فریاد کرے کیون نہ تراب
نالۂ زن رتی ہی نے جب سے نیستان چھوڑا

کہتا بعید ہی یہ گھر تو ہی دور تیرا
ہی جلوہ گہ مرا دل چون کوہ طور تیرا

کہتا ہی کون تجھکو پنہان عیان ہی یون تو
عاشق کو ہی مبر ہر دم حضور تیرا

تیری چمک سے پیدا ہی روشنی ہین سب
خورشید مین پڑا ہی اک ذرہ نور تیرا

ایدل غفلت زدہ بیدار ہو تو ہی کیا
عمر آخر ہو چکی اب کیجیے تو ہی کیا

او جہانکے رنج پر البتہ رونا چاہیے
اس جہانکے درد و زحمت پر کوئی تو ہی کیا

دم غنیمت ہے تو غافل خدا سے ایکدم
زندگی نعمت ہے غفلت میں اسی کھو ہی کیا

مزرعِ عقبے ہے دنیا اسمیں کچھ شبہہ نہیں
کھیت ہے ہو جو اسمیں دیکھیے تو ہی کیا

صوفیونکو تصفیہ دل مقدم ہے ترابؔ
قلب ہے جسکا ملوث وہ بدن دھو ہی کیا

قہر ہے ملے چشم تر رونا ترا دن رات کا
شور ہے چار و نطرف کیا زور برسات کا

بیوفا ہے وہ کبھی وعدہ وفا کرتا نہیں
اعتبار آئے مجھے کسطرح اوسکی بات کا

کچھ نہیں قاصد کا پیغام زبانی معتبر
جبتلک لائے نہ خط لکھوا کر اوسکے ہاتھ کا

زلف اوسکی تو عارض سے شب مہتاب ہے
عارض اوسکا زلف سے ہے چاند اندھیری رات کا

لیکے دل پھر منہ دکھاتا ہی نہیں عاشق کو وہ
یار کیا ہے آشنا ہے وہ تو اپنی گھات کا

حسن اوسکا عاشقوں پے اسقدر چمکا دیا
نشہ وہ قائل نہیں عاشق کی احسانات کا

شیخ ہمکو ذکر و فکر عاشقوں سے کیا خبر
شغل ہاں نفی غیر و بار کے اثبات

ہو کہاں تجکو پریزادونکے کوچے میں گذر
حور پر مرتا ہی تو مشتاق ہی جنات کا

عارفونکے قلب کی کیا بات ہے عرش مجید
اولیا کا ہر سخن ہے ترجمہ مشکات کا

اے پری کھلا کے اپنی مانگ کی سیدھی لکیر
کہہ سکندر سے یہ رستہ غرب ہی ظلمات کا

کیون نہ وہ غارت کرے دین مسلمان ہو ترابؔ
کافری اوسکی صفت ہی برہمن ہے ذات کا

جب سے اوس شوخ نے رخ کیا سوئے تسخیر
لشکر غم کا بھی سے دل مین ٹھکانا ہو گیا

خبر کل مندی تھی طالع پابوسی کی مرے
ابتو کوئی مانع نہین وہ بھی بہانہ ہو گیا

۴۵ کچھ نبو چھو کسطرح مفتون ہوا اوسپر تراب
دیکھتے ہی اوسکی صورت دل دوانا ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ مفتون و شیدا ہو گیا
امیل و یوانہ کیا تجھکو یہ سودا ہو گیا

عقل و ہوش و صبر و تمکین بزم ہے ہو سب غیب
ہاے سب ساتھی مرے بچھڑے مین تنہا ہو گیا

یار و میرا رنگ کچھ اوسپر نہ آیا اب تلک
مین تو اوسکی عشق مین رنگین سراپا ہو گیا

کسطرح یارب سے اوسکی مجھکو بیزاری نہو
آشنا غیر و نسے ابتو یار میرا ہو گیا

جو مین مجلس سے مری کل اوٹھ گیا وہ سرو قد
جملہ قیامت آگئی اور حشر برپا ہو گیا

رات یان جو چرچا تھا کچھ اوسکا کہ آیا ہو نیا وہ شوخ
سب لگے منہ دیکھنے طرفہ تماشا ہو گیا

چھا گیا آنکھون مین نشہ بھر گیا دل مین سرور
غم نہین گردی سے خالی جام و مینا ہو گیا

قم باذنی کہکے عاشق کو جلا دیتا ہی وہ
قم باذن اللہ اعجاز مسیحا ہو گیا

حسن خدمت سے ہوا محمود کا پیارا ایاز
اسقدر کی بندگی اوسنے کہ مولا ہو گیا

ہاتھ اونکا چومنے ہین ہو نی ہین سب دست مسیح
واہ کیا دست مشائخ ید بیضا ہو گیا

۴۶ کیا ہوا اگر حسن مین شہرت ہوئی اوسکی تراب
مین تو اوسکے عشق مین ہیہات رسوا ہو گیا

چمن مین جو نزدیک گلبن کیا
وہ بلبل کی فریاد ہی سن گیا

ہوئی شمع خاموش حال اوسکا سن کے
جسے دیکھ پروانہ جل بھن گیا

جہانمن مہ وخاقانی لو یہ تیرا کہ ہے پانی
جو حق بولی سو لی لی ہاتھ مین جلتا ہوا کولا

خدا کی جو مشیت ہو اوسی پر اپنی ہمت ہو
رضا پر استقامت ہو جدھر مولا ادھر دولا

۴۹

اوسی وہ کیون نہ پہچانی جو خوب اپنے تئین جانے
کہین جا ہین سو ملانے تراب ایسا نہین بھولا

مین پیر عشق ہون مجنون عہد ہی میرا
وہ عاشقی مین خلیفہ رشید ہی میرا

فریفتہ ہون مین جس پر وہ ہی فدا مجھ پر
یہ حسن طالع و بخت سعید ہی میرا

تجھے ہو عید مبارک مجھے گلے سے لگا
نہ کر حجاب یہ انعام عید ہے میرا

کہا ایاز نے معشوق بن کی مولا سے
سیان تو بندہ بے زر خرید ہی میرا

تو صورت اپنی چھپا کر مجھے دکھاتا ہے
نظر بحسن تصور مفید ہی میرا

کرم سے تیرے تو نزدیک ہی کسی دن آ
نہ دور گھر سے تیرے گھر بعید ہی میرا

جو داغ ہجر کا سہکر ہوا مین ادس سے دواع
کہا یہ تجھ پہ سزاوار شدید ہے میرا

وہ کاندھر کے مرا ماجرا سنے تو کیون
نئی کہانی ہے قصہ جدید ہے میرا

۵۰

تراب کس سے مخاطب ہو کل وہ کہتا تھا
یہ تیغ عشق کا مارا شہید ہے میرا

نہو مست الست اب وہ کیونکر بھلا
جسے یاد عہد الست بلی

وہ آپی تھا سائل اور آپی مجیب
کہون کس سے یہ راز مین برملا

کہین خود ہوا شمع مجلس فروز
کہین آپی پروانہ ہو کر جلا

کہین تخم ہو کر چھپا خاک مین
کہین شاخ شجرہ ہو پھولا پھلا

منصور اور سرمد سا کوئی عشق میں پکتا ہو
جون تپس ہوا تو کیا فرہاد ہوا تو کیا

درویش نہو جبتک وارستہ دو عالم سے
بیقید ہوا تو کیا آزاد ہوا تو کیا

مغرور عبث ہو دے دنیا پہ کوئی کافر
فرجون ہوا تو کیا شداد ہوا تو کیا

جب طولی دانا کو ذرا بھی نہو پروا
تب دام ہوا تو کیا صیاد ہوا تو کیا

جسمین نہ تمیز آئی خودبینی و بزرگی کی
شاگرد ہوا تو کیا استاد ہوا تو کیا

ہی یاد مجھے جسکی ہر لحظہ و ہر لمحہ
اک وزتراب اوسکو مین یاد ہوا تو کیا

لکھا تعویذ کسنے آہ اس دلکی اداسی کا
پڑھا ہی کسنے افسوں ہای میری بیحواسی کا

ذرا بھی ابر نیسان جبتلک پانی نہ برساوے
کرے منہ بند دریا کسطرح سیپی ہا پیاسی کا

زبان اوسکی ہوئی ہی گنگ جسنے اوسکو پہچانا
وہ عارف ہی نہین دعوا کرے جو خویش شناسی کا

ادا ہے شکر نعمت ہی خدا کی بندگی کرنا
خلاف مرضی محسن نشان ناسپاسی کا

نہوتی گرمد و پیرونکی پردہ صاف کھل جاتا
۵۴ تراب ایسی خراب احوال درویش لباسی کا

جسنے کوئی یوسف کوئی یعقوب بنایا
اوسنے مجھے طالب تجھے مطلوب بنایا

بخشے ہی اوسے نے تو مجھے تیری محبت
پیارے مرے جسنے تجھے محبوب بنایا

ہکو تو نظر پڑتی ہے سب خوبی اوسکی
جسنے تجھے خوبون مین بہت خوب بنایا

کہتے ہو جدائی مین کرو صبر ہماری
کیا دلکو مرے آپ نے ایوب بنایا

جسدنسی مین چاہا اوسے سرمائی لگادہ
شوخی نے مری یار کو محجوب بنایا

مے پرستو نسے کہو ہشیار ہون توبہ کرین
محتسب کا دور آیا دور جام مل گیا

رند بدمستون نے جبھی کملی کنھری اوسکی کی
میکدہین شیخ ناحق اوڑھکی فرغل گیا

نفس کے دریا پہ حقنے شرع کا باندھا پل
وہ بخوبی پار اور ترا جو اوسپر چل گیا

۵۷

سر جھکایا ہر کسی نے اوسکے پانون پر ترابؔ
شہسوار لافتی کا جسطرف دلدل گیا

موسیٰ نے جسے جلوہ نما طور سے دیکھا
کا برق ادسے مینے بھی کل دور سے دیکھا

گر وہ نہ دکھاتا ادسے دیکھتے کیا ہم
ادس نور کو ہمنے تو اوسی نور سے دیکھا

اک طرحکا ہووے تو کسی سے کہون تعریف
سو طرحکا ناز اوس بت مغرور سے دیکھا

کب حسن مین ہو حور و پری اوسکے مقابل
اوس شکپری کو تو پری حور سے دیکھا

۵۸

ہمکو تو بہت رنج دے عشق مین دل نے
کیا کیا نہ ترابؔ اس دل رنجور سے دیکھا

جسکی قسمت مین کرے پیر کا دیدار خدا
اوسکو دکھلائے نہ پھر اور کا منھ مار خدا

اوس بچارے سے بھلا پیر پرستی کب ہو
خود پرستی مین کرے جسکو گرفتار خدا

نیک و بد خرد و بزرگ سے نہین جسکو فرق
ایسے احمق سے نہ ہی ہمکو سروکار خدا

ہر کسیکو نہین ملتی ہے خزانے کی کلید
کھولتا ہی نہین کم ظرف پہ اسرار خدا

ہے خدا دانو نکو اک رنج مین سب طرحکا عیش
دوست کو اپنے تو دیتا نہین آزار خدا

صحبت قلب تو آسان نہین مشکل ہے بہت
آہ دل ہو نہ کسی شخص کا بیمار خدا

ایسے ملاح کے پکڑے نہ قدم کوئی کبھو نکر
ہاتھ سے جسکے کرے ناؤ بھری پار خدا

ردیف الف

جانے ترابؔ کی بات کوئی یا ورنہ ادا

۵۹

وہ کم

مین اوسکی طرف جاتی ہون جاتی نہین پاتا
وہ میری طرف آتے ہین آتے نہین پاتا

بیطرح حسود فتنے زمانے کا ہوا بند
دل کوئی کسی ہاتھ دل لگاتے نہین پاتا

اس شہر کا بازار ہے عجب طور کا یارو
اوٹھے کوئی متاع نہین پاتا

گردا سے کوئی انکو سمجھا نہین پاتا
نظر باز کوئی ان سے دل لگاتے نہین پاتا

تقریر کی پرشت پہ کوئی نہین سنتا
تحریر کی کوئی نہین سنتا

حال اوسکا کوئی نہین سنتا
تمنا بر اوسے کوئی نہین سنتا

بیطرح

۶۱

کسطرح ملون اوسکہان اوسکو مین پاؤن
جسکو مین کہین ایک ٹھکانی نہین پاتا

دن رات پھرا کرتی ہے آنکھو نہین وہ تصویر
اک بل بھی ترابؔ اوسکو بھلا نی نہین پاتا

۶۲

سر دشت عشق مین لیلی کی کیا اوسنے کھلا
بن مین کیون پھرتا ہی مجنون مارا مارا کھلا

یار کہتا ہی ہجوم عاشقانہ مجلس مین مجھے
بسطرح ہے آج دیوانون کا یان فرکھلا

اک اشارہ مین وہ کرتا ہی دلکو ایمان
تیغ ابرو کا ہی اوسکے سو ہو جوہر کھلا

کسطرح چھپتا بھلا مضمون عشقیہ مرا
لیگیا تمحاظ مرا غلطی سے نامہ پر کھلا

ہاتھ کی مٹھی نہین کھلتی ہی جسکی بخل سے
کب وہ رکھتا ہی وہان کیسہ زر کھلا

اوڑ گیا پر بھاڑ کے کہدی کوئی صیاد سے
صید وحشی کا ترے فورا جو بال و پر کھلا

قوت اسلام ظاہر ہوگئی کفار پر
ہاتھ سے مشکلکشا کے جب ذوالفقار کھلا

غول بندر کے چلے مین پھر ولایت کیطرف
شہر حق جلد آخبر سے کفر کا بندر کھلا

زاہد اب حجرہ مین بیٹھا موند کے آنکھین ترابؔ
خوف ہی جو پر و نکا رکھے کسطرح سے در کھلا

۶۳

پریزاد دل سے الفت کر کے ناحق جی جلا اپنا
نچا ہی کوئی خوبو نکو اگر چاہی بھلا اپنا

بیاض رخنہ کیون ہمکو سواد لف خوش آیا
پھنسایا بالکی پھانسی مین ہم آپی گلا اپنا

بہت پھونکی نری ہمنے محبت مین عمل جب کے
پر اوسکے چشم جادو پر نکچھ افسون چلا اپنا

چھپا لین مجھسے انکھین مجھسے ذرا بھی کی نہ اوسنے
کہا جسوقت مین یار سی دکھ بر ملا اپنا

نہ کھلا قیس سے دل کی داغ اور یا تو نکی چھالے
نکھہ لیلی سے نخل عشق یون پھولا پھلا اپنا

غمزہ ادا

غم دل کا چھپانا ہی ہمیں جب نہیں بنتا
اگر اسے ہو ویسا کہ بنائے نہیں بنتا

پاس اسکے ہمیں جاؤں تو کہتے ہے اگر اسکو
پاس اپنے بلاؤں تو بلائے نہیں بنتا

دن رات گذرتی ہی تری یاد میں یارب
یاد اوسکی بھلاؤں تو بھلائی نہیں بنتا

اوٹھتی مرے پہلو میں ہر آن تڑپ دل کی
پھر اوسکو رولاؤں تو رولائی نہیں بنتا

وہ شرم سے منہ سلمے نے کرتا نہیں پیدا
آئندہ دکھاؤں تو دکھائی نہیں بنتا

گھیرے ہیں رقیب اوسکو نہیں بات کی فرصت
کچھ اوسکو جتاؤں تو جتائی نہیں بنتا

کہتا ہے جو ایکبار تو چھوڑونگا میں تجھکو
جی اوس سے چھڑاؤں تو چھڑائی نہیں بنتا

قاصد پیام دس سے تو کہدیجیو چیلے
گر خط میں میں لکھاؤں تو لکھائی نہیں بنتا

بیکل کوئی کرتا ہے تڑپ اپنے کو ایسا
۶۵ دل تجھسے اوٹھاؤں تو اوٹھائی نہیں بنتا

لڑکون نے ترے قیس کا سر پتھر دے توڑا
تو بھی وہ دیوانے سے نے تو نہ چھوڑا

چھیڑے نہ کوئی اوسکو دکھائی دے اجی
عاشق کا دل خستہ تو پہلو کا ہی پھوڑا

مشاطہ سمجھ بوجھ کے ہاتھ اوسپہ لگانا
کاکل نہیں رخسار پہ ہے سانپ کا جوڑا

کسطرح رکاب اوسکی کوئی دوڑ کے پکڑے
راکب وہ تمکار ہی اور شوخ ہے گھوڑا

اوس بت کا دل سخت کسی سے نہ وا زم
موم اوسکو کرے کون کہ پتھر کا ہی روڑا

تلوار کی بار اپنی دکھا ہی مجھے کیسا
خونریز میں کیا کم ہے تری انکھ کا ڈوڑا

تر دامنی عشق نے دسے ہوئی زائل
گو آنسو دسے اپنے میں دامن کو نچوڑا

ساقی ترے میخانے سے کوئی خالی نہ جاوے
بھر دے مے گلگوں سے کہیں ایک کٹورا

دم بدم کروٹ بدلتا ہے جو بیتابی میں ۔۔۔ ہی یہ غم احوال ان روزون ترے بیمار کا

آبکدن دکھلا دی منھ رفع اولنکے ہی اب ۔۔۔ دم ترے دیدار مین ہے آشۂ دیدار کا

بس نہین عاشق کا کچھ معشوق چاہے سو کرے ۔۔۔ بندگی بیچارگی عالم ہے مجھ نا چار کا

یار غیر دامین ہے اور دل ہی میرا یار مین ۔۔۔ پنجہ جھپو دل کہان اور رشک کہان ہے دار کا

کون بخشم کرے کسکی نظر اوسپر لگے ۔۔۔ سینہ جس آنکھونسے دیکھا ہے تا شا بار کا

ہمنے گوئی جیتا نہ دیکھا گھائل ایسا کہا

ہوش اوں جاہین نا صبح حشر ہو جانی ہی

قاصد اوس سے حال میرا کہیو خیر و ہو سو سب ۔۔۔ کام ہے تیرا یہی پیام اور اخبار کا

پھر تو اوس سے مانگ لینا خط مرا جب پڑھ چکے ۔۔۔ نامہ بر مضمون نجانے کونسی مرے طومار کا

بادشاہونکی تملق کا نہین مجھپر اعتبار ۔۔۔ کسطرح کیجیے بھروسا یار کے ہی پیار کا

سلطنت ہے کم نہین اوسکو تری صحبت ترا ب

۲۹ جسکو ہے ظل ہما سایہ تری دیوار کا

وصل سے غیر شاد کام رہا ۔۔۔ ہمسے نت وعدہ و پیام رہا

نوئی باریابی ہمکو خاص ۔۔۔ اور وہان سبکو بار عام رہا

در پہ اوسکے امیدوار کی شکل ۔۔۔ کل مین از صبح تا بہ شام رہا

اوسنے میری طرف نہ پھر دیکھا ۔۔۔ مین تو کرتا اوسے سلام رہا

اچھے خود کام سے پڑا ہی کام ۔۔۔ پھر کسی سے نہ ہمکو کام رہا

سب سے ازکو ہو گیا مولا ۔۔۔ تیری خدمت مین جو غلام رہا

آشنا بی خبر ہماری سے
دیکھ لیا ہجر نے ہلاک کیا

پاک کر خلق بد سے دل کو ترابؔ
غسل سے کیا بدن کو پاک کیا

۲

جو ہو لطف سے واقف نہیں جفا کی سوا
کدورہ اوس سے کہاں ابر نو بہار کی سوا

ہمیشہ دکھ میں کٹی قیس و کوہکن کی سی
حصول عشق ہے کیا محنت بلا کی سوا

جو دیکھتے ہیں ہمیشہ غیر سے پایا
کہو نہیں کسکو دل آزار آشنا کی سوا

اگر وہ کیجئے یہ تلوار سر پہ آ پہونچے
نہ منہ سے نکلے مرے کچھ بھی مرحبا کی سوا

وہ کیا کیا یار کی ادا نے لوٹ لیا ہے
کہ کچھ دلکی نہیں ہمدم دلربا کے سوا

نہیں سنگدل وہ قاصد مرا پیام طویل
زیادہ اوس سے نہ تو کہو مدعا کے سوا

نظر ہیں ملبل مسکین پڑی ہے
خبر ہیں کی ادسے کون ہے صبا کے سوا

بہا ہے جو شخص ہوا کہتے ہیں وصال ہوا
خدا کے ملنے کی صورت ہے کیا فنا کے سوا

تو بے خبر ہے مگر یار ہی کی تجھپہ نعمت ہے
ترابؔ یار ترا کون ہے خدا کے سوا

۳

اب جسکی آنکھ کو روز دے منہ ترا نظر آیا
جو دامن میں تھا نور آنسو سو یاقوت و گہر آیا

سجا تو پر کٹے بہ در نکی تری مرزا تھا جو
پھر اوسکے قتل پر تو کمسے باندھی کمر آیا

او جا گریوں ہوا رستہ ہو جیسی چاندنی پھیلی
پس از ما ہی جو ہی چو شب او سطرف وہ شوخ قمر آیا

کہا تھا کل ملونگا تجھسے میں سو رخ نکلتی ہی
نہ نکلا گھر سے باہر اب تلک تو دو پہر آیا

ترابؔ آنکھوں میں میری اب کوئی بجلی سما گیا
وہ جنچل کو نجانے ہمنے کب آیا کدھر آیا

کیون گراتا ہی تو ای گلچین گلونکو خاک پر
دوستی کرنے لگا ہے باغبان سے باغبان
سر یہ کا قرآن ہو نیچے باعلی یا تو تراب
ذوالفقار اپنی علم کرکے ذرا دلدار اوٹھا

ہاتھ ہون تیرے قلم لے لکھ سبھی یہ گل اوٹھا
اشیان اپنا چمن سے جا رہے بلبل اوٹھا

حق تعالے عشق اپنا دی تو بہتر ہے تراب
حسن صورتی کچھ نہین اس سے تو جی بالکل اوٹھا

مجھے تو دیکھکے رستے پہ کیتے ہے تے ہوجا
مجھکے سنگدل تجھکو بھی کہتے ہین سب مجھسے
دلاگر عشق ہین تجھکو تمنائے شہادت ہے
جسے ظل ہما کی آرزو ہو اوس سے کہہ اکدن

یہ قیمتی نہین کہتا ہی جل لے دال تے ہوجا
تو اوس بت سے کنارہ کش خدا کیواسطے ہوجا
شہید ابرو خمدار ہین مارے مری ہوجا
مری معشوق کی دیوار کی سائے تلے ہوجا

تراب اللہ والی دیکھتے ہین سب کہین حق کو
تو بسم اللہ کرکے جھٹ صنم کی سامنے ہوجا

عمر بھر مینے جسپہ جان دیا
ثابت اوسپر ہوئی نہ چاہ مری
اوکو میرے مرد دل نے عرش
واہ کیا حق نے خوبرویون کو
نہین کرتا ہے مجھسے یار ہی وہ
زلف کافر سے کیون نہ صلح کرون
کیون وہ عاشق نہ بیش دین کرے

کبھی اوسنے نہ ایک پان دیا
گرچہ سو بار امتحان دیا
اور زمین تا بآسمان دیا
عارض حسن پہ گمان دیا
کسی دشمن نے در غلان دیا
مصحف رخ کو درمیان دیا
جسکو معشوق مہربان نہ یا

۱۵ پھلے گا بیٹھا اک وار تراب اوسپر
جو اوسکے لیے اجھی شمشیر ہنا لایا

جب دل منمیں برق چھا گیا — لب پہ اسرار انا الحق آگیا
یار و تم کہتے ہو جسکو عرش پر — ہین تو اپنے دل مین اوسکو پا گیا
کون دیکھے اوسکو خیرہ از اکمل دل — آفتاب اندھے سے کب دیکھا گیا
حیف مترقی ہو جو ایک نے — پاس اپنے اک جہان آیا گیا
دم بخود ہو رہیے کچھ کہیئے نہ اب — حق جو کوئی بولا سو جھٹ مارا گیا
مرشد برحق کے صدقے جایئے — راہ حق کی جو ہمین دکھلا گیا

۱۶ کہدے طالب سے کہ سب حق ہی تراب
کلمۃ الحق وہ بھی فرما گیا

دلکو میرے اوسنے کیا کیا بھولی باتون سے لیا — مین جو کچھ بولا تو مجھکو آڑے ہاتھون سے لیا
مسکرا کر ہنسکے شوخی سے حیا و ناز سے — عاشقونکی دلکو اوسنے اچھی گھاتون سے لیا
سرخ لب سے اوسکے پائی لعل نے ایسی چمک — آب و تاب اپنا گہرنے اوسکے دانتون سے لیا
کیا ہوا لیلی اگر خیمہ کے اندر چھپ رہی — قیس نے تو چھانک تاکا اوسکو فنا تون سے لیا

۱۷ کیون کہتے ہم شب تار اوسکے پرتو کو تراب
زلف مشکین نے سواد اندھیری راتون سے لیا

چھپ کے آیا پھر نہ منہ دکھلا گیا — کافر ترسائی جی ترسا گیا
یار و جسکو تم بہت کہتے ہو شوخ — دیکھکر مجھکو وہ کیون شرما گیا

دیوان تراب ردیف الف

آنکھ اسوقت کی خوبونسی لگانا ہی بُرا — شوخ چشمونسی لڑے کوان زمانہ ہو بُرا
جی ہی بھر کی نکلتا ہون تو کہتا ہی قسیب — یہ نظر باز ہے اسکا ا[illegible] ہی بُرا
وضع مجنونکی بُری کیون لگی لیلے کو — عشق سے جسکو جنون ہو وہ روا ہی بُرا
اور سب ناز یار بھلا ہے لیکن — مُنھ چھپانا ہے زبون آنکھ چُرانا ہی بُرا
ہر دل پہ لگا تیر نگہ منہ سے نکہہ — کون جی مارے کسیکا یہ نشانا ہی بُرا
ہیں کہ اللہ سے ڈر عاشق بیچارہی کو — چھیڑنا ہر گھڑی ہر وقت کڑھانا ہی بُرا
[illegible]کے کوچہ کو جو سمجھے ہی بہ از خلد بریں — یار بن باغ ارم اوسکو کہانا ہے بُرا
نقش پا ہو کی مین بیٹھا ہون گلی مین اوسکے — اے صبا خاک مری اُسپہ اڑھانا ہی بُرا

اوس ستمگر سے کہے کون تراب ایسی بات
ہم فقیرونکو غریبونکو ستانا ہے بُرا

جو غفلت ہی مین نت جاگا اور سویا — کمائی کچھ نہ کی سب اُسنے کھویا
جس مین جسکی گذری عمر ساری — وہی دنیا سے چلتے وقت رویا
یہان جو کچھ کیا پایا وہان ہم — وہی دانا جما آخر جو بویا
نہ سیل آتا اگر تھم جاتے آنسو — یہ طفل اشک نے سبکو ڈبویا
مسلسل اشک مژگان یہ ہے یون — سیہ تارون مین جون موتی پرویا
پچھوٹا ایک داغ درد دل سے — بہت کل چشم تر نے اوسکو دھویا
ذرہی صدمہ مین ہوجاتا ہی ٹکڑے — نزاکت مین تو دل شیشہ ہے گویا
تو کیون خنجر کو ہر دم آب دی ہے — ہم آپی زندگی سے ہاتھ دھویا

کاٹ دے ہو ایک تیغ لا نسلم ہی وہ سب
لاکھون بنا

کہون نہ ہمیشہ تجھسے اوسکی آبرو ہو بیشتر
جسکا ہر آنسو کا قطرہ گوہر مکنون بنا

واہ کیا ہی واہ نکلی منہ سے اوسکے بوسے کی
آہ سے میرے نکل اک مصرع موزون بنا

دیکھتے ہی اوسکی صورت منہ سے نکلی بے ورود
قدرت حق ہی عجب عارض گلگون بنا

جھاڑ پھونک اوسکا نہیں کچھ پیچ کا لی کا توڑ ہے
زلف کی آگے تری کوئی جادو نی افسون بنا

جب ہی کچھ اوس سے عرض کرتا ہون بن جاتا ہی
پھر تو لا یعنی ہوگا شوقیہ کوئی مضمون بنا

دل ترا گھر ہے کوئی کرتا ہی گھر اپنا خراب
مت بگاڑ اوسکو نہ مجھکو اسقدر مجنون بنا

کج مخنی سے کیا ہی فرد بخود اوسنے ظہور
اقتضاے عشق سے عالم یہ گونا گون بنا

چاہے وہ ظالم کہے چاہے کہے جاہل تراب
خلق مین اوسکا امانت دار اک مین ہون بنا

۹۹

نہ پیا جام ہلاہل کا نہ سم کھاے گیا
مر گیا عشق مین عاشق ادسے غم کھاے گیا

دم آخر بھی نکچھ اوسنے کہی جی کی بات
آہ بھی منہ سے نہ کی ہی وہ دم کھاے گیا

برگ گل جعفری مین سے نہ زنہار اسطرح
کاغذ ابری ہو جسطرح سے نم کھاے گیا

دیکھیے ہوتی ہی کیا کیفیت اوسکی پس مرگ
زندگی مین جو یہان خوف عدم کھاے گیا

وہ نوا وہ یگانہ وہان راحت و آرام سدا
جسنے یان صبر کیا رنج و الم کھاے گیا

کچھ نہ فرعون کی موسی سے چلی ڈوب گیا
اژدہا ہو کے عصا جا وہ جشم کھاے گیا

آنکھ کو یار کی مین جب سے کہا شوخ غزال
سامنے پھر نہوا میرے وہ رم کھاے گیا

شرم سے کیا نگراست تری پڑتی ہی
تیر نادک ہی لگا قت سے یہ غم کھاے گیا

ردیف الف

بجا بیگانگی ناکھو نے ہر گز آشنا کا ہی
فلک کرتا ہی کیا پوچھی نہوا دیوار شرفا کیون جو ہو اقبال نہ دل کا

۹۱

دلہ

حسن کا تیری وہان سکے کہن چھوڑ دیا
گل کا رنگ اوڑ گیا بلبل نے چمن چھوڑ دیا

ہو تو نہ ابھی بھلا بار کا دم بھرونگے
اسنے اس کوچے مین مجھ سا سخن آرا چھوڑ دیا

کیا کہون گل کو تری قامت موزون سے
تم نے کیا باغ مین سرو چمن آرا چھوڑ دیا

تیرے ابرو کی کشش مین نے جو دیکھا تھا
کھینچ کر تیر نظر اسنے کمان چھوڑ دیا

دل زی ہاتھ لیا جان پہ احسان کیا
تم نے کیا کام کیا ہم پہ کہ جان چھوڑ دیا

ناصحا تیری ملامت نے کیا ہم پہ اثر
عشق کا کس نے بھلا کون کہان چھوڑ دیا

حسن ہو گی تری بیزار نہین ہم سا کوئی
باعث درد دل زار نہین ہم سا کوئی

نا

تمکو کیا ہاتھ لگا یار دکھو کیا پایا
درخور اوسکا جو ہین اب طبقہ چھوڑ دیا

۹۲
روح کو تن کے سبب جگ سے تعلق ہی تراب
کچھ علاقہ نہ رہا جبسکہ بدن چھوڑ دیا

جسنے قمری کو بجان بندۂ شمشاد کیا
اوسنے گلشن مین قد سرو کو آزاد کیا
حق نے حسن اوسکو دیا مجھکو کیا عشق نصیب
یار کو شیرین بنایا مجھے فرہاد کیا
دل تو ہی عشق مین محبوب نہین اوسکا قصور
وہی مختار ہے جسنے یہ سب ایجاد کیا
حور کے فسفہ نے زاہد کو کیا مست خراب
ہمکو دیوانۂ خوبان پریزاد کیسا
پھر ہوا جوش جنون فصل بہار آپہونچی
قیس نے خانۂ زنجیر کو آباد کیا
ہے کل سب سے کیا یار نے ملنے کا قرار
منتظر ہم ہی رہے کچھ بھی نہ ارشاد کیا
غیر کی مانی مری ایک نہ تقریر سنی
داد دی اور دنکی مجھپر ہی بیداد کیا
میرے جلنے پہ تیرا ایک بھی آنسو نہ گرا
تونے بیدد یمین کچھ شمع پر زیاد کیا
چشم آہو پہ نظر کرکے نظر باز دن نے
حلقۂ عین پہ آنکھون کے نرے صاد کیا

۹۳
کسطرح محو نہو دیکھ کے منہ اوسکا تراب
خود فراموش ہوا جب ہی اوسے یاد کیا

جو بشر مبتلا ہو مکر اور تلبیس کا
آدمی اوسکو نکہ سکتے ہے وہ ابلیس کا
سلطنت مین جو کرے بذل رعیت پروری
اوسپہ سایہ ہو رجال الغیب سے چالیس کا
خانقہ مین جا کے سن کیا ذکر ہے نام خدا
مدرسے مین شور ہے کیا درس اور تدریس کا
گر نہوتا دیو کو زور کرامت اسقدر
ایکدم مین لا نسکتا تخت و بلقیس کا

ق

ذرا لے لینا اے قاتل کبھو ذرا
از ماسلے دم تو خنجر کو ذرا

قتل ہونے ہی پہ باندھ کسکے کمر
زور دے ناز نین کمر کو ذرا

کبتاک رخ ادھر ہیگا بس
متوجہ ہو اب ادھر گو ذرا

چڑھ گیا ہے بہت فلک پر ماہ
عارض اپنا دکھا نہ کر کو ذرا

ابداری ہین کوئی لگا دیتے
دانہ اشک سے گہر کو ذرا

ہے کوئی خبر نہین دیتا
غم سے میرے وہ بیخبر کو ذرا

مر گیا نالہ کرتے کرتے آہ
نہین طاقت رہی جگر کو ذرا

کاش آجاے یار آج یہان
شام کو یا دم سحر کو ذرا

دور بیٹھے جھٹک سے دامن کے
خشک کر دے یہ چشم تر کو ذرا

یار خود شوق سے وہان آوے
رکھے جو پاک وصاف گھر کو ذرا

شیشۂ دور بین کیطرح تراب
دیکھ لے دلپہ رکھ نظر کو ذرا

۹۷

ردیف الف

عاشق کو بھلا دھوندھ کی پہچان کے مارا
کیا جان سے مارا اوسے کیا جان کے مارا

پڑھ صلح کی آیات دکھا مصحف رخسار
کر قول و قسم پر دہین قرآن کی مارا

بل کھائیگی ناگن کیطرح ہاتھ مین لپٹے
جب شانہ مین اوس زلف پریشان کو مارا

کیا گوہر دندان ہے لب سرخ سے چمکا
بجلی نے کوڑا لعل بدخشان کو مارا

منھ سے مرے نکلا کہ بس اے کافر ظالم
تیر اوسنے جو کل ایک مسلمان کو مارا

جھٹ دست بقبضہ ہو کہا کسلیے مجھ پر
مرتا تھا یہ خود سر مین ترا مان کو مارا

تراب

ردیف الف

عاشق بین قیس بھی تھا فرہاد تھا تراب
خوب وہ بیٹھا پہچ کے تھا کوہکن تراب

۹۹

تیری زلف زدہ کا کی مرے دم پہ ہے
کیا مردہ بدل کی تیرے خم پہ ہے

تو کہتا ہے قسم اپنی نہین ہم پہ ہے
کسی کے خون کی آیا دی تری گردن پہ ہے

تو کہتا ہے کہ کیا ہم پہ ہے
تو کہتا ہے کہ کیا ہم

واعظ تو مین اور سکا کسی نے چھوڑا
ہر چند بہت نے مجھے مرا ناصحہ مروڑا

اے عشق کیا تو نے مجھے شہر و یار
مجنون کا بھی ایسا پھرا ہوگا حواس

لیلی نے کہا سنتی ہی نہ سچ کہ جھگڑا
کیا پھرا وہ مہر آتا ہے وہ دیوانہ نگوڑا

ہوتا ہے کہین جو وہین تاریخ اندھیرا
بیطرح چھپا زلف مین رخ یار کا گورا

ہمکو نہ ترآب اتنی رہی دل دوسری یہ
پہنے جو کسی دن وہ پری صندلی جوڑا

شان جو سوز پروانے مین دیکھا
عیان جو صبح کاشانے مین دیکھا

وہ کیا مسجد مین عابد بنکے بیٹھے
جسے لوگون نے بتخانے مین دیکھا

بچشم معرفت کچھ فرق ہے
بیگانے سے نہ بیگانے مین دیکھا

حقیقت کا بہر صورت علاقہ
جو تار سبحہ ہر دانے مین دیکھا

گیا کھل دل کا عقدہ بے تکلف
جو زلف یار کو شانے مین دیکھا

تماشا وہ نہ دیکھا جام جم مین
جو پیر مغ کے پیمانے مین دیکھا

وہ بولا میری وحشت دیکھکے کل
جنون طرفہ یہ دیوانے مین دیکھا

ہوئی مجنون کی یہ خانہ خرابی
جو آیا اوسکو ویرانے مین دیکھا

سوا عاشق بیچارا زہر کھاکے
چھپا اپنا مرجانے مین دیکھا

لکھے اوسکا جبیا نا غضب ہے
عجب لطف اوسکے جبہ سانے مین دیکھا

ترآب اوس شوخ کی جو دیکھ پوچھ
جمال اوسکا مین شرمانے مین دیکھا

ردیف الف

دیوان ترآب

بی تو عشق محبت مین ہوتون پر وہ
مرید و پیر کسو دل کا ہے

تو چھوٹ شیخ جی تم اوس سلسلہ کا
نہین صدا جرس بانگ نا کا ہے

بھٹک گیا ہے کہ مرکز تا دل
تو دل کو ڈھونڈھ کے پیر سے نگہ کی راہ دکھا

بھیگا اشک روان ہے کہ ابر دل کا
ترآب جلوہ حق تو دل ہی مین کا

کہ کسب آئینہ ناحق مقابلہ دل کا

کفن اوسکو بہت ایسے تکلف سے دیا تو کیا
جو ڈوبی ہے پسینے مین بہن کر جامۂ شبنم
دوائی اور دل لینے جو اوس بیدرد سے مانگی
کہا اچھا بھلا اکدن بناؤنگا تجھے جوگی

دو رنگی سے جو ہو محفوظ دیکر نگی سے ہو محظوظ
۱۱۵ ترابؔ اوس ہی کو ہم دیتے ہین خرقہ گر دیگا

تنگ دل ہو قیس پھر وحشت سے گھبرانے لگا
مطرب اوسکے آگے جب میری غزل گانے لگا
لڑکپن مین لگا سبزہ نہ کھلاتا تھا وہ
باغ مین کیا پھر خزان آئی گئی فصل بہار
ترش ہو شیرین کر فرہاد سے حرف تلخ
شوخیِ شیرین کی افیونی کی صورت بنگئی

عشق کے نفع و ضرر سے کیا ہو واقف اے ترابؔ
۱۰۶ کیا سمجھ سکے ناصحا تو اوسکو سمجھانے لگا

کبھی دل فریب ادھر نہ آیا
جہان مین کوئی نہ ایسا سنگدل ہو
مری قاصد سے اتنا بھی نہ پوچھا
کوئی جگ مین کسی پر دل نہ ہو اب
تصدق ہون نہ کیون مین مرغ پر

یارو نسے تراب اپنے کہے جائیو حق بات
۱۱۰ سے کلمہ حق صاحب تلقین کا ڈنکا

روون کے پڑا ہے ہین اونکو تو ہے سہاگ سدا
ہنسا ہے ہین انکو ڈھونڈھ ہین اپنی بھاگ سدا
ہنسا اپنا وے اونکی جلال گرمی سے
رواپنی دھوپ ہین لیتے ہین گرہ آگ سدا
خدا کے فضل سے جسپر کھلا ہے
وہ اہل وجد ہے بھاتا ہے اوسکو راگ سدا
غلام خوش ہے نہ للچا اونکو کھاتے ہین
جو نان خشک جو گو کھرد کا ساگ سدا

اترا ہے تنک نہ باجد ال مرا سے
۱۱۱ کہ عالمون کو رہی صوفیون سے لاگ سدا

عشق بازی کی تو اوسکی ہمکو ہے رہوا کیا
یا اسی یاد مین یہ دل بھی کہین اپنا کیا
تیری مچھلی کے لیے اے مرغ ماہی فروش
ایک عالم ماہی بے آب سا تڑپا کیا
دیکھنا یار تنک اوس شوخ بے پروا کی طرف
اسنے اپنے عاشقون پر ظلم ہے کیا کیا کیا
ترس آتا ہی نہین اوسکو کسی کے حال پر
اس بت نا ترس کا کسنے لقب ترسا کیا

ایکدن بھی تو نہ آیا وہ ترے گھر مین تراب
۱۱۲ جسکے کوچے مین تو اک مدت تلک جایا کیا

جسمین کسکو بھاوے بھاوے تجھکو وہ کام کرنا
عاشق سمجھ کسیکو آپی سلام کرنا
ہندو کہے ہین ابتو زاہد بھی رام تیرے
کافر غضب ہے تیرا یہ رام رام کرنا
اس کام کی لگن سے یہ خود نمائی یارو
خود رو سیاہ ہو کر اظہار نام کرنا
تم خوش رہو یا ہو ناخوش ہمکو اسی بجاؤ نگا مین
ابتو گلی مین تیری مجھکو مقام کرنا

خوشبو دہانکی چاہیے لادی مجھے صبا
استاہو جسپہ بن بن کلام ترا

وہ نازکی کہ پڑا ایک کل مین بھی
چونگڑی پہ وکہانی ہے ہیا ترے قبا

گر ہاتھ دیدے مین عاشق ہوا ہی قتل
داس ترا لہو نے بھلا کسطرح ڈبا

جب تاکہ کو بیاسے تو گور قتیل پر
جی اٹھکے وہ کہے بصد اخلاص مرحبا

۱۱۵ جسدن سے یار دوست ہوا ہے ترابؔ کا
دشمن ہوئے ہین اوسکے سبھی خویش و اقربا

کیا خوب تھا وہ اوسکی ملاقات کا سمیا
تا مرگ نہ بھولے گا مجھے رات کا سمیا

کیا بات وہ کہتا تھا کہ ہنس دیتی تھین کلیان
رہتا ہون ہین اب یاد کر اوس بات کا سمیا

آنسو کی جھڑی آہ کی بجلی ہے چمکتی
یہ دیکھ شب ہجر مین برسات کا سمیا

بیٹھا نہ گیا مجھسے تو کل بزم مین اوسکی
دیکھا جو رقیبونکی مدارات کا سمیا

الٹنہ ہوا عجاز مسیحا اوسے یارو
دیکھے جو ترے لب کی کرامات کا سمیا

ہونٹھ اوسکے لب آب حیات ابنہون کہین نکر
دکھلاتی ہے زلف اوسکی تو ظلمات کا سمیا

۱۱۶ بھولے ہی ترابؔ اب کوئی بیداد جفا مین
پیارے وہ تری لطف و عنایات کا سمیا

آرام جان مجھکے بھر عمر جسکو پالا
دیکھا تو اب وہی ہے آزار دینیوالا

یعنی بدن ہے سارا ازار دہ ہمارا
جو سب سے ہی پیارا وہی ہے وہی کسالا

پیری مین بھی نہ بدلی خو طبیعت افسوس
حرکات نفس سے ہین جون طفل خورد سالا

ملکوت مین تجھے خوش ہم ناسوت مین اے انعم
جنجال مین بدن کی کر جو تو خوش نے دالا

ردیف الف

توجہ کوئی اپنی نمایش نہین کرتا
بندے کا محک تو ہی حضرت ہے خدایا

۱۱۸ اک ذرہ ترابؔ اب جنبش نہین کرتا

ولہ

عاشق ہون بن بن کہ کہاؤن کہان کہان کا
جز دیدہ حیران کہ گدائی کا ہے کاسا

ہے تو ہی تو پرائی گلی مین مجھے یارو
کاہیکو اوٹھائی ہو فقیرونکا اودا سا

اسطرح دل اوس چاہ زنخدان پہ پھسلا
جسطرح کنوئین مین کہے پانی کا پیاسا

لب پہ ہمن اپنا مین ترے صدقے ہو نکھاؤن
صبا و تری صدقے ہو نکھاؤن تو دوا کے

دل بیکل و مشکل ہے ترے بال کی مانند
بیکل تو ہو اسطرح ہی دیدے کہین دلاسا

بیکلہ بیٹھنے دن کل پہ جھلکتے
خنجر ہے کہ نہین نکلا ہے دم

لگ جاے اگر یار کے دامن سے ذرا سا

۱۱۷ [illegible] تراب سے یکایک
[illegible] ہے کہ کبھی مین تھا واقف و شناسا

[illegible] چلنے دفعتہ تیرا انکا — یہہ بسا آہ گھڑا کہانا ہیرون کا
[illegible] سے وہ بالا ہوگیا عارض کا حسن — روپ کچھ اور ہی کھا ہے وہ بالا کان کا
مین فقیر ہون کھتا ہون کیا اسکے سوا — ساز و سامان ہے وہی مجھ بے سر و سامان کا
[illegible] ہے وہی جنس گران قیمت مری دکان کی — ہے وہی خریدار مین ہون اوسکا دستگیر
کیون نہ کھیلے ہمراہ اوسکے مین ویسے لاگ — وہ تو ہی خواہان ہمارے دین و ایمان کا
ہو دامنگیر مین ہون اوسکا دستگیر — تا قیامت ساتھ ہے اس بخشندہ دامان کا

۱۱۸ گر آمادہ یہان رہوردے رہجاتا تراب
مین تو ہون مرہون اپنے یار کے احسان کا

اک برہمن یار صادق ہے مرا — صورت معشوق عاشق ہے مرا
ساتھ اوسکا مین نہ چھوڑونگا کبھی — یار سے یہ عہد و اثق ہے مرا
ساقی مین سلسلہ میرا نہ چھیڑ — پیر بھائی قیس و وامق ہے مرا
جھکا دنیا مین یہ دولت ہی بہت — مہربان مجھپر وہ مشفق ہے مرا
کیا کرینگی برجہ ملائی غیر کی — یار تو مجھسے موافق ہے مرا
کیا کہون اوس مین اگلی واردات — ظاہر و پیر حال سابق ہے مرا
فکر روزی کی نکر ہرگز تراب — رزق کا ضامن تو رزاق ہے مرا

جو کچھ بہ اکھوں اوسکو زیوست کہ بیٹھے — مجھے تو خوب یون ناحق کو تخاب کیا
کہان تلک وہ رہے دیکھنا کسی کی راہ — نہ اسنے عاشق مشتاق پر عذاب کیا
ترا تو قصہ رہے گا یہ تا بروز جزا — کہ اوسنے جور و جفا مجھپہ بیحساب کیا

۱۲۴ — بتونکے عشق مین اے اشنا نہو کوئی رسوا
نہو کسی سے دل نہیں نہ اسنے ترا یہ کہا

سواد خط سے ہے بجل حسن کی تمامی کا — مجھے دکھانہ یہ سر خط مری نکامی کا
کسی کے عشق مین بدنام مین ہوا تو کیا — گذر نہین مرے کوچے مین نیکنامی کا
نہ مانگے یار سے میٹھا تو بہ بھوٹا کیون — مزہ ہے اوسے تو نمک حرامی کا
بہار دیکھے کوئی اوس پری کے آنکھ کی — چمک رہا ہے یہ سحاف کیا تمامی کا
ادائین اوسکی سبھی خوش ہین رقص مین لیکن — کچھ اور ہی لطف ہی اوسکی کج خرامی کا
لگی ہی منہ ترے کیا بچ سے نئی قلیان — یہ دم رکھے ہی ترے لب سے ہمکلامی کا
ہوا لعیب سے خسرو جہانین شیرین کلام — ہوا جو خسرو شیرین فرہاد تلخ کامی کا
جو پختہ عشق مین تھے جلکے وے کباب ہوے — مفارقت کا ہے شکوہ نشان خامی کا

۱۲۵ — ترا ب کسکو رہا یار سے دوام حضور
تو حوصلہ نہ کر اس دار محنت گرامی کا

ہے سجاوٹ کچھ اور مالے کا — شوخ زنار دار مالے کا
کیون نہ عشاق ہوون حلقہ بگوش — ہے عجب روپ اوسکی بالے کا
چوم لینا مین اوسکی زلف سیاہ — ڈر نہو تا جو سانپ کالے کا

کیون مجھسے ترک نامہ و پیغام کر دیا
کاکل کو چند ہو پریشان کا نام سے
دل ہے لیے خدا نے اوسے دلکو کر دیا
سودا مین وہ کلام نہ تلوار کر سکے
اردو نے اک اشارہ مین جو کام کر دیا
دولت کی کار آمد ہوا اتفاق ہے ننگ
تو نے مجھے ترا ب اوسے رام کر دیا

۱۲۶ — ولہ

افسوس دل تو کاکل دلدار مین پھنسا
صید غریب دام ستمگار مین پھنسا
تا صبح تو اوسی گیسوے خمدار مین پھنسا
عاشق کا جی تو زلف گرہ دار مین پھنسا
شانے کو کیون نہ زلف گرہ دار مین پھنسا
مشاطہ یار نے جو کیا کیسکا دل شکار
شانے کی کیون نہ زلف گرہ دار مین پھنسا
تسبیح اپنی لوٹتی ہین بتری سامنے
زاہد ترا بھی دل بت عیار مین پھنسا
کرتا نہین نگاہ کبھی طرف بوستان
زاہد ترا بھی دل بت عیار مین پھنسا
ایسا صنم کی لذت دیدار مین پھنسا
یارو ترا بھی دل بت عیار مین پھنسا

۱۲۸

یارو وہ دیکھ علاج اپنا الیا رے
جبکہ مین کہیہ ہر اسیہ بچارا بھنسا ہین
تو ہو کر دگار اپنے ہی کر دار مین پھنسا ہا

زور اپنے تغافل کا برلے شاہ دکھلا
کر شرم کو طاق رکھ کر لیے اولے دے
یہ مرگ مفاجات وہ مرجانہ گاہ جیسے
کہتا ہے عبث پھر مند کھانا گا بھی منھ
اک دن تری فرقت کی نہین تاب کسیکو
کیون حال پریشان مرا تو دیکھ کہی ہے

آزاد ہے آہ پر تغافل بہت را مند دکھلا
بولی مین چھپا آپ کو لے ماہ مند دکھلا
جلوہ یہ کسی اور کو ناگاہ مند دکھلا
منحار ہی تو خواہ دکھا خواہ مند دکھلا
یہ روز قیامت مجھے اللہ مند دکھلا
جا مجھکو بہت شعبدہ چاہ مند دکھلا

۱۲۹

جو بندہ درگاہ تراب اپنا کہا دے
بھٹکا نہ اوسے اور کی درگاہ مند دکھلا

پیر اک نوجوان سے ہارا
یارو تم کن لیے جھگڑتے ہو
صبر کسطرح سے کرے عاشق
عشق بازی مین دیکے ہاتھ سے وہ
جسنے دوکان عشق پھیلائی
دلکا قصہ کہان تلک مین کہون
اوس سے مین ہاتھ مار کے مہمات

ناتوان پہلوان سے ہارا
مین تو اوس مہربان سے ہارا
غم مین تاب و توان سے ہارا
ننگ و نام جہان سے ہارا
اپنے سود و زیان سے ہارا
تھک گیا منہ بیان سے ہارا
دل و دین مال و جان سے ہارا

بھلا غلام تھا محمود غزنوی کا ایاز
اسکے ہاتھ بکا تھا اوسیو مول لیا

بندھا تھا یار کے بازو مین نقش تعویذ جو کا
مین اوسکو جانکے تعویذ دل کا کھول لیا

پڑی جو آنکھ مین میری وہ گرد دامن کی
شکر سمجھ کے اوسے آنسو مین گھول لیا

اودھر جو ناز و ادا کا وہ لے چلا لشکر
اودھر ترابؔ نے آہ و فغان کا غول لیا

وہ خود غرض ہے اپنی ہی مطلب کا آشنا
کیا بات اوسکی ہے وہ عجب و مصب کا آشنا

رات اوس سے مجھکو ملکے یہ معلوم ہو گیا
دن کا وہ آشنا نہین ہے شب کا آشنا

یکسان ہین اوسکے آگے رقیب و حبیب سب
بھٹیارہ ہی وہ کیسی نہو سب کا آشنا

روز ازل سے مجھکو ہوئی اوس سے دوستی
وہ شوخ سنگدل ہی مراکب کا آشنا

جب کچھ بھی آشنائی کے قابل نتھا صنم
یارو نپوچھو ہے وہ مراتب کا آشنا

میری طرف دیکھو وہی ہی جو یار کی
مین تو ہون اپنے یار کی مذہب کا آشنا

تو قم باذنی کہہ تو ابھی مر کے جی اٹھون
اعجاز عیسوی ہے ترے لب کا آشنا

کسطرح مجھسے یار کی صحبت برار ہو
وہ تو ہوا اب اور ہی صاحب کا آشنا

اوسکو ترابؔ قدر کہان ہو فقیر کی
ہووے جو اہل دولت و منصب کا آشنا

کہ سر پر چڑی پیلی کی ہر تصور پر توڑونگا
کہ مجنون ہون ترا حسن سے جھٹ زنجیر توڑونگا

کہے تھا اک کمان ابرو اشارے پھیرونگے کل
مین دلکی خاک تو دے پر ہزار دن تیر توڑونگا

غضب ٹوٹے نہ کیون صیاد بہر می کہتا ہے
پھنسا کے جال مین بال و پر نخچیر توڑونگا

وہ چلتے وقت بہت لگ چلے تھے پیو
ہمین وہ دن گئے جب ہم تھے ساتھ اُنکے
ہمین چھپکے بیٹھ رہون دان بھر ایک گوشۂ زمین
ہے جو گھر کہین اک شرابخانہ کا

کسیکی جب کا پیاسا رہون نہ جیہین تراب
۱۴۱ مجھے تو جام اب ایسا بلا محبت کا

ملگیا غیرون سے جھٹ ہمسے جدائی کرگیا
بیوفا تھا جب تو ایسی بیوفائی کرگیا
کوئی اوس نا آشنا سے آشنائی کیا کرے
آشنا سے اپنے جو نا آشنائی کرگیا
آنکھ اوروں سے لڑائی پھیر لی ہمسے نگاہ
صلح جا دشمن سے کی مجھسے لڑائی کرگیا
دیکھکر رستے مین مجھکو پھر گیا کر کے راہ
شوخ راہ شرم سے کیا کج ادائی کرگیا
پھنس گیا صیاد بھی اب تو کہین بہتر ہوا
صید کے حق مین یہی طرح رہائی کرگیا
ہم نہین کرنیکے اوسکی خیر خواہی تین فصول
کیا ہوا گر ہمسے وہ ظالم برائی کرگیا
دیبری مین ہر ادا اوسکی ادا ہے تازہ ہی
کیا کہون کیا کیا ادا سے دلربائی کرگیا
زندگی و مرگ اک عالم کی اوسکے ہاتھ ہے
اپنے دور حسن مین وہ بت خدائی کرگیا

چلتے چلتے تو کبھی دل سے نہ بھولیگا تراب
۱۴۲ چلتے چلتے یار جو مجھسے رکھائی کرگیا

دوستو جسکی محبت مین مرا جان گیا
وہ تو بیمہر و وفا ہے مین اوسے جان گیا
مجھسے کیا چھپکے رقیبون سے لڑاتا ہی آنکھ
اک نظر بازہون مین چور کو پہچان گیا
کردیا زلف پریشان نے اوسے خاطر جمع
سامنے اوسکے جو باحال پریشان گیا
ہوگیا آنکھ مین اوسکے تو جہان سب تاریک
جسگھری بزم سے وہ شمع شبستان گیا

ردیف الف
دیکھ دا سے اس جہان کا آشنا
بیوفا ہین سب یہان سے آشنا
پیر کی جسکو نہین کچھ درد پیر
ہین بہت اوس نوجوان کی آشنا
ادر گے باد خزان کی ساتھ سب
تو بہار بوستان کی آشنا
تجھے گل بوٹے لگانے باغمین
ہمکو ہین اوس باغبان کی آشنا
کچھ نہین کون و مکان سے واسطہ
اوسکے جو لا مکان سے آشنا
بیدلی اے دل تو ہین اک بے نشان
کیا کرے پوچھے کوئی نام و نشان
کیا رقیبون نے نہون وسعت گمان
ہیں بے دل داستان سے آشنا
باغبان اوس مہربان سے آشنا

دیوان شاہ تراب

ردیف الف

بھادون آخر ہوا کنوار آیا — گھر سے پر ابتلک نہ یار آیا
کر گیا تھا قرار جھولا وہ — دل تجھے کس طرح قرار آیا
شور کرتی ہے باغ مین بلبل — کیا جنون موسم بہار آیا
دیکھکر اوسکی آنکھ متوالی — چشم نرگس مین کیا خمار آیا
کل مین جسکی رکاب پکڑے تھا — آج ایدھر وہ شہسوار آیا
اوسکے آنے پہ جی گیا صد حیف — خوب بروقت انتظار آیا
جسکا آنا ہے نت نیا وعدہ — پھر نہیں وعدہ سے ابکی بار آیا

کہون مژدگانی سے سوزن مین پروئی تار زلفون کے
تراب اوسکو لگانا ہو جو دل کے زخم پر ٹانکا

ہر ایک دل مین ہے کرتا ہے جگہ اپنی نمایان وہ — موتے ہین وہ اک جا ہنکے اکٹھا
تراب اوسکے بھول
ہے زیادہ ہر جائی کہان اوسکے آشنا

ابرو تری کا کرتا ہے شمشیر زن نمایان — جراءت کی یہ صورت ہے وہ عالم ہی ہکا انکا
ٹکا ہے قبلہ ابرو پہ کرکے نیچی کوچی ہے — دکھایا قبلہ کو دشت نے یہ رستا بیابان کا
نہ سمجھا جا کتے گر ہو مین اکدانے یکتائی — تو کاہیکو عزیز مصر ہوتا ماہ کنعانکا
ہوا نشہ دلون کی مین جن سوجن نکل اوسے — نہ خلوت نشین جلپن اوٹھا کر جب اوٹھا جھانکا
وہ سارے کاغذ اوسکے گر ہے خط و خال گویا سے — پری ہی شہر ہندستانین ہاروت ہی ڈانکا
کمر باندھے کسے دامن اوٹھائے آستین کھینچے — دکھاتا ہی مجھے صبح اپنی خونخوار یکی وہ بانکا

کہون مژدگانی سے سوزن مین پروئی تار زلفون کے
تراب اوسکو لگانا ہو جو دل کے زخم پر ٹانکا

کسی نے یہ نہ سنا
کیون بولے وہ شمع گل سے

کیون رہا ہے تو آکے نیند رہا
غنچہ بھی سر کو بھا سے بیٹھ رہا

۱۴۹

نہین اوٹھتا ہے دل تو اب اوس سے
گرہ جھگڑ کے بھلا سے بیٹھ رہا

ہوا ہے ان سے ملنا دیکھیے کیونکر بہم اپنا
نہ ہو جو خوش ہو تو کوئی دم ہو اور چندے ستم اپنا
مسلما شیرین کی تو اشنا ہین تو وہ کڑوی ہے
امید وصل پر ہجرانکی غم سے کو ہکن جھوٹا
ہوا پھر کیون مفید آئینے مین خود پرستی کا
جو قیدیت پرستی سے وہ مطلق ہو ہمن جھوٹا
کوئی اوس سے یہ جاکے تو کیون بیٹھا گھر اپنے
بیان سیر لیوے آدمی کس کس سے وطن جھوٹا
ذرا جو زن مین کامل نہ بازیگر سی ہو غافل
تماشے مین ہے ہستی مشیخت کا چلن جھوٹا

۱۵۰

ترا اب اوسکا فراق وصل ہے یون ہی نہین کچھ اصل
ملیگا کون ہمسے جس گھڑی اپنا بدن جھوٹا

کھلا دے مجھکو لقمہ ایک ہی شیرین دہن جھوٹا
سخن گو اور ہین سچا ہون نہ میرا سخن جھوٹا
کہان وہ ناف آہو کہان یہ طرۂ گیسو
سو کی باس کیا ہے نافۂ مشک ختن جھوٹا
نہین جھوٹا پر ہی ہے وار جسکے منھ سے کب بچے
وہ کب بازو پہ باندھیگا طلائی نورتن جھوٹا
دہن کے لب پہ کچھ اور ہی چمک ہے لعل مین کب ہے
مقابل اوسکے کیا ہونا ہے یاقوت یمن جھوٹا
قلم اوسکی نہ کوئی مانے اوسی سچا نہ کوئی جانے
اوسی عاشق ہی سچا ہے کہ ہے وہ دلکشن جھوٹا
ترک کیسطرح بیٹھے وہ جا کیسطرح بیٹھے
جو گر کھ ہو کے جاتی اپنے شنکر کا بچن جھوٹا

ظاہر مین کیا جسنے مجھے اپنا خریدار
باطن مین اوسی حق کا طلبگار کرونگا

مشتاق رہیگا ندکھاؤنگا اوسے منہ
جب تک نہ بہت تشنۂ دیدار کرونگا

جسطرح کیا اوسنے گرفتار مرا دل
اک روز اوسے مین بھی گرفتار کرونگا

بیوقت مین پاس اوسکے جو جاتا ہون تو کہتا
سوتا ہی اگر یار تو بیدار کرونگا

دل پر جو مرے گھاؤ لگا گھر کو سدھارا
آویگا تو پھر دیکھیو کیا وار کرونگا

کھل جائیگا تب راز مری عشق کا سب پر
جسوقت اوسے محرم اسرار کرونگا

یا رہین مری ہوگا اوسی روز وصا دق
جب دوسرے غیرت سے کنارہ کرونگا

اوسوقت مری سود یکا خود ہوگا قدردان
جب سامنے کوئی اور خریدار کرونگا

منکر بھی اگر گور مین پوچھے گا تو واللہ
اوس بت کی محبت کا مین اقرار کرونگا

جوبات ترابؔ اوسنے کہی راز مین مجھسے
مرجاؤنگا پر اوسکا نہ اظہار کرونگا

۱۵۴

دل جسکی محبت مین گرفتار ہی میرا
وہ دشمن جانی دل آزار ہی میرا

کہتا ہے خبردار چھپانا مری الفت
عاشق سے یہی اور اقرار ہے میرا

کسطرح بھلا مجھسے چھپے درد و غم اوسکا
غماز تو یہ دیدۂ خونبار ہے میرا

کیونکر نہ رکھون یار کے ملنے کی تمنا
دل آرزوے وصل سے ناچار ہی میرا

کل دیکھ کے مجھکو وہ لگا کہنے کسی سے
پہچانیو اسکو یہ خریدار ہے میرا

صورت نہ دکھاؤنگا اسے اپنی کبھی
کہدو یہ عبث تشنۂ دیدار ہی میرا

کسطرح بچا جال سے اوسے یار مین جانون
نادانی سے یہ وہم اوچندار ہی میرا

۱۵۵

جل جائیگا شمع سی مرے دامن مین تراشک
جسوقت بلند آہ شرر بار کرونگا

اکبار بھی وعدہ پہ نہ آیا تو ستمگر
شکوہ نہ تجھی سے ستمگار کرونگا

خدا کی قسم یار ترابؔ اوسکے ملے بن
زندگانی کو بہ ماتم دست کو زنار کرونگا

۱۵۶

مت کہیو کہ زردست چہ دارد
ہا تھو مین حنا باندھے ہے تیار کرونگا

دیوان ترابؔ

ردیف الف

۱۵۷

مجھکو جو تراب اوسنے کیا خہ مین روا
مین کیا نہ اوسنے شہر مین بازار لرون کا

جینا رہے وہ جسنے مجھے مارکے جھوڑا
مین آپ سے ٹوٹا نہین خود یار نے توڑا

روتا ہی رہا مین نہ ہوا اوسکا مژہ تر
چھٹی نہ پڑی اوسپہ جو دامن کو نچوڑا

کسطرح رکاب اوسکی مرے ہاتھ مین تھی
اوس شوخ ستمگار کا چالاک تھا گھوڑا

کرتا مین رہ عشق مین کچھ اور بھی گل دو
گرتا نہ مرے پانون مین گر ہجر کا روڑا

۱۵۸

مجھپہ پرنہ تراب اوس بت کافر کا چلا
تسبیح مری بچ گئی مضبوط تھا ڈورا

ابرو یار نے ہمین مارا
تیغ خم دار نے ہمین مارا

ہم تو گھائل مین اوسکے ابرو کے
اسی تلوار نے ہمین مارا

سنگ مرمر سے کردی گور سفید
گور رخسار نے ہمین مارا

کیا گل اندام سے گلے لگ کے
پھول کے ہار نے ہمین مارا

جی اوٹھین مردی جسکی ٹھوکر سے
اوسکی رفتار نے ہمین مارا

زلف کافر پہ کوئی فسون نہ چلا
اوس سیہ مار نے ہمین مارا

غش ہوئی سم تو دیکھ اوسکی سیج
اوس طرحدار نے ہمین مارا

دام مین پھنس کہتے کہتی ہے بلبل
عشق گلزار نے ہمین مارا

جل گئے اختلا غیر کے دیکھ
رشک اغیار نے ہمین مارا

وعدہ وصل تھا کہ شادی مرگ
کہکے عیار نے ہمین مارا

ردیف الف

ترا ب لکھتا ہے
نرگس اوسکی نے ہمین مارا
مست ہشیار نے ہمین مارا
بھولا پن اوسکا یاد ہے
بھول سے یار نے ہمین مارا
اوسکی دلدار نے ہمین مارا

۱۶۰

ولہ

شوخ طرار نے ہمین مارا

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ہجر کا ہے تراب بوجھ بڑا
۱۷۱ اس گران بار نے ہمین مارا

نہایت ہوا نکلا صنم سے دل مرا ٹوٹا	نہین ہے اس سے بڑھ امید بالکل سر ا ٹوٹا
لگا دی ہے پھر اسکے شکن دل کی نجا نیگی	نہین جوڑے سے ہی جہان شیشہ ذرا ٹوٹا
تو کیا کہتا ہے اے دلبر شکست دل ہے سیر اکہ	پسند آتا ہے دلدار و نکو کیا مل سر ا ٹوٹا
ہمارے شیشۂ دل کو سنبھل سے ہاتھ مین لینا	ترا کہ اس مین ہے اتنی نظر جب گر ا ٹوٹا
بہت یہ مین دانائی کا تھا تجھکو گھمنڈ ایدل	جنون مین ہاتھ سے اڑکو نکی دیکھا سر ا ٹوٹا
کیا تھا عشق کے دم نے مجھے طال اللسان ایسا	ہوا ہون گنگ اب جب سے دم نغمہ سر ا ٹوٹا

تراب اوسکو غنیمت جان جو سودا ہو جگ مین
۱۷۲ محبت مین ہوا فانی ترا جون و جرا ٹوٹا

ببدم ہے پڑتا ہے جو بسمل نہ بچے گا	کوئی دم کا ہے مہمان یہ گھائل نہ بچے گا

ہوگیا وہ مین اوسکا کام تمام
جسکو بانکی ادا سے کام پڑا

تر بھی چنون سے جو ہوا گھائل
اوسکو تیر قضا سے کام پڑا

طرح دل پہ درد ہے لاحق
مرہم لا دوا سے کام پڑا

ایک ہو تو کسی سے کہیئے اے
عشق مین سو بلا سے کام پڑا

دیکھکر مجھکو یہ کہتا ہے
مجھکو اس مبتلا سے کام پڑا

ہاے کون اوس سے یہ کہے جاکر
مجھکو جس دلربا سے کام پڑا

۱۶۵ کیون رکھے ہے ترابؔ کو ناکام
نہین تجھکو گدا سے کام پڑا

مری تسبیح کا اک تار ٹوٹا
وہ کافر کا تو سب زنار ٹوٹا

مرا دل عشق نے کیا توڑ ڈالا
دل اوسکا بھی تو آخر کار ٹوٹا

شکست اب عشق نے دونون طرف دی
ادھر بیدل اودھر دلدار ٹوٹا

بھلا اے عشق تیرے دم قدم سے
حیا و شرم و ننگ و عار ٹوٹا

کہان کی شیخی و کیسی بزرگی
مرا سب دعوی و پندار ٹوٹا

پلا ساقی مجھے اب بھر کے پیالی
کہ ہر جرعہ مین اک انکار ٹوٹا

خبر پہنچے نہ کیونکر محتسب کو
مرا تو خم سر بازار ٹوٹا

صراحی مے کی جب سے منہ لگی ہے
درِ گنجینۂ اسرار ٹوٹا

مین ٹوٹا ہا تھ سے اوس بت کے ایسا
ترابؔ ایسا نہ کوئی دیندار ٹوٹا

ردیف الف

۱۶۶ دل

قیس اور بیٹھ پڑا ناقہ سوار آ پہونچا
پھل جنون کا ہوا نام بہار آ پہونچا

موسم سورش و مستی و خمار آ پہونچا
ابر ہی قاصد مے خوش خبر آ پہونچا

بیقراری تو نہ کر رو نہ ترابؔ اے دل زار
ایل غزالہ وہ دیدار کا یار آ پہونچا

سیر راہ جنون کرتے ہین ہم پاے طلب
دل بجز قوت جان کچھ نہین رکھتے ہم پاس

جلوہ گر یار ہو زلف بھی منہ کو ہو سیاہ
دام صیاد ہی تب ہو گی کہ جب دل ہو اداس

پھر نہ صیاد کے ہاتھ آئے گا ہرگز ہرگز
پنچھی جو پھاند گیا دام صیاد سے جلد

ترابؔ کی ہے یہ تشویش بجا ہے کہ نہین
دامن کوہ مین ہے کوئی شکار آ پہونچا

۱۶۸ صبر کی رات گئی شکر کے دن آئے ترابؔ
لیجئے منت غیر آج وہ یار آپھونچا

گو وہ کہتا رہا برا در بھلا — سامنے سے ہٹا سکے مین نہ ٹلا
پھر نہ کوئی نام اوس پر ہی لے — ہاتھ سے اوسکے مین بہت ہون جلا
ہجر مین دل ہوا سراپا درد — نخل غم ایسی بار خوب پھلا
اشتیاق انتظار نومیدی — عشق مین ہین غضب یہ تین بلا
جادوگر ہے وہ برہمن والا — اور پہ افسون کسیکا کچھ نہ چلا
رشک سے غیر ہاتھ ملنے لگے — منہ پر اوسکے جو مینے عطر ملا
اوسنے میرے گلے مین ڈالے ہاتھ — کیون نہ کاٹے رقیب اپنا گلا
اب تو کچھ غیریت بہم نہ رہی — رنگ یار سے خلاف ملا

۱۶۹ دم بخود ہو ترابؔ عشق مین بس
دل مین جو ہے سو ہے زبان پہ نہ لا

عیش وصل و غم فراق گیا — دل سے اوسکا جب اشتیاق گیا
یار کے منہ پہ خط نکل آیا — سادہ روئی کا طمطراق گیا
روپ کچھ اور ہی بدن کا ہوا — حسن کا ساز اور براق گیا
کیون نہ عاشق سحاب کرے اخلاق — مایۂ کینہ و نفاق گیا
ہنس کے کل طفل شوخ کہنے لگا — مین جوان جب سا نفاق گیا
دل سے تیرے ابھی تلک اے پیر — عاشقی نہین مذاق گیا

مٹ گئی ہستی تری سب عشقین اوسکی ترابؔ
جبتلک عاشق رہا مین آپ کو کھوتا رہا

کیا کہون قیس کو پڑھی ہو کہا سے نکلا
بندۂ عشق ہوا فیہ جہا سے نکلا

کہلے مجنون اوسے زندان مین بھیجا ناحق
نام لیلی کا جو مین اوسکی زبا سے نکلا

اسطرح گھر سے ترے یار گیا جلد ادھر
تیر جاتا ہو کہین جیسے کمانسے نکلا

مجھپہ کرتا ہی ستم ہان کے وہ تعصب
یہ نیا ظلم اوسی شوخ جوا سے نکلا

تنہین جی آیا ترے دلکی ہوس بر آئی
باہر اس وقت وہ اپنے مکا سے نکلا

وہ تو ہے حور و لقا اوسکی گلی جنت
گھر مین اوسکے جو گیا پھر نہ وہا سے نکلا

محفل نے مجھکو پھینکا یا تخت مین ترابؔ
مد عشق ہوئی صاف یہان سے نکلا

پھر تو سب کام سے اک عاشق ناشاد گیا
کر کے شادی جو گھر اپنے وہ پریزاد گیا

ہے پھر دیکھیے اوس بت سے ملاقات ہو کب
ہجر مین جسکے مین یون خاک ہو برباد گیا

صید وحشی ہو اسی غم سے پڑا ہون پڑا
کیون مجھے چھوڑ کے جنجال مین صیاد گیا

سخت ظالم ہی کبھی دلکی مری داد نہ دی
اب کی بار اور ستم کر کے وہ بیداد گیا

حیف دشت سے وہ بن ماری ہوا کیا کیئے
جو مین نزدیک گنہگار کے جلاد گیا

اوڑ گئے ہوش گری ہاتھ سے دونون کی قلم
روبرو یار کے جب مانی و بہزاد گیا

بت برفن کی ادا ون سے بچے کون ترابؔ
ہا راس دانو مین شاگرد سے اوستاد گیا

کیا ہم اک دلسے اوسکو بھول گئے — کرکے وعدہ وہ بیوفا بھولا
طالب اوسکا ثواب صبر کا سن — وہ تو سب آپنے آشنا بھولا
عشق کی گفتگو مین اوسکی **تراب** — خوش ہوا زحمت بلا بھولا

۱۸۱ — دیں دنیا کا ماجرا بھولا

دل تجھے ہاتھ لگا ہے یہ کیا معشوقا — یاد مین اک بت کافر کی خدا کو بھولا
تجھکو ہرگز یہ خوش آتی نہین بو نکی ہا — اے صبا سرو گل اندام کی سیری بولا
دل تو لگتا نہین بی یار مرا کیا سبب ہے — بلبل اڑ جا تو نگہ مجھ سے چمن تو پھولا
ہجر مین تو وبالا ہو کھڑا رو تا ہون — گاتے ہین سب اوڑ جھولے مین سب جھولا

زرد رو نرگس شہلا کو کرے کیون **تراب**
۱۸۲ — زرد پوشاک جو پہنے وہ پری رو دولا

اوسنے منھ دکھلا کے اپنا مجھکو حیران کردیا — زلف مین دلبھا کے دل خاطر پریشان کردیا
یاسمین سیری لگی تھی آنکھ کونی دلف انتہا — اشک کی سرخی نے ظاہر راز پنہان کردیا
بینوا تھا عاشقی مین ساز و سامان کچھ نہ تھا — آہ و نالے کا بھلا ہو ساز و سامان کردیا
کھل گیا پردہ مرا ای عشق صد رحمت تجھے — کیا لباس شخصیت سے مجھکو عریان کردیا
ناتوانی سے نہ تھی جس پیر کو تاب وصال — اوسکو ایک لرکے نے زیر بار ہجران کیا
عشق کے میدان مین ٹھہری پھر تی ہی عاشق گی — جون بگولا دلکی مٹی افشان و خیزان کردیا
اک ادا پر جنا ہون دلکو اب ہو نکی ہا حصہ — چاہیے سو نرخ اوسکا مینے ارزان کردیا

آخر اکیوا سطے بچھر جلد اپنے گھر سے یان
کیون دل آباد کو عاشق کے ویران کر دیا
ہو گئی تاریک بزم عیش تیرے نور بن
تیونے کیا اندھیر اے شمع ستان ہو گیا

۱۸۵

عشق مین اوسکے مین ناشکری کرتا تراب
مجھکو جسنے خلق مرہون احسان کر دیا

خزان سے نہ اک نخل گلشن بچا
نہ لالہ بچا اور نہ سوسن بچا
نہ شب تا سحر شمع ٹھنڈی ہوئی
گئے جل پتنگے نہ اک تن بچا
نہ فرہاد کے ہاتھ شیرین لگی
نہ از تلخی کوہ کندن بچا
گئی ڈوب میری تو سب آستین
تو کہتا ہے میرا تو دامن بچا
مین دیوانہ ہون پیرہن چاک ہون
مری ہاتھ سے اپنے چپکن بچا
تو یون ہر طرف آنکھ بھر کے نہ دیکھ
نظر سے ذرا اپنی جیتون بچا
پھر اب آہ کا شعلہ اوسے ڈھنے لگا
کہو اہل خرمن سے خرمن بچا
سنہرے کڑے ہاتھ مین جسکے تھے
بھلا ہاتھ سے اوسکے کندن بچا
لیے لوٹا اوسنے ہزارون غریب
نہ اوس سے امیر و مہاجن بچا
گیا عشق مین اوسکا زنار ٹوٹ
ٹوٹا مرا تار سمرن بچا

۱۸۶

بچا دے خدا دلکو میرے تراب
کہ ہے مدعی اک برہمن بچا

دلکی شیخ کو ہی کاکل مشکین سے خطا
ہے یہ دیوانہ پنا صاحب تمکین سی خطا
کوہکن جی سے گیا اے بامید وصال
تلخکامی ہوئی فرہاد کی شیرین سی خطا

دیوان تراب ردیف الف

چوکڑی بھول گئے جوبن کی اور نظم
انکو چنچل نے تری آہو کا رم بند کیا

دریلی سے سدا در کمین جا بوسہ
لیکے مجنون سے یہ قول و قسم بند کیا

دل مین بستا ہی سدا جسکا تصور قائم
اوسکی تصویر سے کیا آنکھ کو ہم بند کیا

گور مین کود پڑا آپ سے وہ جسنے ترا سب
۱۸۹ دل کو ارمان سے سر تا بہ قدم بند کیا

ابرو خم سی جو کھنچی ہر مژہ شمشیر رہا
دل دبا سینہ اوسی تو بھی وہ دلگیر رہا

اوسکے سودائی سے یکمو ہوئی وحشت کم
مین نہ کھاتا ہی اوسی زلف کی زنجیر رہا

تہمتِ عشق سے دل آج گرفتار ہوا
بے گنہگار سدا قابلِ تعزیر رہا

جسکو خاکِ مدم پایہ ہاتھ آتی نہی
وہ مہوس کیطرح طالبِ اکسیر رہا

جبتلک تو نہ ملا دل کو ٹھکانہ نہ گیا
گو مین چھاتی سی لگائی تری تصویر رہا

دیکھنا تھا سبی بیداری مین یوسف کا جمال
پوچھتا اوس سے وہی خواب کی تعبیر رہا

اوسکی بیدردی سے مجھکو یہی حیرت ہے ترا سب
۱۹۰ پیر سے ملکے وہ کسطرح سے بے پیر رہا

کوئی صحرا مین نہ باقی برنجیر رہا
جب تلک ایک بھی ترکش مین ترے تیر رہا

عشق نے تیرے مجھے جب سے دیا ہی آزار
اک جہان تیرے لیے درپے تدبیر رہا

پھر ہوا جوش جنون فصلِ بہار آپہونچی
کچھ شہ واعظ سے چلا قابلِ تقدیر رہا

اسطرف چاک مین کرتا ہون گریبان اتنا
اوسطرف دستِ صبا دامن گلگیر رہا

کسطرح اوس بت دلجو کو ندیتا دل مین
جبتلک دل ندیا مجھسے وہ دلگیر رہا

ردیف الف

۱۹۲ نزدیک مرے ہی وہی عرفان کا پورا
ولہ

گر وصل کا کچھ عہد و پیمان نہوتا
صبر اب کی جدائی مین کسی آن نہوتا

یارب دلِ بیکار کا غمخوار ہوا یار
گر درد نہوتا تو وہ درمان نہوتا

آوارہ ہر دشت و بیابان نہوتا
دریلی پہ جو مجنون کا ٹھکانا

دل تنگی و وحشت سے وہان بھی نکلتی
صحرا مین اگر وسعتِ میدان نہوتا

عکس جمالی نہ دیکھ کے تیرے
آئینہ بھی سنہ دیکھ کے حیران نہوتا

معشوق ہے اک دل عشاق پریشان
فریونکی نگہبان ہے پھر دل اوسی سے

اللہ رے اوسکا تیغ بیان نہوتا
اک وار لگا دیکھ وہ بیدرد بھی بولا

نہ پوچھ حال دل زار

۱۹۳

گر عشق کے پھندے مین ترابؔ اوسکے تڑپنا
مطلق ہی متیدمین یہ عنوان نہوتا

اگر زہر بھرا تیر کا پیکان نہوتا
دل مین ترے زخمی کے خلجان نہوتا

اے اسل ترے لب کو مین خونریز نہ کہتا
شوخ اوسپہ جو رنگ سرخ پان نہوتا

کرتا نہ کوئی گردش دوران کی شکایت
فتنہ جو نرادر زمہ دوران نہوتا

روانہ وہان کا بیکو جلتا سر مجلس
در پردہ اگر شمع شبستان نہوتا

گر بند قبا کو سے نہ جاتا وہ چمن مین
بلبل کا کبھی چاک گریبان نہوتا

وہ ملکے وہ کہتا نکہ ہو عید مبارک
مین عید کے دن یار پہ قربان نہوتا

اوس سرو گل اندام کی آگے مری بارد
سرسبز کوئی سرو گلستان نہوتا

ابتک پھر اقرار قسم کرکے گیا تھا
وعدے پہ جو آتا کبھی نقصان نہوتا

۱۹۴

یارمی جو ترابؔ ایک برہمن سے نکرتا
عاشق کوئی ہندو پہ مسلمان نہوتا

متوجہ اودھر اوسکو کسیطرح نپایا
بیمار بنے تو بھی عیادت کو نہ آیا

مجنون سے بھی ایسا نہ تحمل کبھی ہوتا
مین اوسکی جدائی مین جو کچھ رنج اٹھایا

ایک بات مین عاشق سے بگڑ بیٹھے ہین وے
خوبونکو تو اللہ نے بدخلق بنایا

لڑکونسی لگا دیوے ہی متھ پر اوسے مارو
ہم اوسکی طرف جب گئے دلوانہ بنایا

اکدن وہ موافق نہوا عشق مین ہمسے
کیا جانیے کیا اوسکو مخالف نے سکھایا

آئینہ ہو سو بار گیا سامنے اوسکے
حیران کیا مجھکو اوسنے کھڑا نہ کھایا

دیوان ترابؔ ردیف الف

ردیف ب

جسدنسے میرے عشق کا اظہار ہوگیا
حسن اُسکا شور کوچہ و بازار ہوگیا

کسطرح کوئی جال سے صیاد کے بچے
زلفا وسکی دیکھ دل تو گرفتار ہوگیا

ملتا ہی ہاتھ نبض مری دیکھکر طبیب
افسوس اِسکو عشق کا آزار ہوگیا

ناصح تو اُسکے سامنے ہرگز نہ جائیو
چتون کا تیر جسپہ لگا پار ہوگیا

یارب جو میرے کام نہ آیا ابھی تلک
ناحق وہ اپنے کام سے بیزار ہوگیا

مرنے کے بعد گور پر اوسکی گیا تو کیا
اسودہ مرکے تشنۂ دیدار ہوگیا

سمرن ہوا **تراب** کو اک بہت کا نام کیا
ہر تار سبحہ رشتۂ زنار ہوگیا

۱۹۸

مجنون کی کانمیں کیا لیلےٰ نے پڑھکے پھونکا
جو سر لگا پٹکنے غلبہ ہوا جنون کا

ظاہر نہ عشق ہوتا عاشق اگر نہ روتا
اے اشک تو نے کھولا احوال اندرونکا

در پر ترے وہ مضطر غم سے نہ کیوں ہو لاغر
درشن کا ہی پیاسا دیدار کا ہے بھوکا

لالی کا ہو جگر داغ آرجاے رونق باغ
چمکے جو رنگ تیرے رخسار لالہ گون کا

مسی بھڑمی لگا کی مفلس دے تو پان کھاکے
سامان ہے اچھا عاشق کے کشت و خون کا

وہ طفل خانہ آبادی اپنے فن کا اوستاد
دم دیکے لیگیا دل اک پیر زد فنون کا

تسخیر سے تو اوسکی باز آ **تراب** باز آ
ہرگز اثر نہ ہوگا اوسپر ترے فسون کا

میرے رشتے کو نہ وہ طفل برہمن سمجھا
جسکے زنار کو میں رشتۂ سمرن سمجھا

دل کے ٹانکے کے لیے زلف و مژہ کام آئے
تار ریشم اوسے جانا اسے سوزن سمجھا

ناصحا عشق میں دل تھا بسبب رنج والم
دل دیا ہم نے اگر اوسکو تو بیجا نہ کیا

ہمنے دل اوسکو دیا اوسنے ہمیں رنج دیا
منفعت بیچنے والے نے خریدار سے سودا نہ کیا

عشق نے ہمکو جلایا اور رولایا اوسکو
یار کا شیخ جلایا ہمیں پروانہ کیا

سخت جانی مری یہ سنگدلی اوسکی وہ
نہ لپہ درد اسکے اوٹھاے اور نہ داد انکیا

ہمنے جسر وزسے دیکھا قدِ بالا اوسکا
رخ اسی دن سے سوے عالم بالا نہ کیا

کیا کہون اوسکو **تراب** اپنا کیا یا دیگا
۲۰۲ یار کے ساتھ کسی یار نے ایسا نہ کیا

دوش پر ڈال کے زنّار گلے میں مالا
لیے جاتا ہے مرا دل یہ برہمن والا

پھر کوئی پیر مسلمان کو بیدل نہ کرے
پڑے اللہ کافر کو کسی سے پالا

دلِ پُر ابلہ قیس کو پامال کیا
سنتے ہیں پانوٗ نہیں لیلیٰ کے پر چھالا

زلف کا حلقہ ہے اسطرح سے گورے مکھ پر
گرد مہتاب کے جیسے نظر آوے ہالا

کٹ گیا چاند اوسے دیکھ کے بدلی میں چھپا
بیحجابی نے کیا یار کا منھ اُجیالا

حشر برپا ہو چمن پر تو قیامت آوے
۲۰۳ جلوہ گر ہو جو ادھر یار کا قد بالا

تیرے قدمون کے تلے ہوگا **تراب** اسکا سر
پیر کی آہ نہیں جانے کی بالا بالا

حسن دل پر کام اپنا کر چکا
دل نہ اوسکے عشق سے جی بھر چکا

سرمہ گیں ہو کر نکی کیا وہ شوخ
جب حجاب آنکھون پہ اوسکی پڑ چکا

کون اس سے دل کے پھر محظوظ ہو
اہل دولت کا جو سیم و زر چکا

دیوان شاہ **تراب**

ردیف الف

۱ کب تلک ہمسے کیا بیسبب وہ رشک
کب ہوا ہیں تو ہمسے کیا نا مہ
کل تو کب باد خزان سے بچ رہا
ناصحا عشق کی تہمت میں دل
اوسکے قطرہ پانی سے
عشق میں سو بار وہ مر چکا
ایک بار آویگی کیا عاشق پر
منت مست دل کو بزور حسن سے
قیمت اوسکی کچھ تو لے دلبر چکا
جانے دیتا ہون کہان آنکھون سے دور
وہ تو اب آنکھون پہ میری چڑھ چکا
دور دے ساقی ابھی دینے لگے
کیا شراب ناب سے ساغر چکا
صید لاغر جان کے مجھکو نہ چھوڑ
اب تو پھندے میں ترے بن پڑ چکا

ایک بسملہ دکھا کے کہنے لگا | لے ترے درد کی دوا لایا
پھر دکھائی نہ ایک دن صورت | ہائے مجھ سے وہ شوخ سرمایا

۲۰۵ ترس آیا نہ کچھ **تراب** اوسے
مجھکو عاشق سمجھ کے ترسایا

نہین مجنون یہ سایا ہے کسیکا | یہ دلوانہ ستایا ہے کسیکا
ہزارے کا چمن اوسکو نہ دکھلا | وہ دل پر داغ کھایا ہے کسیکا
نہ اول مین مرے اے خطرۂ غیر | تصور ہان سمایا ہے کسیکا
وہ میرا خانۂ دل کرکے ویران | سنا پھر گھر بسایا ہے کسیکا
نہ نکلے آہ کا منھ سے دھوان کیون | مرا سینہ جلایا ہے کسیکا
نہ کہ قاصد وہ تیری یاد من ہے | یہ دھوکا اور بھلایا ہے کسیکا
ہوا کس رو سے یہ آئینہ حیران | اوسے کیسا جلوہ بھایا ہے کسیکا
وہ کہتا ہے اودھر کیا ہے اودھر دیکھ | یہ عالم سب بنایا ہے کسیکا

تراب اوس بت کا ہی کیا ناز بردار
۲۰۶ کسی نے بار اوٹھایا ہے کسیکا

اوسنے دل کو مرے تنگ کیا | عشقبازی خوب جنگ کیا
خط کو میرے بنا کے کاغذ باد | پٹیا پھاڑا نہ کچھ درنگ کیا
کسکے بل سے وہ ہوگیا چنچل | کسنے شہ دیکے گولہ دنگ کیا
اڑکے پہونچا کہان سے گولا گنج | دم مین پہنچ صبا کو دنگ گیا

دیوان تراب ردیف الف

تراب نکار کہتا تھا سمارو سے جو شخص
وہ کیون دیتا ہے فتوی قتل پر سکی اجازت کا

عشق نے دل کو نوجوان کیا ہجر نے تن کو ناتوان کیا
تیری الفت نے ہمسے اے پیارے ایک عالم کو بدگمان کیا
پھر گئے ہمسے آشنائے قدیم عشق مین سب کا امتحان کیا
قصۂ عشق سب گئے تھے بھول تازہ ہم نے یہ داستان کیا
لوٹ گیا سنکے ہوش ناصح کا حال دل مین سنے جب بیان کیا
پھیر لیتا مین اوس صنم سے منھ کیا آرون حق کو درمیان کیا
کہتے اوس طفل کو جوان اطاعت پیر کو جسنے مہربان کیا
کور چشمون کو کیا قدر اوسکی جسکو ہم شمع دودمان کیا
نامور جسکو ہم بصد خوبی از زمین تا بآسمان کیا
کیا عجب ہے وہ طالب اوسکا ہو جسنے مطلوب اک جہان کیا

ہجر میں ہنگام یار نے سونے نہ دیا
وصل میں نوبت دیدار نے سونے نہ دیا

رات محفل میں رہا شمع کا عالم جو شب بھر
نالۂ بلبل طرب زار نے سونے نہ دیا

بعد مدت کے ملی وصل میں قسمت جاگی
یار کے ناز بھرے پیار نے سونے نہ دیا

درد دل سے نہ لگی آنکھ مری ہائے کبھی
عمر بھر مجھکو بیمار نے سونے نہ دیا

سوتی جاری ہوئی طوفان کیا آنکھوں نے
ایک پل دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا

جاگتی جاگتی آنکھیں ہوئیں صیاد کی لال
لمبش مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

قیس سے کہیو کہ بیچین ہی لیلیٰ رات
تیری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

تھان کنجاب سے عاشق کو عبث کھینچا
گور میں بھی دم رفتار نے سونے نہ دیا

ڈر گیا خواب میں رہا دیکھ کے تلوار ترا اب
رہ گیا ابرو خمدار نے سونے نہ دیا

کل بیان ناصح بہت بک جھک گیا
حال میرا دیکھکے بھک بھک گیا

سہتے سہتے غم تو دل دکھنے لگا
آہ کرتے کرتے سینہ پک گیا

اک سخن کی میرے شنوائی نکی
کہتے کہتے حال اپنا تھک گیا

ساقی اپنی آنکھ دکھلا کے نگہ
دو ہی ساغر میں تو ایسا چھک گیا

کھینچ کے دل لیگیا مجھکو بزور
آپ سے اکدن میں دل تک گیا

پڑ گیا آنکھو میں کیا اوس خط کا بال
ٹوٹ میرا شیشۂ عینک گیا

مل گیا وہ غیر سے اب مجھ سے کیا
اتحاد کمی و تحکم گیا

بدگمان مجھسے ہوا کیون اسقدر
یار دیکھ دل میں تو اوسکے شک گیا

ردیف الف

تو زور والی کاکل سے ناشاد کیا
صبر نے بھی نباہا تجھ جیسا بیداد کیا
خوب تنہائی کا کل سے ناشاد کیا

ردیف ب

شانے کو زلف سے تا تار سودا
دیکھے جو اوسکی زلف پیچ سیاہ کا
لائق ہو کون شانہ اوسکے اختیار سودا
دیکھے کل کے بلبل کشور تیا

ہوتا ہی دیکھ اوسکو دل بیقرار سودا
دیوانگی ہی عاشق کی تا قیامت
ہوتا ہی دیکھ اوسکو دل بیقرار سودا
دیوانگی ہی عاشق کی تا قیامت

بار زنہار کی کو یہ بیمار سودا
لوگ اوسکا نام رکھتے ہیں
بار زنہار کی کو یہ بیمار سودا
لوگ اوسکا نام رکھتے ہیں

سودائی

سودائی کیون نہ ایسے ہنسے بنسے کے بچی
سودائی کو جو اپنے دیوے اوڈھا سودا

ہمدم ترابؔ کا ہے الفت مین دل ذلیل
ہجران مین درد و حسرت و وحشت مین پایدار

سخن آرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا
اوسکی گویائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

مردہ جی اوٹھی تھی جسوقت وہ کہتا تھا کہ تم
کیا مسیحائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

ناصحا سامنے اُسکے نہ رہا ہوش و حواس
تیری دانائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

خوش ہوا دیکھکے مہتاب کو وہ سیمتن
دلکی بینائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جبین تھا کفر بھرا کاندھے پہ زنار پڑا
شوخ ترسائی کا ہمنے تماشا دیکھا

دلکی وحشت سے نہ تھا ایک جگہ اوسکو قرار
قیس صحرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

کی نہ دنیا کے لیے بندگی مولا بخش
تیری مولائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

آج اودھر رخ نہین کرتا ہی کوئی شخص ترابؔ
جسکی امرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جب سے غیرونکو اوسنے سا تھ رکھا
کچھ بارونسے التفات رکھا

آپ ہنستا رہا رقیبون سے
ہمکو روتا تمام رات رکھا

خوب آغاز خط تلک ہم پر
سد باب مکالمات رکھا

دل گیا ہاتھ سے مرے مہمات
ہاتھ پر اوسکے جب مین ہات رکھا

عشق مین کیا ترابؔ کو حق نے
عقل سے حیلۂ نجات رکھا

نرکھی او سنی میری چشم تر برآتن اک دن
مین اوسکے سامنے رقت سے رویا رہا ہوگا

نہوگی وان قدر گنگا کی اے کافر بچے ہرگز
جہان آنسو کسی پیر مسلمان کا بہا ہوگا

جب آئیگا برائے سیر گل وہ گلبدن میرا
دعائے بلبلونسی باغ مین کیا چہچہا ہوگا

یہ نیت ہے مری اوسدن ہزارون دل چرا لونگا
مراد دل بر و جسمدن اوسکے پھندیسے رہا ہوگا

ادھر تدبیر کرتا ہون ادھر تقدیر کہتی ہے
خدا چاہیگا سو ہوگا نہین تیرا چہا ہوگا

نکر عاشق کو تیغ ہجر سے گھائل خدا سے ڈر
بدن سے گر نہ نکلے خون دنیا خون بہا ہوگا

نہ مجنون سے ہوا ہوگا تحمل ہجر مین اتنا
۲۲۰ ترآب اوسکی جدائی مین جو غم مینے سہا ہوگا

ردیف الف

پھر کچھ اندیشہ خزان نرہا
دل سے جب شوق بوستان نرہا

باغ مین تیرے ڈر سے اے صیاد
ایک بلبل کا آشیان نرہا

کیا خزانمین چمن گیا برباد
غنچہ و گل سے کچھ نشان نرہا

وہ تلون مزاج ہے ایسا
ایک دن ہمپہ مہربان نرہا

جبتلک زر سے ہاتھ کینچی رکھا
پاے پوس اپنا اک زمان نرہا

پائون چومے امیر کے کتنے
جب تلک دست زر فشان نرہا

گھر سے آیا کئی مہینے کے بعد
چار دن بھی مرے یہان نرہا

کسطرح کہئے ایسے گھر کو بسا
یار اک دن بھی ہو جہان نرہا

مسجد و دیر صومعہ و کعبہ
سب کہین وہ رہا کہان نرہا

یار نے مجھکو اب ہے یاد کیا
پاس جب اور قصہ خوان نرہا

ہے کسب ہنر جسکا باتون مین لبھانا کھنا — مشکل ہے جو کوئی چاہے دل اوس سے بچا رکھنا
خوبونسی خدا حافظ یہ سحر نہین کیا ہے — دانا کو کسی وصف سے دیوانہ بنا رکھنا
کون اوس سے کہی سنکے چوٹی نہ گندھا سکے — منظور کیا دلکو بالون مین پھنسا رکھنا
خود بیٹھ رہا گھر مین اور تسہ ستم یہ ہے — عاشق کو سدا در پر مشتاق کھڑا رکھنا
کچھ لاؤ نفع اوس سے کہنا نہین کب کیسے — ہے فن دکانداری گاہک کو لگا رکھنا
گالی بھی ندی ہنسکے عاشق کو کبھی اپنے — ہے اوس سے عبث یار امید وصال رکھنا
تنہا وہ یہان آوے ساتھ اور کو مت لاوے — پہلے سے یہ بات اوسکو قاصد تو سنا رکھنا
ہے اتو یہی دلمین تو پر ہو جو کوئی چاہے — برسے نہ کبھی اپنے دلبر کو جدا رکھنا

جب بر مین تراب اپنے بیٹھے وہ بت دلجو
کیا دل کو مناسب ہے پہلو مین چھپا رکھنا

۲۲۴

گل نے جب بلبلون کا شوق کیا — گلدستون نے قفس سے ذوق کیا
خوب آزاد بن کے سرو چمن — قمریون کے گلے مین طوق کیا
تو نے اب دل کے کشت و خون پر جھ — کیا اداؤن سے جوق جوق کیا
گو فلک پر چڑھا ہے بدر منیر — حق نے خوبی مین تجھکو فوق کیا

عشق مین کسکو ہے تراب اتنا
تو نے پیدا جو ذوق شوق کیا

مجھے دستاد سے پنجو جو کچھ علم و ہنر پہونچا — سکھاؤن جو کوئی سیکھے بتاؤن جسقدر پہونچا
نہین خالی اثر سے صحبت مرشد بلا شبہہ — جو گل سے ملکے بیٹھا اوسمین خوشبو کا اثر پہونچا

۲۲۷

ترا ب اوس سے یہ کہتے ہین سب
بیدل ایسا نہ کوئی ہو وسعت نہ دیجو ایسا

نہ پروانہ ہون شمع انجمن کا
نہ دیوانہ ہون بلبل سا چمن کا

مسلمانو مین کہتا ہون تمو سے
مین آشفتہ ہون طفل برہمن کا

وہ گورے منہ کے آگے ہو گیا خار
جو گل پھولا چمن مین یاسمن کا

کہے سے ہے یاد میری عبارتی
سنے سے ہے سبب وہ قصہ نلدمن کا

مرا دل جانے یا دل ارسکا جانے
کہون کس سے مین اپنا بھید من کا

مرا دامن ہے تر آنسو سے مت کہہ
بڑھا ہے باعث کیا گنگ و جمن کا

کہا بس گر لگی دل پر مرے چوٹ
جو مین جھنکا مری سمرن کا منکا

انا رب ایک بولا ایک انا الحق
پڑا دونون مین فیصلہ من کا

۲۲۸

ترا ب اوس سے انا سر زد کہان ہو
جو افسر ہو سترا یت سکے من کا

کچھ نہین اعتبار دنیا کا
ہیچ ہے کار و بار دنیا کا

نہ دکھاوے خدا کسیکو مسف
روسیہ تا بکار دنیا کا

حق تعالے نے اوسپہ لعن کہی
ہو نہ کوئی دوستدار دنیا کا

مرد دیندار کو کب آوے خوش
دار نا پائدار دنیا کا

وہ سبک ہے نظر فقر اسکے
سر پہ ہو جسکے بار دنیا کا

خار لگتا ہے اونکی آنکھون مین
سب یہ باغ و بہار دنیا کا

ردیف الف

۲۲۹

مت گیا ہی ترا بکے دل سے
یک قلم ننگ و عار دنیا کا

دل کی راحت اوٹھ گئی پھر کام ہو گیا
گھر کی ابتک بھی آباد ہو گیا

کسطرح کے نہین کچھ خواہش من
رنگ و روپیا سکا تو روی گیا ہو گیا

تشنہ خون ہین کتنے سال سے پیدا
آب جسکے خون سے ہی کام ہو گیا

جب سے اس ہندو بچی کا دیکھا ہے وہ فوٹو نکا
ہم مین بیٹھا ہے وہ فوٹو نکا حلقہ آرہا ہو گیا

شعر ہندی مین اوسکی تعریف مین کہا ہے

۲۳۰

ہمارا حال دل اوسکو اوسر لیا تو ہوتا
تو فاصلہ کچھ اوس کا ہمارا تو ہوتا

میرا پیغام پہونچایا تو ہوتا
دل

دیوان شاہ ترابؔ ردیف الف

۲۳۰

دل زخمی کے پھٹا نکلے کہے تو ٹک یہ شکریہ ہمارا تو ہوتا
کرتا ہے مجھے وہ شوخ ناحق شرمایا تو ہوتا
وہ رشک حوریان آتا کسیطرح ذرہ اپنا بھی بخشایا تو ہوتا
جو اس سرمین وہ گرمی سے آتا مری راست کا سرمایہ تو ہوتا
جو میرے درد سے غافل ہے یا پیر وہ بیدردی کو سمجھایا تو ہوتا
دل اوسکا خود بخود دنیا سے اوٹھا ذرا پاس اپنے بٹھلایا تو ہوتا

۲۳۱

ترابؔ اوسکا بھلا نت چاہتا ہے
کچھ اوسکے حق مین فرمایا تو ہوتا

۲۳۱

مجھے نزدیک بلوایا تو ہوتا مری دردی کا غم کھایا تو ہوتا
الگ ہو مجھسے کیا دل پاسکے ہے جو آملتا تو کچھ پایا تو ہوتا
بہت کرتا ہے شانہ مشکافی ذرا زلفون مین اوسکے بھایا تو ہوتا
نہوتا آئینہ ہرگز مقابل تو اپنا حسن چمکایا تو ہوتا
وہ ظالم مارتا ہے گھاؤ پر گھاؤ بھلا اک زخم سلوایا تو ہوتا
جب آیا ترس اوسے بولا مخالف کوئی دن اور ترسایا تو ہوتا

۲۳۲

ترابؔ اوس بن نہین دلکو مرے چین
کسی صورت سے بہلایا تو ہوتا

۲۳۲

چمن مین کھل گئی گل موسم بہار آیا پہن کے جامہ بسنتی جو وہ نگار آیا
ہین کسطرح کہون بیخود نہین ہوئی نرگس نظر جو اوسکو تری آنکھ کا خمار آیا

ہمین چاہیے سایہ سرو قد
ہما کا ہوا سر پہ سایہ تو کیا

بسایا نہ لیلیٰ نے مجنون کا گھر
کسی اور کا گھر بسایا تو کیا

جو باطن سے میرے خبردار ہے
مین راز اپنا اوس سے چھپایا تو کیا

گئے یاد مین اوسکی ہم سب کو بھول
نہ اپنے تئین کچھ بھلایا تو کیا

ہو دل مین کہیں کیسے سماتا نہین
سوا اوسکے دل مین سمایا تو کیا

۱۲۵ تراب اوس سے مل جو پنچھوٹے کبھی
دل اک بیوفا سے لگایا تو کیا

دم دیکھے مرے برسے وہ جسدم نکل گیا
بیدم ہوا مین جانگیا دم نکل گیا

کیا جانون کیا رقیب نے اوسکو دیا فریب
میری گلی سے چھپکے وہ ہمدم نکل گیا

کچھ مینے منہ سے اف نکیا رو کے رہگیا
آنسو بھی تو دل کا ذرا غم نکل گیا

اتنی بھی موشگافی نہ شانے کو چاہیے
کاکل کا بل گیا وہ خم و پیچ نکل گیا

ساقی شراب لا نہ بہت غم سے دل جلا
مطرب تو دف بجا کہ محرم نکل گیا

اب یار گلعذار کا مشتاق کون ہو
خط آگیا بہار کا موسم نکل گیا

۲۳۶ دلبستگی تراب کی اچھی ہوئی کہین
عالم کی قید سے جو مسلم نکل گیا

خالق کے ہاتھ سے جو ترے رخ کا تل بنا
نقطہ وہی ہمارا سویدائے دل بنا

گل ساز کون سے ترے بنانے کو بد کہے
خوش آئے جسطرح تجھے تصویر گل بنا

شاہد مراد ہی ہے مین جسکا شہید ہون
داغ جگر کے مہر و نسے میرا اجل بنا

دکھاتا ہے تو اپنی آستین کیا
مین خود شاکی ہون اپنی چشم تر کا

کلیجا پھول کے لالے کا پھٹ جاے
جو دھبا ہو نہین داغ اپنے بسکر کا

سنا فون اوسکے دل مین کیا سمائی
کہ قصد آنیکا ہے پھر کر اودھر کا

ہماری خاک دل اکسیر جانے
وہ طالب ہو اگر کچھ سیم و زر کا

مرے آنسو سے دامن اسکے بھر لے
اگر شوق اوسکو ہے لعل و گہر کا

نصیبہ ہو تو بن آوے بسمی بات
کوئی پرسان نہین جگ مین ہنر کا

خبر جسکو نہین اپنے بھلے کی
گلہ مین کیا کرون اوس بیخبر کا

نکل جاے گا جی عاشق کے تن سے
نہ کرنا تذکرہ اوس سے سفر کا

کہان تک ہجر مین ہو صبر دنیا
سہے یہ رنج کون آٹھون پہر کا

تراب اوس سنگدل کو خوف کیا ہو
تری فریاد آہ بے اثر کا

۲۳۹

مجھے گر وہ بت سرکش جمال اپنا دکھا دیتا
تو بندہ اوسکا ہو جاتا قدم پہ سر جھکا دیتا

نہ دیکھا اوسکو زاہد نے بھلا جی خیریت گذری
نہ چلتی کچھ بھی اوسکی زلف کا فیر پھنسا ہوتا

تو ناصح ہار کے جی بیٹھ جاتا واں پھر آیا کیون
گالی سے اوسکی تجھکو کون جیتی جی اوٹھا دیتا

محبت پڑ گئی اپسمین جنگ و صلح کی باعث
نہ وہ گالی مجھے دیتا نہ مین اوسکو دعا دیتا

اگر مین جانتا رنگ حنا سو خون دل ہوگا
تو پھر کاہیکو مہندی ہاتھ مین اوسکے لگا دیتا

جو وہ سکا ہاتھ خونین دیکھتا ہی چوم لیتا ہی
نہ کرتا ایسی خونریزی نہ ایسا خون بہا دیتا

ترے والے اور شیدون پر نہ مجھکو رحم اگر آتا
چمن سے تجھکو اے بلبل مین اکدم اوڑا دیتا

۱۴۱

بن گیا پتلا ملامت کا تراب
عشق کے پھندے مین جب سے پڑ گیا

خوش یہ مژدہ سنکے میرا دل ہوا — چین سکھ سے اپنے گھر داخل ہوا
کیا ہوا پڑ گے اوس سے جدا — وہ تو اپنے یار سے واصل ہوا
وہ تو دل لیکے بنا محبوب خلق — مجھکو بیدل بنکے کیا حاصل ہوا
وہ کہتے تھے مسیحا دم جسے — اپنے عاشق وہی قاتل ہوا
اے تجاہل پر ترے قربان مین — مجھ سے کہتا ہے تو کب گھائل ہوا
کسطرح کہے نہین تو جاتا — دل تو تیرے ہاتھ سے بسمل ہوا

چین دل سے اوڑ گئی کوسون تراب
دور وہ یاسے جو اک منزل ہوا

جسطرح دیوانہ اے دل تو ہوا — مجنون ایسا کم کوئی عاقل ہوا
عشق مین جسکے گیا مین سبکو بھول — یاد سے میرے وہ کیون غافل ہوا
چھیڑتے ہین سب دوانہ جانکے — راہ چلنا مجھپر اب مشکل ہوا
حس سے مین رو رو کے یہ کہتا ہون حسب — فقر مین ایسا مین نا قابل ہوا
پھنس گیا دل زلف مین اک شوخکے — پی کے جام عشق لایعقل ہوا
دیکھ پڑتا ہے وہی اب سب کہن — باوجود علمون جاہل ہوا
ہنس کے وہ مجھ سے یہی کہتا ہے واہ — تو تو اپنے فن مین اب کامل ہوا
عشق مین جیسا تو بیدل ہے تراب — جگ مین ایسا کون صاحبدل ہوا

ردیف الف

۱۴۲ ولی

اسوائی دوجگ نے کی ہے انجام عشق کا
زنہار کوئی نہ جانے دے نام عشق کا
جسکو پیالہ زہر کا پینا فرض ہو
اوس سے کہو سنے کبھی نام عشق کا
محمود کو ایاز کیا شاد عشق نے
کیا برخلاف عقل ہے کام عشق کا
عاشق کو صبر دے یا سکے ہوش کھو دیا
ہر اختیار سے ہے سوا اختیار عشق

۲۴۵

توڑون مین ایک جہانسی الفت ابھی تراب
توڑے سے اگر توٹ جاے اگر دام عشق کا

۲۴۶

یار و مین اگر عشق کا بیمار نہوتا — ہرگز وہ مرے در پے آزار نہوتا
عاشق سے اگر وصل کا اقرار نہوتا — تو حشر تلک وعدہ دیدار نہوتا
گر زلف کا رخ جانب رخسار نہوتا — کافر سے مسلمان کو سروکار نہوتا
ہوتی نہ جو عارض سے سیہ زلف کو سازش — حبشی کوئی گورے کا طرفدار نہوتا
لٹ زلف کی ہوتی نہ اگر سحر کا لٹکا — دل اوسکے لٹکنے پہ گرفتار نہوتا
رکھتی نہ برہمن سے اگر شیخ جی رشتا — تسبیح سلیمانی مین زنار نہوتا
ہوتا نہ مقید مین اگر جلوۂ مطلق — ہر رنگ مین ہر رنگ نمودار نہوتا
جاتا مین خدا جانی کدھر راہ بھٹک کے — رستے پہ اگر خانۂ خمار نہوتا

۲۴۷

واللہ تراب اوس بت رہزن سے نہ بچتا
اللہ اگر اوسکا مددگار نہوتا

چنگا تو کبھی رشک دل زار نہوتا — اگر سبزۂ خط مرہم زنگار نہوتا
اسطرح تو مین شیفتۂ یار نہوتا — خوبون مین جو ایسا دہ طرحدار نہوتا
موئی تری غفاری کا اظہار نہوتا — جگ مین کوئی بندہ جو گنہگار نہوتا
شبنم کبطرح آنکھ سے چلتے نہ آنسو — سینہ مرا داغون سے جو گلزار نہوتا
مین رشک قمر ہونے سے کبھی ناخوش — گر وہ راحت جان مجھے جو بیزار نہوتا
رات اوسکو سناتا مین نئی اپنی کہانی — سنتا جو مخالف پس دیوار نہوتا

۲۵۰ مصحفیؔ کہ نکرد دلگی باز آد تراب
تم تو اب پیر ہوے نم نہ اب پڑھایا آیا

تو نے اپنی یاد دلا کر مجھے مادر سے بھلا دیا — تری دلکو سب سے چھڑا کے فقط اپنی طرف لگا دیا
کبھی عارض اپنا چھپا لیا کبھی منہ سے برقع اٹھا لیا — کبھی چھپ کے مجھکو رلا دیا کبھی کھلکھلا کے ہنسا دیا
مری عاشقی کا ہے یہ ثمر کوئی دیکھے تیرے ہنر کا زور — جو وہ جا رہا تھا قیس کا اوسے جا کے بیٹھ بسا دیا
تری چشم مست نے ساقیا بہت آنکھ سے کوئی ملا کیا — تو نے ایک نرجسی نگاہ سے مجھے غش کیا اور چھکا دیا
اوسے کیا کسی سے غرض رہی کرے گا کب مری لے بری — کہ خوشی آئی اوسکو ستمگری یہ ادا نے اوسکو مزا دیا
ہیں بھنگوں کے پھنسے کیا خبر یہ سیاہ دام الحذر — وہ دکھا کے زلف کا کرّ و فر مجھے بال بال پھنسا دیا
کوئی اوسکا یار نہو کہیں وہ کسیکا یار ہوا نہیں — وہ تو دلفریب ہے بالیقیں مرے دلکو اوسنے دغا دیا
عجب اوسکے لطف کا حال ہے غضب اوسکی شان جلال ہے — جسے آسمان پہ چڑھا دیا اوسے پھر زمین میں گرا دیا
ہیں عبث کسی پہ ہوا فدا یہ قلق رہیگا مجھے سدا — کوئی پوچھے تا بہ دکھہ سوا ترے عشق نے مجھے کیا دیا
ہیں کھڑا تھا اوسکے قریب کل مجھے دیکھکر وہ گیا بچل — کہا دور ہو کہیں ہاں سے ٹل مجھے سامنے سے ہٹا دیا
کرم اپنے پیر کا کیا کہوں میں تو اب سے نثار ہوں — کہ لباس فقر عطا کیا اور گدا کو شاہ بنا دیا

ردیف بائے موحدہ

۲۵۱ جسے حق نے کی استقامت نصیب — اوسکو ہوئی سب کرامت نصیب
الٰہی فقیروں کو تیرے نہو — غم سیم و زر تا قیامت نصیب
ترے دوستوں کا جو ہو مدعی — اوسے ایک دن ہو ندامت نصیب

مین کسطرح نکرون تجھسے جیکا دکھ ظاہر
کہ دل کی درد چھپانا بھی کچھ نہین ہے خوب

ہوا جو عشق مین بیدل اوسکو تو جان پڑا
کہ دل کسی سے لگانا بھی کچھ نہین ہے خوب

ہمارے سامنے غیرون کو پیار کیجیے مت
یہ دلگی پہ چڑھانا بھی کچھ نہین ہے خوب

کہے تھے رات پتنگے سے شمع محفل مین
ہمین جلا کے بجھانا بھی کچھ نہین ہے خوب

جہان نہو وے قدر الفت و محبت کی
وہان ترآب کا جانا بھی کچھ نہین ہے خوب

ہے ستم کا شعار تمکو خوب
ظلم ہے سازوار تمکو خوب

مجھکو جو چاہیے سو بد سے کہیے
مین سمجھتا ہون یار تمکو خوب

آئینہ دیکھ باغ ہوے
نظر آئی بہار تمکو خوب

پیارے تم سیفتہ تمھارے ہین
چاہیے ہمسے پیار تمکو خوب

رہ گئے جی مین میرے یہ ارمان
دیکھتے ایک بار تمکو خوب

تمسا بد عہد پر نہین کوئی
کہے کوئی ہزار تمکو خوب

ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا
کیجیے اشتہار تمکو خوب

ہو تلون مزاج جان گئے
عاشق بیقرار تمکو خوب

وہ تو جا اور سے ترآب ملا
جسکی تھی انتظار تمکو خوب

ہجر کی بات مت سناوین آپ
ناحق اب جیکو مت جلاوین آپ

مجھکو اتنا کڑھاتے ہوے کاش
اسقدر غیر کو کڑھاوین آپ

۸

کیفیت اوسکی کیا ترابؔ کہے
ہے جو سرشار و تشنہ کام شراب

ہے جامہ سبز غوشنما خوب — زیبا ہے وہ سرو قد پہ کیا خوب
دل کیون نہ فدا کرون کہ آیا — بن ٹھنکے وہ شوخ دلربا خوب
بر وقت وہ خوب آن پہونچا — وعدے کو مرے کیا وفا خوب
پھر کیون نہ دل اوسپہ مہربان ہو — حاصل ہو نہ جس سے مدعا خوب
دی ہی مجھے درد عشق جسنے — جانے ہے وہی مری دوا خوب
پوچھے ہے صنم فراق کا غم — ہے دکھ سے مرے خبر خدا خوب
عاشق کو وہ قتل کر سکے بولا — اسکا تو مین دونگا خونبہا خوب
جو اہل غرض کی بات مانے — کرنا ہے اوسی سے التجا خوب
حسرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون — ہاتھون مین مرے لگی حنا خوب
اوس آنکھ سے کیون نہ آنکھ لگ جاے — ہو جس مین خمار اور سیاہ خوب
لے آئینہ اپنی آنکھ سے دیکھہ — ہی آنکھ تری تو سرمہ سا خوب
جو رنج اور دکھ مین کام آوے — کہتے ہین اوسیکو آشنا خوب
گھر مین نہ مرے کبھی وہ آیا — دل مین تو مرے وہ بسگیا خوب

۹

خوبون مین ہوا وہ خوب نامی
دی جسکو ترابؔ نے دعا خوب

جسنے دل کو مرے لبھا خوب — جینے سب سے اوسیکو پایا خوب

شک پڑے ہے دل مین تیر ہو سکیا ۔۔۔ ہم تو عاشق ہین تیرے بیشک ویہ
گر پڑا دل چاہ مین قد کے ترے ۔۔۔ پھر نکسو جیسا اوسکو بالا و پست ہے

۱۲ باوجود شیخی و پیری ترابؔ
کھا گئے کیا ایک لڑکے سے فریب

پھرے جو چاہی خوبونکی ہی وہ سرشت نصیب ۔۔۔ پڑا جو راہ مین اونکی ہوا بہشت نصیب
کہو نہ بیٹھ کے مسجد مین یار و بہر خدا ۔۔۔ کہ بت پرستونکو ہی کفر سے گشت نصیب
نظر پڑے نہ جسی ہر کہین خدا موجود ۔۔۔ طواف کعبہ ہی ہی اوسکو سات وجوب ہے
وہ شوربخت ہی معشوق جسکا ظالم ہو ۔۔۔ نہو کسیکو کبھی جفا سرشت نصیب

۱۳ کرو نہ وجد و سماع ترابؔ پر انکار
قلندری مین اگر ہو طریق چشت نصیب

جو نہ لکھتا تھا مرے خط کا جواب ۔۔۔ نہر پر اوسکے خط نکل آیا شتاب
غم اوسکے پیر مجھکو کر دیا ۔۔۔ زور پر ہے اندنون اسکا شتاب
ہم سے بدخلقی لگا کرنے وہی ۔۔۔ جسکو خوبون مین کیا تھا انتخاب
واہ کیا عارض کو گھیرا زلف نے ۔۔۔ پڑ گیا ہالے مین کیسا ماہتاب
جب رقیبونکی ضیافت اوسنے کی ۔۔۔ ہو گیا عاشق کا دل جلکے کباب
کیون نہ رندون کو خرابا تی کہین ۔۔۔ دختر رز نے سے ہے کیا انکو خراب
کسطرح پکڑون دامن شیخ کا ۔۔۔ بر مین شیشہ ہاتھ مین جام شراب
دیکھ کے مجھکو نہ ہو چین بر جبین ۔۔۔ بیقصور اتنا نہ کر یارے عتاب

دیوان شاہ ترابؔ

پھر نہ سنتا وہ کچھ رقیب کی بات
ہوتی مسموع اگر یہ سب باتیں

تیرے بیمار کا عجب ہے مزاج
مانتا ہے نہیں طبیب کی بات

یار کی رمز یار ہی سمجھے
گل سمجھتا ہے عندلیب کی بات

کس سے کہیے مصیبت اپنی ٹلے
کوئی سنتا نہیں غریب کی بات

۱ سے بے سبب یار ہمسے تا خوش ہے
ہے ترابؔ اپنے یہ نصیب کی بات

جب سے نظر آئی ہے وہ شمشاد کیصورت
پکڑی ہے اوسیدن سے ہیں آزاد کیصورت

اے بلبلو یہ چھپے آفت ہیں تمہارے
دکھلا دین گے اکدن کسی صیاد کیصورت

او سوقت کوئی دیکھے گنہگار کیحالت
جسوقت نظر پڑتی ہو جلاد کیصورت

مجذوب کے مشتاق عبث ہوتی ہو یارو
جا دیکھو کسی صاحب ارشاد کیصورت

۲ کسطرح ترابؔ اور کی بھاوے مجھے تو یہ
دل مین تو مرے بس گئی اوستاد کیصورت

لڑکے حسین ہوتی ہین جو چلبلے بہت
کرتے ہین عاشقونسے وہی چونچلے بہت

مشتاق رہتے ہین جو تری پیار لطف کے
اونسے رکھا یان نکرے لاڈلی بہت

اندھیر ہی غضب ہے قیامت کا ہے ظہور
عارض کو نار زلف ہے مت ہانپ لے بہت

کیونکر نہ تجھکو دیکھ کے مد ظلم
آرام پاے جو ترے سائے تلے بہت

پوچھے کوئی رقیبونسے کیون ہو گئی کباب
مجھسے تو ہم پیالہ ہوا وے جلے بہت

شامت سی باغبون کی وہی خشک ہو گئے
جو نخل عیش باغمین پھولے پھلے بہت

کوئی کیا سمجھا کہے اس سے کہے
مانعے جوابنی نکالنے کی بات

کہہ چکے رہنا نہین آتا ہون بسلم
کہہ ہے یہ ہمارے اوٹھانے کی بات

بھیا نی نہ سمجھے گئی کیا کہون
محبت مین تھی جو چھپانے کی بات

ترا ب نے ادا کیا اوس سے زیادہ کہے
سنا دی جو کچھ تھی سنانے کی بات

اسطرح کوئی عشق کرے ہے چلا بہت
لوٹے گئے ہین دل کے وہان قافلے بہت

وحشت سے قیس بن مین یہ سے برہنہ پا
پانو نہین اوسکے کیون نہ یہ رین آبلے بہت

سکرات موت ضغطۂ قبر و عذاب گور
پڑتے ہین بعد مرگ کے یہ مرحلے بہت

سر حلقہ ایک رہتے ہین گیسو ر رات تھے
زلف دراز یار کے ہین سلسلے بہت

ہنس ہنس کے بولتا ہے چمن مین وہ غنچہ لب
بلبل کہ بہار ہے غنچے کھلے بہت

کہتی ہے دخت رز سے کہ رند و نسہ بات کر
خالی نہین صراحی کے یہ قلقلے بہت

اے مطرب جو یاد کرے اک غزل مری
مقبول ہو امیر کا پاے صلے بہت

تب جانون میرے عشق کا قصہ طے کرین
دار القضا مین کرتے ہین جو فیصلے بہت

نیکی کر دہیان تو ملے دان جزا تراب
پیسا گرہ مین ایک نہین ہو صلے بہت

حاصل ہوئی مجھکو تری جسدم سے ملاقات
کی قطع مین یکبارگی عالم سے ملاقات

یار و مرے نزدیک وہی دم ہے غنیمت
جسدم ہو کسی مونس و ہمدم سے ملاقات

عشاق سے ملتے ہین رقیب اوسکی اسیطرح
جسطرح سے شیطان کو تھی آدم سے ملاقات

۱۱ کب ہو تراب اوسسے خودی و انانیت
اوسے کیطرح پانی مین ہین جو گھلا بہت

شریعت پہ ہو جسکو خوب استقامت — وہ کیونکر نہو اہل کشف و کرامت
ضرورت ہے علم اہل ارشاد کو — کہ جاہل کی نا معتبر ہے امامت
قیامت کے عرصے کا عرصہ نہین کچھ — ہوے جس گھڑی وہی ہے قیامت
سلامت روی کا ہو جسکا طریقہ — ہے اوسوقت مین وہی اہل ملامت
یہی دونون کام آتے ہین عاقبت مین — رہین دین و ایمان اپنے سلامت
نشان پر لگے اوسکا تیر دعا کب — نہ چلہ کشی سے جھکے جسکا قامت

۱۱ تراب انتقام عمل ہے مسلّم
جہان مین بلا سے گنا ہونگی شامت

نظر آئی ہے جب سے قاتل کی صورت — تڑپتا ہے دل مرغ بسمل کیصورت
ترے دیکھنے کو کرے ہے وہ ارمان — جو دیکھے ہے آئینے گھائل کیصورت
کسے تاب ہے جو مقابل ہو دیکھے — قیامت ہے اوس شمع محفل کیصورت
کبھی روٹھتے ہے کبھی ہنس پڑے ہے — عجب انکی لون ہے مرے دلکی صورت

۱۲ نہ پا دونمین طاقت نہ دل مین ارادہ
تراب اب کہان قطع منزل کیصورت

لب پر وسکے رکھا ہے آب حیات — جان ہے اوسکے موتھ کی کیا بات
جاتے ہین بزم سے تمھاری تو — بندہ پرور ہماری تسلیمات

سکو حق نے کیا ہے سیف زبان | ہاتھ مین کیون رکھے وہ کرچ اور سنان

جانتے ہین اہل حق ترابؔ جہان
۱۵ | بھاگتے ہین دہلسے بھوت و پریت

وہ ہی دیتے ہین تم پہ جان بہت | جس سے ہین آپ بدگمان بہت
چشم تر ہونٹھ خشک تھنڈی سانس | عشق کے ہین ترے نشان بہت
کس سے کہیے یہ کون سنتا ہے | ہے مرے دلکی داستان بہت
ہم سے نامہربان رہتے ہین | کیا ہوا گر وہ مہربان بہت
جسکو پاتے ہین عاشق صادق | اوس سے لیتے ہین امتحان بہت
یار وہ شوخ طفل آفت ہے | جسنے مارے ہین نوجوان بہت
اوسکے کوچے مین لوٹتے ہین پڑے | ہم سے بڈھے اور ناتوان بہت
کچھ نہین ہے فقیر کو لیکن | ہے فقیر و نہین غرور شان بہت

رہتے ہم چاہتے ترابؔ جہان
۱۶ | حق نے ہمکو دیے مکان بہت

بلبلون کو بہار رہے نعمت | ہم کو دیدار یار رہے نعمت
جسنے پائی نہ زلف یار کی بو | اوسکو مشک تتار رہے نعمت
قدر صحت مریض سے پوچھو | تندرستی ہزار رہے نعمت
دکھ مین سکھ ہو جو یار ہوے ساتھ | صحبت یار غار رہے نعمت
کس سے کہیے مزہ فقیری کا | فقر بے اضطرار رہے نعمت

جا ہے رخ پہ ترے طرۂ گیسو کی شکست
ہے نہ شایان مسلماں پہ ہندو کی شکست

یار نے میرے جو مین آنکھ لڑائی اوس سے
رم ہوا کچھ بجا ہو گئی آہو کی شکست

ایک ہی وار مین بل کھا گئی تلوار تری
نہ چڑھا دوری نہ کھلا خم ابرو کی شکست

بطرح غم نے تری توڑ دیا دل کو مرے
کسطرح ہو گی درست آہ پہلو کی شکست

ایکہ لاحول مین شیطان سو سو کوس فرار
پڑھے سو بار نہو نفس بلا کو کی شکست

۱۹ جسکے دروازے پہ ہم بیٹھ رہے توڑ کے پانون
ہے پسند اوسکو ترابؔ اپنے در و دازونکی شکست

دم تری عشق کا بھرتا تھا جو ان رات بھر
ہجر مین اوسکو نہ ملتے ہوئی سکرات بہت

مجھکو اک بات بھی کہنے نہین دیتا ہے وہ شوخ
کون کہتا ہے وہ سنتا ہے مری بات بہت

اب فلک شام سے مین دیکھ رہا ہون اوسکی راہ
یار آیا نہین ہا رے گئی رات بہت

یار کے دل مین تصرف کرو تب جانون بے
صاحب حال نہ ہمکو نظر آیا کوئی

منھ سے ہاتھون مین لگا کر نکرد خونریزی
دل تو پامال ہوے جان تری ہاتھ بہت

آہ کی گرم ہوا سے مرے بچنا نہ کوئی
مد د اشک سے ہوتی نہ جو برسات بہت

بچگئے جیتے رہے داؤن سے تیرے کہ ہم
ہار د سب عشق کی بازی مین ہوئی مات بہت

۲۰ اک نظر دیکھنے کو جسکے ترستے ہین رقیب
ہم رکھتے ہین ترابؔ اوس سے ملاقات بہت

نہین کچھ ہمکو حرص خوان نعمت
ہے اپنی خشک روٹی نان نعمت

ایک بین میں ہے ملکے ہوش گئے | اوسکا وصل مدام ہے آفت

کیون نہ سب سے الگ ہو ہے تراب
صحبت خاص و عام ہے آفت

خال لب پر کا جسکے ہوا ہے دلمین نشست | وہ طفل خوب جوان بخت ہے اور پیر پرست
مین اوسکو ہاتھ پکڑکے جو لاکیون کرون | ملے ہے پیرونسے نعمت مجھے جو دست بدست
نہ آنکھ اوٹھاکے دیکھیتوم اوسکی آنکھ کبطرف | کہے ہے وہ ترک بڑا شوخ دیدہ و بدمست
دلمین ہو چاہے تو ہو انتظام ہندوستان | کرے جو زلف پریشان اپنے بندوبست
تجھے پسند ہے جیسے مری شکستہ دلی | مجھے بھی بھاتی ہے اوس زلف پرشکن کی شکست
نہ ہو مگن ہو تو اے ترک چشم میرے حضور | لگا نہ تیر نگہ دل پہ میرے پہن کے شست

کوئی تراب کو چھیڑے نہ از برائے خدا
وہ ایک رند خرابات ہے امر مست الست

کیونکر اب تنگ نہو یار دلمین جینے سے بہت | بڑھگئے ہجر کے دن چار مہینے سے بہت
اوسکو چاہتی ہے لگانا کبھی یاد آتا ہے | اوٹھتے ہین شعلہ حسرت مری سینے سے بہت
کیا کہین دھوپ لگی لال ہے کمھلا بیرنگ | خیر ہے آج بدن ہے ترا پسینے سے بہت
کوئی بھلا آدمی کسطرح ملے اوس سے جاے | اختلاط اوسکو ہوا ایک کمینے سے بہت
دل مین اوسکے مین جگہ پاکے کہین بیٹھ گیا | غیر بیٹھے تھے وہان اپنے قرینے سے بہت
غیر کے ہاتھ سے مجھکو نہ پلا جام شراب | بیٹھ کر آنکھ مین میری تو لب دیا دیکھ
ہے اگر ذوق تجھے سیر سفینے کی بہت

پیے شراب لگا لے گلال منہ پر واہ
وہ لال مجھکو دکھاتا ہی کیا سنگار بسنت
بہار آئی قبا زد دیار نے پہنی
یہ رنگ دیکھہ ہوا مجھکو اعتبار بسنت

۲۶
وہ زرد مٹی سے پہنے ہی خرقہ رنگین
لگا ترابؔ یہ کیا گرد اور غبار بسنت

پھر گئی آنکھ مین کس لال بنے کیصورت
بس گئی دل مین مرے جال بنی کیصورت
کسطرح پگڑی مین اودہن سے جوبن ٹھن آیا
بعد مدت یکسال بنے کیصورت
لٹ پٹی پگڑی کھلے بال بندھا ہی سہرا
بن گئی دلکے لیے جال بنے کیصورت
کیون وہ نوشی کیطرف رخ نہ کرے کل عالم
ہی زسر تا قدم اقبال بنے کیصورت
کیون نہ عاشق ہو بنی کیا ہی بنی ہے یارو
بارخ وزلف وخط وخال بنی کیصورت
کیا سراپا وہ نزاکت کے ہی سانچے مین ڈھلا
حسن وخوبی مین ہی یکسال بنے کیصورت
اے بنی شرم نکر جھانک لی گھونگھٹ سے ذرا
کھولکر پردہ سکھپال بنے کیصورت
ناچ مین دیکھکے کوئی اوسکی شبانی نغمہ
وہ تو چلتا ہی عجب چال بنے کیصورت
ہاتھہ مین چھوری لیے باندھے کمر مین جمدھر
کیا قزلباشی ہی نشان بنے کیصورت
ہاتھہ مانی کا قلم ہو جو لکھے اوسکی شبیہ
ہے غضب پیکر قتال بنے کیصورت

۲۷
رنگ وروپ اوسکا قیامت ہے نہ کچھ پوچھہ ترابؔ
کرتی ہے مجھکو تو پامال بنے کی صورت

وہ تو کرتا ہی چھپکے صید پہ چوٹ
کھیلتا ہی شکار بردے کی اوٹ
ناصحا کیون ادھر نہ پھیر دیکھون
ہوگیا دل تو اوسکو دیکھہ کے لوٹ

گر جنا اور چسکنا اور برسنا | دکھا ساون مین یہ سامان رحمت
نہ کر امساک سے باران کے دل تنگ | کشادہ رکھ سدا میدان رحمت
مین بندہ ہون ترا تو ہے خداوند | مرا ہاتھہ اور ترا دامان رحمت

۳۰ | تو کہہ لا تقنطوا من رحمت اللہ
ترابؔ اب تجھسے ہی خواہان رحمت

ہاتھہ سے جسکے پائے زلف شکست | کر سکے ہند کا وہ بند و بست
دلمین اک عشق کیا ہوا پیوست | آرزو مین تمام ہو گیگن پست
ہستی حق کے سامنے ہین نیست | دیکھہ پڑتے ہین جو لصورت ہست
بحر وحدت مین جو یہان ڈوبا | وہ کریگا وہان صراط سی جست
کسکو طاقت ہی جو پھیر ی اوس سے | ہو گیا جو قرار روز الست
محتسب اونکو زور مت دکھلا | نہین ڈرتے کسکے رند بادہ پرست
کیون ساقی کا پائون لغزش کھائے | دختر رز نے کر دیا مست
جی اوٹھاوے کوئی نہ اوس سے خدا | جسنے کی ہو ہمارے بر مین نشست

۳۱ | ہاتھہ مین لے جو اک ترابؔ کا دل
جگ مین سب سے رہے وہ بالادست

دعا جو چاہے تو انعام دی کسیکو بہت | نہ بد زبان ہو نہ دشنام دی کسیکو بہت
جو ایک جرعۂ مے ہمکو دی نہین سکتا | وہ اپنے ہاتھ سے کب جام دی کسیکو بہت
مین انتظار مین مارا پڑا کھو اوس سے | نہ اپنے آنے کا پیغام دی کسیکو بہت

تراب اپنی گلی مین دیکھکر مجھکو کہتا ہی
بہت تم اجکل پھرتی طرف آتے ہو کیا باعث

۲

بار دو دنیا کیلیے اتنی مشقت ہی عبث
طلب سیم و زر و خواہش دولت ہی عبث

چند گز ثوب کفن قبر مین لیجاتا ہے
توشہ خانی مین یہ پوشاک کی کثرت عبث

فیکیواسطے کافی ہے کہی ہاتھ زمین
یہ زمینداری و تعمیر عبارت ہی عبث

کسقدر رکھاؤ گی خورشخور یہ کیا پاؤ گی
نان و حلوی کی طمع بہر حلاوت ہی عبث

گنج قارون کا نہ کام آیا گہا تخت ثری
مال و اسباب بہت حشمت و شوکت ہی عبث

جو مقدر ہی ملیگا وہی بے سعی و تلاش
روز و شب دغدغہ و فکر معیشت ہی عبث

زندگی تھوڑی ہی کیا جانیے کب آئے موت
اسقدر طول عمل موت سے غفلت ہے عبث

جسکی صحبت مین نہو کچھ اثر و کچھ حاصل
دور رہنا ہے بھلا اوس سے کہ صحبت ہی عبث

عاقبت کام نہ آئیگا کوئی حقکے سوا
خلق سے تجھکو تراب اتنی محبت ہی عبث

ردیف جیم

۱

نہفتہ ہے بطرح وہ تند خو آج
نجانے کوئی اوسکے روبرو آج

وہ بیٹھا ہے غضب تیوری چڑھالے
خدا عاشق کی رکھے آبرو آج

عبث غنچہ دہن کہتے ہین اوسکو
سنی ہی ہے مینے اوسکی گفتگو آج

بہار آئی کہ یار آیا چمن مین
گلون کا ہی کچھ اور ہی رنگ بو آج

صباحت کر پریشان زلف کی بال
پھنسا ہی دل مرا یان مو بمو آج

یار باشی یار نے راجہ سے کی — کسطرح اوسکا نہو عالی مزاج
اوسکو تو نے کر دیا اے عشق لال — ہمسے اب اوسکو رہی کیا احتیاج
کوئی نہوتا اوس کا پروانہ کہیں — گر نہ ہم اوسکو بنا دیتے سراج
عشق نے جب سے یہان ٹھہرانا کیا — اوٹھ گئی دل سے حیا و شرم و لاج
پا برہنہ دربدر اوسکو کیا — سر پہ جور رکھتا ہے سردار یکا راج

بجلی مجھکو ہوئی کل سے ترآب
دیکھ کیا بے چین ہون بے چین آج

ردیف حاے مہملہ

زلف مشکین شام ہی اور عارض گلفام صبح — دھیان ہے میرا یہی لیل و نہار و شام صبح
لیلۃ القدر اوسکو جانون یا شب دہلت کہون — دم مین آخر ہو گئی جھٹ آگئی حا کام صبح
صبح ہو یا شام جسمین بھولتا ہو اوسکا نام — کہیے اوسکو مہ مبارک شام و ناز جام صبح
غم سے پروانی کیا کہیے جو گذرا شمع پر — رات بھر جلتی رہی پائی ذرا آرام صبح
شام تک بیخود رہون دن بھر کٹے آرام سے — یار تو مجھکو دیا کر بھر کے مے اک جام صبح
رات پاس اوسکے گیا مین ایک مطلب کیلیے — ق ہنسکے بولا اب تو گھر جا لیجیو انعام صبح
صبح جا پہونچا تو ناخوش ہو کے یون کہنے لگا — کیون گیا دم یان تو آیا کیا تھا ایسا کام صبح
ہے چمن کی سیر خوش وقت طلوع آفتاب — جلوہ گر ناہی گلشن مین وہ گل اندام صبح

دو پہر تک وہ نہین گھر سے نکلتا ہی ترآب
مجرئی جاتی ہین وان ناحق برے نام صبح

کرتا ہی مجھپہ وار مرزا سے وہ شوخ
کل اک ادا غضب ہی یار سے ادا

کیا بات دسکی یار نہ بھولا کہو اوسے
دبر سنگر اوسکو کیے کسطرح کوئی

اسطرح خوش نہوگا کوئی ملکے یار سے
کیونکر قسم نکھائیے اوسکے نصیب کی

معشوق ہو ہی بسین کسیکے کہین تراب
بس مین ترے ہوا ہے کرامات سے وہ شوخ

اوس بت کی مجھوٹھی ہے کیا خوب نگین سرخ
اکھو نہین مری عکس پڑی ہے ترے لب کی

خود ہونٹھ تری سرخ ہین جو لعل بدخشان
کرتا ہی تو کیون پانسے لعل شکرین سرخ

تھم جا نہ بہت دور نہ ڈھا دامن صحرا
موتی سے نہین کم ہی سفید آنسو کی قطرے

خورشید اوسے دیکھکے چھپتا ہے شفق مین
جب سینے سے جوڑا وہ مہ پردہ نشین سرخ

جلتا ہے ترا بت اُبی ترے شعلہ غم سے
گرمی سے نکر نکھڑے کوئلے زمرد جین سرخ

پھرا دھر آج نہین ابر دخمدار کا رخ
تا صحامنہ ادھر سے مین کبھی پھیرونگا

پھر گیا ہاے کدھر یار کی تلوار کا رخ
رخ مرا ہوگا اوسیطرف جدھر یار کا رخ

زبسکہ جال ترا چار و ناچار پھیلا ہے
چمن مین ہی ترے ہاتھونسے الامان صیاد

قریب بلبل مسکین نہ کسی کو آنے دے
جو باغ سیر دکھاتا ہو باغبان صیاد

بھلا نہ طرح بلا دیوانہ ہو کہ جو لیکے پھولونکی بدھی پھر ہی وہان صیاد

خدا سے ڈر نہ بہت ظلم و جور اچھا نہیں
پڑے نہ ٹوٹ کہین تجھپہ آسمان صیاد

بہت نہ مرغ چمن کے گلے مین جانسی ڈال
پڑیگی پانو مین تیرے بھی بیڑیان صیاد

یقین ہے پنجۂ قہر خدا ہی بلبل سے
اگر بہار مین ہوا و سپہ مہربان صیاد

چمن کا اکھڑ ہے جھگڑا سی بلبل کے
وہ باغ کیون نہو سونا سی جہان صیاد

نہ زور اڑنے کا رکھتا ہون نہ پھڑکنے کا
نہوگا مجھ سا کوئی صید ناتوان صیاد

طمع سی دانے کے پھنسنے مین صید بیچارے
جو اہل حرص ہین اونکو ہی اک جہان صیاد

تراب کیون نہ گرفتار خوبرویان ہو
کہ زلف دام ہے اور خد دلبران صیاد

کہتے ہے پیر وے جو ہو بیدرد
سرخ رو ہو وہی جو ہو رخ زرد

مرد بے عشق کا سخن کیا ہے
عشق رکھتا ہو سوز ہو یا درد

ہجر مین اور کیا ہو عاشق سے
نالۂ گرم ہووے یا دم سرد

جیتین ہارین ہونی ہو سو ہو
اب تو ہم کھیلتے ہین عشق کی نرد

سب سے جھوٹا جو کوئی جانے
میرے نزدیک ہی بڑا وہی مرد

کسطرح بے عمل ہے درویش
چاہیے مرد کے تئین اک کرد

نرا ہو جسے دوئی کا علم
کہیے اوسکو تراب فرد الفرد

ہمکو بیدل کبھو نہ کرنا یار
اوسکو ہوتی جو بیدلی کی درد

شوخ بیدرد جسکو کہتے ہین
خوش لگے ہے مجھے اوسی کی درد

کھو گیا دیکھکے رقیب کو وہ
مجھپہ ہے کل سے بیکلی کی درد

دوست اپنا ہین کب اوسے جانون
دور رکھتا ہے دشمنی کی درد

دیسے بارے اوٹھ گئی بالکل
آشنائی اور دوستی کی درد

کون ہمدرد ہو ترآب ایسا
کہیے اوس سے جو اپنے جی کی درد

دیر مین جو کرے خدا کو یاد
رام پور اوسکو ہو الہ آباد

دوسرا کوئی منظر نہین پڑتا
کیجے کس سے یار کی فریاد

وہ وہی داد چاہے دے یا نہ دے
مین تو دیتا ہون اوسکے عشق کی داد

آپی معشوق آپی عاشق ہے
کون شیرین ہے کون ہے فرہاد

بہت کیا قیس آگے بڑھکی چلے
کہان شاگرد اور کہان استاد

باغبان بند کرلے دروازہ
جانے پائے نہ باغ مین صیاد

لائی پھر مژدہ بہار صبا
بلبلون سے کہو مبارکباد

اوسکی تصویر دیکھ اوڑ گئے ہوش
گئے حیرت مین مانی و بہزاد

جو تصور مین اوسکے خوش ہی ترآب
وہ ہمیشہ رہے گا شادان شاد

یار تو ہے مری نظر سے بعید
کس سے ملکے بھلا کرون ابعید

وہ اک جان دو قالب ہمارا اوس سے
کہو اوس سے بیداد کرتا ہے
مین افغان و خیزان شہر زور سے
فقط ظاہری دوستی اوسکی ہے

مہین پایہ کو مجھ سے کچھ استخا
کسی دن تو دے گا خدا میری داد
گلی مین گیا اوسکی جون گرد بار
طرح مین رکھتا ہے مجھسے عناد

ترا اب اوس سے سہرا تو دل اوٹھ گیا
مری طرف سے کہیو اب خیر باد

پھر اوس نے آ کیا کیا توقع بہبود
دکھائی یار نے کیا ایکشان بہبری
ترخ ادھر کرے ہے نہ پوچھتا ہے بات
یہ پیک طرف ہے پیغام کون دے اوسکو
وہ قتل کرکے اوسنے کلمہ شہادت پڑہ
بد شور اوسکو نہ کرتا تھا چاہ شیرین کا

جو راہ و رسم و مدارات بھی کہ مسدود
جہان سے نام محبت کا ہو گیا مفقود
بھلا اب اوس سے ہو کیونکر مجال گفت و شنود
رہے آیا جو بندہ بنا تو ہے محمود
جو مجھکو دیکھکے پڑھتا تھا بار بار درود
تو جوے شیر سے کیا کوہکن کو تھا مقصود

تو اپنے عشق کی دولت ترا ب دل مین بچھا
کہ جاگ مین ہوتی ہین اس دل کے لوگ حسود

قامت بلا مین ہے کچھ اور ہی بہبود مین بلند
کرتے ہین اللہ والے عالم بالا پسند
پاے تا سر یار کی خوبی ہے سر گرم روج
ہے طناب لف مشکین جس عارضکی کمند
عشق مین دل نے ڈرایا پند نامہ عقل کا
تا حق اب عشاق سے کرتی ہین ناصح عظ و پند
کا شقوکے درد کا احوال اوسنے کچھ بھی پایا ہو گزند
ہاتھ سے خوبونکے جسنے کچھ بھی پایا ہو گزند

مفت دیتا ہون تجھے تسپہ ترس ہوتا ہے | لوگ لیجاتے ہین دی دیکے مٹھائی تعویذ

بخش مجھکو بھی تراب ایک فراغت کا عمل
نقش باسط کا مجھے لکھدے دوپائی تعویذ

پڑھ کے خط یار کا کل مینے بنایا تعویذ | اس سے بہتر کوئی احبب نپایا تعویذ
گرم جوشی سے کیدن نلا مجھسے وہ | آگ مین جسکے لیے مینے جلایا تعویذ
شائد اوس بت کا دل سنگ کہین مانی ہو | اسلیے بحر مین لکھ لکھ کے بہایا تعویذ
اک عمل بھی نچلا اوسپہ مرا کیا کیجے | گرچہ سوطرح محبت کا لکھایا تعویذ
تلخیے کو بکنی سے جو مُوا شیرین نے | اوسکی تربت پہ بھی مر مر کے لگایا تعویذ
چشم بد دور نظر میری تو ہے اوسپہ لگی | تا رمقیش سی کیون تو لی گندھایا تعویذ
ہاتھ سی دلتو لیے کتنے زبردستون کے | بند دست اپنی کا تو نی جو دکھایا تعویذ
بدگمان مجھسے زیادہ وہ ہوا کچھ بنا | پاس میرے کہین اوسکو نظر آیا تعویذ
لیگیا توڑ مرے بازو سی جھٹ پٹ اوسکو | پھر دکھایا نہ مجھے ایسا چرایا تعویذ
نچلا میرا کہا اوس سے مین کہتا ہی رہا | جان میری کوئی لینا ہی برا یا تعویذ

یار میرا نہ کبھی مجھسے خفا ہو دی تراب
مجھکو بتلا دے کوئی ایسی دعا یا تعویذ

وہ ظالم گر ڈالے چیر کا غذ | کہو دیکھے میری تصویر کا غذ
مرا خط پڑھ کے اپسنے کیون دیا پھینک | گیا جل بجھن بلا تقصیر کا غذ
مین اوسکے ہاتھ دون بیدل کا رقعہ | جو مانگے وہ بت دلگیر کا غذ

تراب فقیر

ہجر سے آپکے سفر مین کیا بلا نازل ہوئی
انتظار وصل مین گو محرم نامہ سر

مین معاف کرتا ہون قصور اور خطا سچ پتہ نہین
آہ میری رسا کہ کبھی نہین ہوا اثر

حسن مین کیا ٹھہرہ بازار اور دل بھی تراب
عشق نے جسکے مجھے رسوا کیا ہے اسقدر

بیمار محبت کی دوا وصل ہے یا صبر
گر وصل نہ ہاتھ آئی تو کر دیکھ ذرا صبر

روئی نہ اگر ہجر مین عاشق تو کرے کیا
کہتے ہین نہ رو صبر کر آسان ہی کیا صبر

کچھ پوچھو نہ احوال وہ جسدن سے سدھارا
آرام گئی جان سی اور دل سی کیا صبر

دل کیون نہو ناآس دلارام نہین پاس
ہے مرتبہ یاس کرے کیسے بلا صبر

سنتا ہون کہین اوسنے بھی اب انکھ لگائی
صد شکر کہ معشوق پر عاشق کا پڑا صبر

چاہون تو سزا دون اوسے چاہون تو عوض لون
کرتا ہون نا مل کوئی دیکھے تو مرا صبر

تنگی مین جو صابر ہو تو حاصل ہو کشایش
بندے پہ ملا بھیجے تو دے اوسکو خدا صبر

ہر آن کٹے چین سے جسکی وہ کرے شکر
ایمن جو بلا سی ہی کرے اوسکی بلا صبر

کیونکر نہ تراب اوسکی محبت مین ہو مضطر
انصاف کر دیارو کجا عشق کجا صبر

ہے شہید ونکی گور مین تاثیر
ترے کشتے کی خاک ہی اکسیر

منھ نہ پھیر آیے سے دلکے مرے
دیکھ لے اوسمین کسکی ہی تصویر

مین دوانہ ہون حسن وعارض کا
مجھکو دکھلا نہ زلف کی زنجیر

مجھسے بخشاتے قصور فراق
گھر مین رہنے کی کرتے ہو تدبیر

کافر ہو مسلمان ہو کافر

کر طرح ترا سب اوسکو جستا کری اپنا

ہوا ہے تا بین فتنہ ایمان ہو کافر

عشق مین دیکھے وہ میرے دل بیتاب کی سیر
دیکھنے جاتا ہے وہ کشتی غرقاب کی سیر
جسنے دیکھی ہے تری پیکن کمخواب کی سیر
یاد یوسف تھی وہی اوسکو وہی خوابکی سیر
بارک اللہ عجب ہوتی ہو مہتاب کی سیر
تھے غضب تیسہ سیہ کاکل پرتاب کی سیر
دیکھلو ہوتی ہی کیا گردش دولاب کی سیر
دلکو بھاتی ہی بہت ابرو محراب کی سیر

عشق مین اک بت پنجابی کے رونا ہی ترآب
دیکھ لے آنکھ سے اوسکی کوئی پنجاب کی سیر

گٹھری دولت کی رکھی جسنے برسی ہے سر پر
کل تھا چیرے پہ جو سر پیچ مرصع باندھے
حشر مین ہوگا وہی عرش کے سایکے تلے
دل کا دیوانہ پنا دیکھ کہ کہتے مین سبھی
کچھ بھی ہے عشق سی یان جسکو سر و کار ترآب

کچھ خبر اوسکو نہین موت کھڑی ہے سر پر
آج دیکھا اوسے اک پگڑی پڑی ہی سر پر
جسکو سایہ نہین یان کوئی گھڑی ہی سر پر
کیا بلا کون بری اسکے چڑھی ہی سر پر
اوسپہ سو طرح بلا ٹوٹ پڑی ہی سر پر

جو کسی کے بند ہی ہین انکی تو کیفیت ہی یہ
کہتے ہین مالک کے نور ہیہو راحد ستگزار

نام لیوا اپنی مرکت ہی خہون مین نام یون
نام سمجھتے ہین بیک اوس سے رکھتی ہین لگار

پیوی ہی رہ نسی اور پیرو نسی رہ غالر تے ہین گ
کیا کسی ہو کوئی اسوقت مین امیدوار

دن قیامت کی قریب آئے زمانہ بدلا گا
دیکھیے کیا نفس بد کی شامتین لاتی من بار

کنج عزلت مین ترآب اب بیٹھ رہ سب سے الگ
سے ہے ترا مرشد نگہباں سے ہے ترا اللہ یار

۱۱

کہین تو خار سے ہم کہین ہوئے گلزار
کسکے دار دہوئے ہم کسیکے تین آزار

کوئی تو ند ہین بوجھتا ہے کوئی زاہد
کوئی تو مست کہی ہی کوئی بیٹ ہشیار

کوئی تو دیکھ کے ہمکو نظر چراتا ہے
کوئی لوسن کے ہین ہو ہو طالب دیدار

کہین تو پیر مغان ہون کہین ہون شیخ حرم
کوئی ہی معتقد اپنا کسیکو ہی انکار

کوئی ہی ہمسے مخالف کوئی موافق ہے
کوئی ہے یار ہمارا کسیکے ہم ہین یار

حقیقت ابھی کہون کس سی کون سمجھی ہے
بھلا ہوا نہوا ہم سے کوئی واقف کار

ترآب آگے نکہ کہہ جو مجھسے کہا سو کہا
زیادہ کہنے کے لائق نہین ہی یہ اسرار

۱۲

گر نہ شوخی سی الجھتی اوسمین کنگھی بار بار
کیون نکلتی زلف کی منہ سے سدے امار مار

اوسکی چشم مست نے کیا مجھکو حیران فریبا
نرگس اودھر دیکھتی ہی کیون تو انکھین بھاڑ بھاڑ

اے جنون کہ ن نہ دامنگیر ہو تیرا کبھی
ہاتھ سی تیری ہوا جسکا گریبان تا تار

کسطرح ہون جا چشم اوسکی کٹیلی آنکھ سے
چبھتے ہین جسکی مژہ سی دل مین بیحد خار خار

مے منصور کو ظالم نے سوئے دار بھیجا — نہیں ہے ہار لحد کے لئے کوئی تر گان پر

ترابؔ اترو زنوں بیٹھو ہی پریشان خاطری تیری
تو دیوانہ ہوا ہے کیا کسی زلف پریشان پر

۱۵

سنجاؤ در بدر یار و بچھو رو داستان پیر — بکھو غیر سے امید یک در گر محکم گیر
عقیدت گر نمو راسخ جہت سے گر نہو صادق — اثر صحبت سے کیا ہووے کرے ارشاد کیا تاثیر
سنجانے اور کو ہرگز زیادہ اسنے مرشد سے — کہ ہی راہ ارادت مین بڑی ہی سب سے تقصیر
رکھو مرشد کو راضی تم اطاعت مین نہو اوسکی کم — رضائے حق اگر چاہو تو ہی اوسکی ہی تدبیر

جو بن دیکھے رہے غمگین تصور سے نہو تسکین
ترابؔ اوسکو وہ ہی پاس کبھی پیر کی تصویر

۱۶

ہو گئے کتنے جان سے باہر — وہ نہ نکلا مکان سے باہر
حسن مین اوسکو کوئی نہین لگتا — ہے وہ ساری جہان سے باہر
وصف اوسکا مین کیا کہون ناصح — وہ تو ہے کچھ بیان سے باہر
باز آیا مین تجھسے اے ظالم — تیغ مت کر میان سے باہر
دور دیکھ صورت صیاد — آئے مرغ آشیان سے باہر
عشق کی بات یار چھپین رکھو — مت نکالو زبان سے باہر
پھر اولٹ کر وہ گھر نہ آوے گا — تیر ہو جب کمان سے باہر
کیا مین اوسکا نشان بتلاؤن — ہے نشان سے نشان سے باہر
بالیقین ہے ترابؔ سب مین وہ — ہے جو وہم و گمان سے باہر

گرچہ آغاز نوجوانی ہے
اور یہ انتک ہو لڑکپن کی بہار

جو رو نظمان ہو گیا دل سیر
دیکھا اک فاضل برہمن کی بہار

کیجیے خوش آپ بھکو اوس گلبن
نرگس و لالہ و سمن کی بہار

ترا
رنج کی سیر جسنے کی ہے
دیکھتا ہے وہ کب بدن کی بہار

ترا
درد دل کی تو دوا کامل ہے صبر
درد اگر دل ہی تو لا حاصل ہے صبر

صبر کرنا عشق مین دشوار ہے
صبر کس سے ہو سکے مشکل ہی صبر

سیر کیا پگا کریگا زخم عشق
عشق کے ہاتھونسے خود بسمل ہی صبر

ہے دو اسنون کی تیلے کا جمال
خلط سودا کا کہان مسہل ہے صبر

کیا کرون کچھ بھر مین جاتا نہین
یطرح دل سے مرے زائل ہے صبر

زور سے صبری ہی یار و عشق مین
صبر کی طاقت گئی کاہل ہے صبر

یار کا منہ دیکھتے ہی کیا کہون
ہوش سے اوڑ گئی زائل ہے صبر

ہے قدم رکھنا کٹھن اس راہ مین
تھک گیا جی کیا کڑی منزل ہی صبر

ترا
صبر کر جو ہو سکے مجھ سے
باعث آرام جان و دل ہے صبر

تماشا لکھ بلبل و گلزار کی تصویر
تصویر مری کھنچ مع یار کی تصویر

دل لیکی مرا منہ نہ دکھایا کبھی جسنے
خوش لگتی ہی مجھکو اوسی دلدار کی تصویر

ہر گز نہ کرے لیلی و شیرین کی حکایت
دیکھے جو مری یار طرحدار کی تصویر

صید کرکے نہ کہہ خدا جانے
یہ دلِ مبتلا ہے یا نخچیر

بولتا ہے نہین کسی سے صنم
یہ بت غنچہ لب ہے یا تصویر

واہ خوبون کی کچھ گناہ نہین
عشق کہتے ہین اوسکو یا تقصیر

ایک چتون نے اوسکی کام کیا
سحر کہیئے پھر اوسکو یا تاثیر

چھپ سے اپنی گروہ پھر آئے
اوسکو تدبیر کہیئے یا تقدیر

شعر سے جو گرم صحبت ہے
ہے وہ زلفِ سیاہ یا گیسو

تو نے رسوا کیا مجھے ایسا
ہے یہ انعامِ عشق یا تعزیر

گرد ہے جسکے آگے دولت سب
یار کی خاکِ پا ہے یا اکسیر

دل مین پھر درد عشق اوٹھا ہے
لے خبر جلد اے ترابؔ کی پیر

۲۷

نہ عاشق پر بہت جور و ستم کر
لگا لے اپنی چھاتی سے کرم کر

بہت رسوا ہوا بارہی مین تیری
تو خاطر اوسکی مت غیرون سے کم کر

تو اپنے بید لون پر اے مسیحا
دعا سے قسم باذن اللہ دم کر

نہ اوسکو دیکھ کے مجذوب ہو جا
نہ اپنی عاشقی مین تھم کر

ہری شاخ اوسنے گل کی کاٹ ڈالے
تو بلبل ہائے تھ مالی سے قلم کر

پھرا اب تک نہ گھر سے یار میرے
گیا تھا مجھ سے کیا قول قسم کر

ترے صدقے مین اے اخبار والے
یہ غفلت اوسکی پرچے مین رقم کر

کہان تک ہجر مین غمگین رہے دل
انہی دن لے میرے دور غم کر

کسکا منھ ہے جو تیل وفال کرے | زلف کے دور اور تسلسل پر
سر پہ پیچان ہے اوسکو نسبت کیا | ہے یہ ہندستان محض ۱۰۰ پر
بچیو مشاطہ سانپ کاسے سے | ہاتھ رکھیو سنبھل کے کاکل پر
وہ مجھے جان کے بھلاتا ہے | کیا کہون یار کے تجاہل پر
داغ کھایا اور منہ سے اُف نکیا | آفرین دل ترے تحمل پر

۲۸ | اوس سے کیا ہو ترا بہ فلزمانہ شر
جسکی گذران ہو توکل پر

جسکا اقبال ہو تنزل پر | وہ چڑھے فوج لیکے کابل پر
اوس سے کیا بند و بست ملک کا ہو | ہے جو مسند نشین تغافل پر
ہو گئے کتنے تیرے دست نگر | ساقیا ایک ساغر مل پر
محتسب سنکے لوٹ پوٹ ہوا | وجد آیا صدائے قل قل پر
واہ کیا کیا سنگار کرتا ہے | غش ہون مین یار کے تجمل پر
دیکھیے دریا پہ چاندنی کی سیر | یار آئے جو رات کو پل پر

۲۹ | مین تو صدقے ہون جان و دل سے ترا ب
حیدر شہوار و لدل پر

تم اپنے گھر کیطرف سدھارے جو مجھے دیکھکر | دوانہ کیسا ہوا مین یارب مرا تماشا تو دیکھکر
جیونگا کیونکر مین بے تجھ بن مرا تو جینا ہے غیر ممکن | تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین دن کٹی مین راتین خدا قسم کر
کبھی تو روتا ہون جا کے بنین کبھی ہنستا ہون سر جنبیر | پڑھک لگی ہے دوانہ پن مین آتی ہے ہچکیان کر

کھنڈوہ نکرے بالی دعا ئی پر — نگاہ دیکھی ہو دنیا کی سب تباہی پر
عبث ہو فوج پہ مغرور اپنی شاہ زمان — غرور دولہ کو ہوتا ہے حسین براتی پر
اوسیکو ناز ہے اپنی جمال عارض پر — جمال جسکو ہے کچھ کمال ذاتی پر
عجب جواب لکھا مجھکو یار نے یارو — گلہ لکھا تھا میں اوسکی کم التفاتی پر

ترا ب

۳۲ — کبھی مجھکو نامہ لکھا اور — جواب نامہ یہ دھر رکھیو اپنی چھاتی پر

نوکِ قرہ یاد ہے نشتر کے برابر — نوکِ نیزہ میں ابرو بھی ہے خنجر کے برابر
ہر چند گلستان میں گل اندام بہت ہیں — خوش قد نہیں کوئی سرو صنوبر کے برابر
کیا آب ہے کیا تاب ہے اے جوہری آ دیکھ — آنسو ہیں مرے لعل اور گوہر کے برابر
مر مر گئے عشاق کسی سے نہ وا نرم — خوبوں کا دلِ سخت ہے پتھر کے برابر
دل اوسمیں جو پھنس جاے تو چھٹے نہ چھٹے ہے — کوئی جال نہیں زلف معنبر کے برابر
عشاق گلیمیں نہ سی کیوں خاک لپیٹیں — ہے خاک ترے در کی نہیں زر کے برابر
کیا شور قیامت ہو جب فتنہ ہو برپا — جب یار کھڑا ہو مرے بستر کے برابر
وہ صاحب لولاک ہے اور ختم رسالت — ہرگز نہیں کوئی میرے پیمبر کے برابر

ترا ب

۳۳ — آزاد مشائخ میں ترا ب ایک نہ دیکھا — کوئی اہل ملامت ہو قلندر کے برابر

میں تجھسے مانگتا ہوں خدا خاتمہ بخیر — کر دے کرم سے اپنے مرا خاتمہ بخیر
ایمان کی سلامتی ہے خیر و عافیت — میری تو ہے ہمیشہ دعا خاتمہ بخیر

مست کہے جسے کوئی یار کے جانی کی خبر — اور چاہے سو کہے سارے زمانی کی خبر
صبر و آرام گیا دلسے نکل عشق مین آہ — عقل سے کہدو کرے اپنی خزانی کی خبر
حال مجنون سے خبر کی نہ کبھو لیلی نے — کون پہونچا دے وہان اور دوانے کی خبر
دلکو مارا تری چتون نے نرکہ کان پہ ہاتھ — لے ہی چکی ہے کماندار نشانے کی خبر
کھولدے آنکھ ابھی ہوش گیے ہین جسکے — کانمین اوسکے جو کہدون ترے آنے کی خبر
ہے وہ لان کما کان نہ آیا نہ گیا — یہ تو ہے مخبر صادق سے بھکانے کی خبر

ہے خوب اوسنے بدی یاد فراموش **تراب**
ہے فقط اوسکو مری یاد بھلانے کی خبر

کوئی شہر نہین شہر مدینے کے برابر — ہر ذرہ وہان کا ہی نگینے کی برابر
جسنے وہان کی ہی محمد نے سکونت — یہ شہر ہوا تابوت سکینے کے برابر
جس ماہ مبارک مین ہوئی اوسکی ولادت — ہو کون مہینا وہ مہینے کے برابر
گو نوح کی کشتی تھی بڑی لمبی و چوری — لیکن نہ محمد کے سفینے کے برابر
مجھسے نہ کہی طور کی کوئی مظلمت و رفعت — کیا مسجد نبوی کے ہی زینے کے برابر
معراج مین عرش پہ جو راکب ہوئے حضرت — جبریل تھا سائیس کمینے کے برابر
ہاتھ آئی جسے خاک محمد کے قدم کی — رکھے وہ کفن مین اوسے سینے کے برابر
اے اصل علے اوسکی گل اندامی کی کیا بات — پھولے نہ گلاب اوسکے پسینے کے برابر

پھر عمر **تراب** اوسکی اطاعت مین جو گذرے
پھر تو کوئی نعمت نہین جینے کے برابر

بد مجھکو نہ کہتا وہ اگر نیک سمجھتا
منکر کا بھلا ہو کہ جہالت سے ہی لاچار

مین غلبۂ احوال سے ہون صورت منصور
منصب تو اظہار حقیقت سے ہے لاچار

ناحق نہین منصور و سولی کا ہوا حکم
مفتی تو بیان امر شریعت سے ہی لاچار

بالطبع مجھے بھاتی ہی اک شکل کردن کیا
ہر نفس بشر اپنی طبیعت سے ہی لاچار

مجنون کو نہ کہہ لیلی سے بدنام ہوا کیون
رسوائی مقدر تھی وہ قسمت سے ہی لاچار

ہمان جس بت کافر سے ہی نفرت تجھے زاہد
سنے واللہ تراب اوسکی محبت سے ہی لاچار

اوٹھاتے ہین سب غنچہ و گل کا بار
لیسینے اوٹھایا نہ بلبل کا بار

سیہ زلف نے کر دیا منہ کو لال
لطافت سے ہی ہو گل پہ سنبل کا بار

بناوٹ کرے کیا وہ نازک بدن
بدن پر ہو جسکے تجمل کا بار

نہ مشاطہ کھول اوسکے چوٹی کی بال
نہ ڈال اوسکی گردن پہ کاکل کا بار

وہ نرگس تو خود شرم سے چور ہے
اوٹھے اوس سے کب نشۂ مل کا بار

ہوے فارغ البال مے پی کے ہم
دیا جھونک بھٹی مین فرغل کا بار

جھکے کیون نہ سو پیچ و خم کھا کے زلف
پڑا اوسپہ دور تسلسل کا بار

نہ کی یاد میری نہ گھبرا اوٹھا
سہا دل نے اوسکے تغافل کا بار

وہی ہے تراب اپنا نعم الوکیل
دھرا جسنے ہم پر توکل کا بار

لگا آنکھ مین جسکے رونیکا تار
مژہ سے ہی موتی پرونے کا تار

۴۴

اٹھو لی سدا ہم گئی ہے کہان مین جسکے
خوش آسے ترا ب آرزو کہان صورت فرہاد

اودھر اوسپہ ہے تو جوانی کا زور
ادھر مجھپہ ہے ناتوانی کا زور

مجھے عشق کرنا ہے اتنا صعیف
نہونا اگر طرف ثانی کا زور

مری بیدلی پر نہین کچھ نگاہ
دکھاتا ہے وہ دلستانی کا زور

گھٹا عشق مین دل صبر و قرار
بڑھا حسن سے بارجانی کا زور

تو کب عذر میرا کرے گا قبول
ترے دلپہ ہے بدگمانی کا زور

رقیبون کو نازور کردون ابھی
جو پاؤن تری مہربانی کا زور

نچا چھور کے مجھکو ونا کہین
کہ ہے اشک جاری سو پانی کا زور

۴۵

ترا ب آرزو آرزو کیے جاون گا
اودھر سے ہے گو لن ترانی کا زور

آبہت عاشقون سے ناز نکر
وعدہ دور اور دراز نکر

اسقدر مجھکو منتظر اپنا
نہ کر اے یار دل نواز نکر

شمع کی طرح مت جلا اور رولا
غم سے دل کو بہت گداز نکر

جسکی خدمت سے عاقبت ہو بخیر
اوسکی صحبت سے احتراز نکر

پیر کی بات مان اے لڑکے
بہت دنیا کی حرص و آز نکر

سر تو محمود کے قدم پہ جھکا
سرکشی اوس سے اے ایاز نکر

پاس یارونکے آکہن مت جا
ملکے عرون کو سرفراز نکر

جب سے آنکھ اوس سے لگی پھرتے کسکو دیکھا
غم لگانے کا رہا کچھ نہ لگانے کی فکر
ڈھونڈتے پھرتے ہین گلبونمین اوسے کیا کہیے
بطرح لرکونکو ہی قیس دوانے کی فکر

فارغ البال ہوسے سے الگ بیٹھ تراب
۴۸ اوسکے آنے کا نہ کر ذکر نہ جانے کی فکر

میرے قاصد کو خدا کے لیے غمناک نکر
دیکھکے خط کو مرے گرم نہو چاک نہ کر
اپلجی سے نہین ہوتا ہے کوئی آزردہ
ناخوشی اوس سے تو اے ظالم سفاک نکر
ہونگے عشاق قیامت مین ترے منگتر
دور دامن سے بہت گردش افلاک نکر
گرد ہو کے بھی مین لپٹا ہون ترے دامن مین
جھاڑ دامن کو نہ برباد مری خاک نکر
جی تو عاشق کے چلے جاتے ہین ہمراہ رکاب
دیکھ گلگون کو بہت تند اور چالاک نکر
پڑ گئی ہوگی کہین رند کے گھر دختر رز
محتسب اوسکی بہت جستجو و تاک نکر

اسقدر اوسپہ ندی جان کہا مان تراب
۴۹ منہ لگا بہت نہ اوس شوخ کو بیباک نکر

کیا ہی کسکو نشانہ تمنے خدنگ چتو کو ستراکر
چڑھائی کیسر کمان ابرو کہان چلے ہو بھون چڑھاکر
نجاگ پاپر تو مجھسی زائد کہ رد انکھون مین ہو کی عائد
لگائی تو نی ہر انکھ شاید کسی پر سی کہین جڑا کر
جو کل وہ آئی یہان نجا تی تمام شکل حبا بنا ئے
چھپا کسی سے نہ پھر چھپا ئے کریگے دل وہ نہ چھپا کر
نہین مین طالب ہون سیم و زر کا گھر اہون محبا ہی کی نظر کا
مین خاص بندہ ہون تیری در کا کبھی تو ہت حاضری دیا کر
رقیب نکر ہو ئے منصفی مین سبی داغ اوسکے دل پر
کہ اپنے ہاتھون سی ہی اکثر وہ دستہ گل مجھے بنا کر
نپٹ ہی خوبی وہ سرخ لب کی کہ ہی سبی سے کچھ اوسکی رونق
چمکتی بجلی ہو جیسی سب کی کرے تکلم جو مسکرا کر

توڑکے پھر جوڑنا دشوار ہی ممکن نہین — شیشۂ دلکو مری لے سنگدل ظالم نہ توڑ
دلکا رہزن جانکی مین نے ترا پکڑا تھا ہاتھ — تا زجاتی ہن نہین چھپتا نظر بازی چور
توڑدی رشتہ محبت کا مری لے برہمن — گر ترا زنّار ہے ہزار مار الفت کی دوڑ

۵۲ — دل تو عاشق ہی ترابؔ اس مہ جبین پر سطرح
چاند کی صورت پہ صدقے ہو کہین جیسے چکور

چھیڑ مت بلبل کو اے صیّاد ہنگامہ بہار — صبر کر چند سے گذر جاتے ہی ایام بہار
کیون مرے مین بلبل و گل کے خلل ڈالے ہی تو — دور کر ظالم چمن سے دام بادام بہار
دیکھتو کیا جی اٹھے ہر مردہ باد خزان — باغ مین لائی صبا جسدم نسیم پیغام بہار
گل کھلین ہین کیون نہو مرغ چمن کو بیکلی — پھولجاتی تھی خوشی سے سنکے جو نام بہار
آ چمن مین بیٹھ کر آج روز بسنت — لے کٹوری زر و نرگس کی بنا جام بہار
لڑلپن سے تا جوانی یون رہا اوسکا بہال — جسطرح گل ہو دم آغاز و انجام بہار

۵۳ — اسطرح وہ رنگ و بو پر گل کے مائل ہو ترابؔ
جو کبھی صبح خزان دیکھے کبھی شام بہار

حسن عارض کو ہی زوال آخر — خط کے آنے ہوا جمال آخر
کیون نہ شیرین سے دل پڑی پھیکا — عشق کا ہو گیا کمال آخر
جسنے چاہا نہ دوستی کا نباہ — چاہ اوسپر ہوئی وبال آخر
جسکو دعوے تھا بے نیازی کا — وہی کرنے لگا سوال آخر
باز آیا نہ عاشقی سے ترابؔ — ہو گیا غم سے پائمال آخر

رقیبون کرم مجھ پر ستم ہے — لگا دے سب پر اک ٹکس برابر
نہ دبالا نکر عاشق کے دلکو — ذرا چوٹی تو اپنی کس برابر
دو شالے کو کم از کملی وہ جانے — جسے ہو صوف اور اطلس برابر
تفاوت کچھ نہین ذات الشجر مین — درخت کہنہ و نورس برابر
ترا دل اوس سے کیا کم ہے نفرا — کوئی پتھر نہین پارس برابر
وہی اول وہی آخر ہے ہو ہو — نہ کوئے کسطرح سارس برابر
ہوا فرہاد کوہی قیس دستی — تھا اون دون مین گو انکھرس برابر
ترابؔ اپنا دہان بستر لگے گا — جہان ہوگی زمین عرعرس برابر

ردیف زاے منقوطہ

کرے عشق محمود پر کب وہ ناز — کہ اپنی قدر جانتا ہے ایاز
وہ کہتا ہی مین تو ہون اوج تو ہی مین — کہے کس سے بندہ یہ مولی کا راز
کرم سے جو مولی کے ہو سرخرو — وہ عالم مین کیونکر نہو سرفراز
عبودیت انسان کا ہے کمال — کہ حق بندگی کا ہی عجز و نیاز
ہے وہ مرد دیوانہ یا بے شعور — نہو نیک و بد کا جسے امتیاز
تو اوس ناخدا کو نہ کہہ باخدا — گنا ہو نسے جسکا لدا ہو جہاز

ترے کام سب بن پڑینگے ترابؔ
کہ درویش کا ہے خدا کارساز

بے نیازی تو نکر ہمسے کہان عزیز — دلنوازی پہ ترے ہمتو ہین قربان عزیز

بوسۂ خط کیلیے جان نہ دی کیون یہ دل
زخم کے لب پہ کوئی بھی مرہم سے عزیز

دنکو مرجھاہین گل نابش خورشید سی گل
راستا گلزار مین ہے ریزش شبنم سی عزیز

دین دنیا سے غرض کچھ نہین عاشق کو ترابؔ
ایک معشوق وہ رکھتا ہے دو عالم سے عزیز

۵

امیر دنکو ہے گر امیری پہ ناز
فقیرون کو بھی ہے فقیری پہ ناز

جو زلف سیہ مین ہوا ہے اسیر
وہ کرتا ہی اپنی اسیری پہ ناز

حکومت پہ نازان تھے جو اسقدر
گیا اوڑ سب اونکا تغیری پہ ناز

خدا نے جسے پیر و مرشد کیا
نہین اوسکو کچھ اپنی پیری پہ ناز

مجھے دست بیع اپنا کرلے ترابؔ
کرون مین تری دستگیری پہ ناز

۶

حسن پر کرے گھمنڈ ای یار جانی چند روز
ہے یہ شوخی و اُمنگ و نوجوانی چند روز

منہ دکھاتا ہی نہین اللہ ری تیرا غرور
بندۂ مسکین سے کرلے ن ترانی چند روز

چند روزہ ہی یہ تیری حسن کا باغ و بہار
ہے یہ گل رخسار ری غنچہ دہانی چند روز

اوڑ گیا بادِ خزانی رنگ و گلشن کا جھپٹ
لاوگل پر رہی بلبل فغانی چند روز

عشق نے تیرے تجھے نازان کیا ہی حسن پر
کرلے مجھ سے بدظنی و بدگمانی چند روز

مبتلا ہم ہوگئی تیرے قدِ بالا کو دیکھ
پڑ گئے ہم پر بلائی ناگہانی چند روز

داغ دی نے دلپہ میرے جسقدر منظور ہو
کچھ تو میرے پاس ہو تیری نشانی چند روز

یار جیسا ناقدردان ہمنے کوئی پایا نہین
کبھی تو نے کی نہ میری قدردانی چند روز

سرگذشت اپنا کہا تنک مین کہون تجھسے تراب | قصۂ عاشقی طفل سرمہ سے دراز

ردیف سین مہملہ

۱

حرص پھرتا ہوگا کبتک مثل مگس | ہوکے قانع بیٹھ رہ اللہ بس باقی ہوس
بندگی مین اوس سے زیادہ ہو سود و نفع | ایک حسنہ یان کریگا تو ملیگا دس بدس
غیر کے خطرے کبھی مجھمین نہین جاگہ رہی | اسقدر یارو گیا ہے یار میرے دلمین بس
چاہو دریا پہ چلو پا ہو ہوا پر جیون طیور | کچھ نہین مشکل ریاضت سے کرو دم کو اوس
اختیار اوسکو رہے نام سے تہمت ہے بلک | فی الحقیقت ایک ذرہ بھی نہین ہمپر بکا بس
دم غنیمت ہے عزیزو کوئی دم غافل نہو | یاد ہی مین اوسکی گذرے کاش ہر دم ہر نفس

غم اگر ہے تو یہی پیرانہ سالی مین تراب
حیف غفلت مین ہماری کٹ گئی اتنی برس

۲

تھوے تھے کبھی جہانسے اوداس | ہمتو اب ہوگئے وہانسے اوداس
پھر اوداسا وہ کب لگائے وہان | ہوے آزاد جس مکانسے اوداس
کل تھا کچھ اور ہی رنگ ہے گل کا | آج بلبل ہے بوستانسے اوداس
جہانتک تا کا سطرف نکر یاد | ہوتے ہین مرغ آشیانسے اوداس
دلمین سب کے اوداسی پڑجاے | شاہ بولے جو کچھ زبانسے اوداس
یارو مجھسے یہ کچھ نہ پوچھو تم | دل مرا اب ہوا کہانسے اوداس
جسکے نزدیک کچھ نہین دنیا | وہ تو رہتا ہے اس جہانسے اوداس

کیا نام خدا اور دھری اسکی صدا ہے
کوئی فکر کری بوجھے تو کیا کہتی ہے سارس

جو اہل ارادت ہین سو مرشد کی طلب مین
کوئی ہندکو آتی ہین کوئی جاتی ہین فارس

پایا ہے ترآب اوسکو تو ہم گھری ہین اپنے
کہتے ہین جسے مرشد اللہ خدا ارشس

جمع ہوتے ہین اہل وجد گو سیدونکی پاس
جسطرح رقاص مل بیٹھے ہین سازندونکے پاس

خادم و مخدوم مین کچھ تفرقہ تو چاہیے
بیٹھ سکتے ہین کہین نوکر بھی خاوندونکے پاس

شیخ جی جس شان سے تم جا ہو آؤ اسطرف
جائیو لیکن سنبھل کے بوجھ کرندونکے پاس

منھ چھپاتی ہین جو ہمکو دیکھتے ہی دور سے
جائیی ہو یہ کیون پھرے ایسے شرمندونکی پاس

گور پر فقرا کے جاتے ہین موئے ہو ترآب
دست بستہ جسطرح جائے کوئی زندونکی پاس

بیطرح آنکھ لگی یار سے افسوس
آسودگی آتی نہین دیدار سے افسوس

جی بھر کے جمال اپنا دکھایا نہ کسی روز
ارمان یہی رہگیے دلدار سے افسوس

یہ درد کسی شخص کو اللہ نہ دیوے
کہتے ہین ہی سب تیر ہمار سے افسوس

عاشق پہ اثر کچھ نہ دعا ہی نہ دوا ہے
بجتا نہین کوئی عشق کے آزار سے افسوس

کہتا تھا دم نزع کل اک یار کی در پر
کرتے تھے سب اوسپر درد و کوار سے افسوس

درجہ نہ شہادت کا ملا جان گئی مفت
قاتل نے نہ مارا مجھے تلوار سے افسوس

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو در اڈر
یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس

اساد نے یہ آئین نکالی ہے نرالی
غم کہنے نہ پاوے کوئی غمخوار سے افسوس

رحم کر باغباں پہ نہ بلبل پہ نہ سہی باغ کو تو پھونک
جلتا ہے تن مرا چمن اے بادِ خزاں سو کوس

بولے ہے کاگ بری جا تہ قدم تو ہیں
ویران ہوا بادِ مکاں سو سو کوس

جو یہاں تھا پہ گل کھلاتی ہیں اب باغی ہیں
اوس سے واں بھاگتی ہیں حورِ جناں سو سو کوس

شرق تا غرب جو مشہور ہوا نام شاہ
ہو گئی اوسکی کرامات عیاں سو سو کوس

ارسلہ فقرہ ان کی ہی ہے تراب
جہاں ہستی سے نہو نام و نشاں سو سو کوس

غم سے ہم کرتے رہی نالہ و زاری افسوس
اوسنے اکدن بھی خبر لی نہ ہماری افسوس

اوسنے اکبار بھی وعدہ نکیا سچ مچ وفا
بیوفا سی ہوئی ناحق مجھے یاری افسوس

مر گئی عاشق مہجور گلا کاٹ کے لے
یار نے ہاتھ سے تلوار نہ ماری افسوس

کھیو قاصد اگر احوال مرا پوچھے یار
تم سے کرتا ہی وہ اقرار گزاری افسوس

دیکھکر شکل تری لوٹ گئی مورو پری
جلتے ہیں تجھسے سبھی نور پری نار پری افسوس

یار کا تو سن چالاک تھا یا بجلی تھی
دیکھنے پائی نہ ہم اوسکی سواری افسوس

اے فغاں بلبل بستاں اجڑ جاسی نکیون
پھر بسا باغ میں صیاد شکاری افسوس

باغبان دیکھ تو کیون غنچہ و گل مرجھائے
اوڑ گئی باغ سی پھر ہا دبہاری افسوس

نہیں کرنیکا کیسطرح وہ اب مجھسے نباہ
مدعیون نے مری بات بگاڑی افسوس

دیکھیں کسطرح لگی پار خدا خیر کرے
ہو گئی ناؤ گنہگارون کی بھاری افسوس

جو کسی کو نہ کبھی انکھ دکھایا تھا تراب
اب دکھاتا ہی وہ تلوار کٹاری افسوس

ردیف سین منقوطہ

درویش کو الفقر فخری جا فقیر دہی ہین — آزمائے نہ اللہ کوئی طاقت درویش
کامل کہے گر اپکو ناقص تو ہے کامل — درویشی کا دعوی ہی پہ ہے غفلت درویش
درویش کو کچھ کہہ نہ اگر ہو تو کچھ ہے — ہمسے تو یہی کہہ گئی اک حضرت درویش
ہو شاہ کدائی کرے نہ ہو سائل — یہ شان ہے درویش اور ذلت درویش

ہر لاے ترابؔ اوسکی خدا حاجتین سارے
ہر لاے جو کوئی صدق سے اک حاجت درویش

۳

اس زمانے مین ہر شخص کو دنیا کی تلاش — بس غنیمت ہے جسے کچھ بھی ہو شے کی تلاش
مالدارونکو زیادہ ہے طمع دنیا کی — مرد محتاج کو ہی روزی فردا کی تلاش
گرسنہ چشمی گداگر ہونکو ہے مطلوب لباس — نازک اندامونکو ہے جامہ زیبا کی تلاش
خلعت فاخرہ لیلی پہ سزاوار ہے — اوسکے مجنونکو تو ہی دامن صحرا کی تلاش
محتسب کو ہی اودھر جستجو بادہ کشان — مے پرستونکو اودھر ساغر و مینا کی تلاش
مارتا ہی وہی عاشق کو جلاتا ہی وہی — یار کی ہو تو کرے کون مسیحا کی تلاش
خورد و پوشش عمدہ نہین اونکو میسر — فقر مین کہتے ہین جو درجہ اعلی کی تلاش
گدڑی پش اوسکو نہ کہہ یہ لباس درویش — جو گدا ہو کرے اطلس دیبا کی تلاش
اس جہان مین نہ کوئی ہوگا طلب سے خالی — کہین اعلی کی طلب ہے کہین ادنی کی تلاش
زاہدا اللہ سے ڈر دعوت اسما نہ کر — چاہیے شام و سحر تجھکو مسمی کی تلاش

فی الحقیقت کہ یہ سب نفس کے بندے ہین ترابؔ
بندۂ حق ہی وہی جسکو ہی مولی کی تلاش

الگن ترے بیوت کیلا اوسے پا یا
ساتھ اوسکے لگے رہتے ہین دو چار تخصیص

زندان و عزا باتی و اباش جد ہر جا
زاہد نہ ادہر جائیو زنہار تخصیص

ائیگا عبادت کو کسی روز تو معشوق
عاشق تو ہوا اس لیے بیمار تخصیص

حکمت سے نہین خالی ہر فعل اوسکا کیون کیا
آزار بھی دے ہے دل آزار تخصیص

کسطرح کہون آئی ادھر بار نہ دس بار
جاتے ہو کوئی اور سطرف اکبار تخصیص

دیکھا تانگیا غیر سے مجلس سے گیا اوٹھ
بیٹھا جو ادھر ہر برین کبھی بار تخصیص

محروم نہ رکھ اوسکو ترابؔ اپنے کرم سے
اوسے ہو ترے در پہ گنہگار تخصیص

ترے مشتاق کو بون رہتی ہی دیدار کی حرص
بسطرح ہو کسی مشتاق کو دیدار کی حرص

اب دانے کیلیے آے پھنسا جال مین ہے
دشمن جان ہوئی مرغ گرفتار کی حرص

دیکھکر اشک مسلسل سے لڑی موتی کی
بہ گئی دلسے ہمارے در شہوار کی حرص

اپنے مشتاق کی خواہش نہو معشوق کو کیون
ہر دوکاندار کو ہوتی ہی خریدار کی حرص

اسطرح یار کا منہ تاک رہا ہے زاہد
طعمۂ خوش یہ ہو جسطرح سے بیمار کی حرص

دل لیا جان لیا تو بھی نہین قانع ہے
واقعی آدمی ہوتا ہی بڑھا پے مین حریص

غمے ہجران کی جو مرتا ہو نہو کوئی پرسان
کسطرح اوسکو نہو مشفق غمخوار کی حرص

گدڑی اور کفنی پہن کے جوگیا ہے آزاد
کیون ترابؔ اوسکو ہی جبہ و دستار کی حرص

ردیف طا سے تمہلی

چمک سے آئینہ جس کی صاف دگی سے	صفائی ہے مدار حسن عارض
خدا نے دی ہے سکو حسن خلقی	وہی ہے شان دار حسن عارض
خ خوبو پہ ہل کھاے نہ کیون زلف	پکا فر تو ہے مار حسن عارض
ش او سکا کھولکر برقع جو دیکھا	ہوا ما شوق شکار حسن عارض

تراب اوس میں جو نہ کھیے جلوہ حق
تو کیون کر نشان سر حسن عارض

اور کچھ رکھتا نہین وہ سوا فا میری غرض	اشنا اوسکی ہیت ہین اوسے لیا میری غرض
ایکدل مانا سو لیا اور کر دیا مجھکو فقیر	کیون کہے بیٹھا یہ اب دل لربا میری غرض
جبتلک وہ سیر نہ مینے دل دیا تھا خوب سا	تب تلک کہتا تھا البتہ ذرا میری غرض
وہ تو ہی خود غرض اوسکو کچھ نہین پروا مری	عشق مین کسطرح ہو اوس سے روا میری غرض
مجھکو کہتا ہو دوانہ جانکے صاحب غرض	پھر نڈالی ایسے بندے سے خدا میری غرض
بیغرض جس سے ملا مین اوسکو پایا آشنا	ہو گئی نا آشنا سن آشنا میری غرض
ہاے ایسو بات بھی میری سہین کوئی چھپا	ایکدن کہتی تھے سب شاہ و گدا میری غرض
عشق نے محتاج مجھکو کر دیا معشوق کا	اور سی ہرگز نہین اوسکے سوا میری غرض
مجھکو لادی اوس گل خوشرنگ نا فرمانی لیو	اسقدر ہی نجھ سے اے باد صبا میری غرض
دل ٹھہر گیا ہی کہو کہدی ذرا چھاتی پہ ہاتھ	کچھ تو نکلے ہاتھ سے اوسکی بھلا میری غرض

ہجر مین مشکل مری آسان کریا بو تراب
ہی یہی تجھسے علی مشکلشا میری غرض

اور بہن کسکو ترا اب اپنا بناؤن شاہد
عشق کا میرے تو شاہد وہی یا رفقط

ہار خانہ اس جوانکا ہمنے سب یا غلط
دل لگانا یان تو بیجا ہی اور سرتا پا غلط

ایک غلطی ہو تو کہیے جزو ہی سارا غلط
خط غلط مضمون غلط زلف غلط ادا غلط

ان مستی سے پڑی ہے پانون ساقی کا غلط
ہو وہ غلط مجلس غلط ساغر غلط مینا غلط

کیون نہ اس سا مہ سے ہو جھوٹونکا دفتر گاؤ خور
قول و فعل اوسکا غلط لکھنا غلط پڑھنا غلط

اسطرف جسکا خیال آنا بعید از عقل ہے
قاصد اوسکی آمد آمد کی خبر لانا غلط

غیر سمجھا تا ہی اوسکو حال اپنا واقعی
یار کے نزدیک ہی میرا تو سب کہنا غلط

واقعی جز حق نہین کوئی ادھر اودھر ترآب
ہاد تو باطل ہے سب تیرا غلط میرا غلط

جو عاشق سے کرتا نہو اختلاط
مین کسطرح اوس سے رکھون ارتباط

رقیبونسے ہے یار کی دل لگی
مرے دلکو ہو کسطرح انبساط

مین پھرتا ہون اوسکے لیے دربدر
وہ گھر اپنے کرتا ہے عیش و نشاط

جو راہ شریعت سے باہر نہو
اوسے کچھ نہین خطرہ پل صراط

دلہن حور و غلمان ملینگے ترآب
یہان خوبرویون سے کر احتیاط

ہمنے اوس دلدار سے دل دیکے یاری کی غلط
اوسنے دل لیکر ہمارا کی دل آزاری کی غلط

راہ و رسم مہربانی دیرونسے ہو کہان
بیدلون کے ساتھ ہی اونکو جفاکاری کی غلط

ردیف ظا سے منقوطہ

ردیف الف سے منقوطہ

نہین جیتوون کا یار کا گھر مین — جایئے آپ سے اپنے گذر واعظ
لوسکھا سے عقل کی تدبیر — عشق سے تجھکو کیا خبر واعظ
ہوش اوڑ جاے کم ہو عقل تری — تو بھی دیکھکے اوسے اگر واعظ
تو نے مجھہ پر بہت پڑھے افسون — ق — ہوا ایک سے بھی اثر واعظ
دین و ایمان بیچے مین دی بیٹھا — وہ تو ہے برہمن پسر واعظ
صیف تیری بھی نگہ لگ جاتی — نہ پڑا وہ تری نظر واعظ
تو نے شیو راج کو نہین دیکھا — ہے وہ خوبون مین نامور واعظ

بہت پیر و جوان ترآب ایسے
غش ہین اوسکے جمال پر واعظ

رہون کیونکر مین تیرے جور و جفا سے محفوظ — عشق مین کون ہوا رنج و بلا سے محفوظ
کیا عجب دل جو ہوا نوک مژہ سے زخمی — کون جاندار بچا تیر قضا سے محفوظ
نہین بچتا ہے کسیطرح ادا کا مارا — رکھے عاشق کو خدا بانکی ادا سے محفوظ
حال عاشق پر نظر کرکے سخن شیرین کہہ — اپنے بیمار کو رکھہ تلخ دوا سے محفوظ
شمع چھپتی نہ اگر پردہ فانوس مین رات — رہتے کب بال تنگون کے ہوا سے محفوظ
جتنے موجود ہین یان اونکو عدم ہے لازم — آکے دنیا مین رہا کون فنا سے محفوظ

کسطرح کہیے دعا مین نہین اثر ترآب
اب تلک ہم تو رہے تیری دعا سے محفوظ

لالہ و گل سے ہو وہ کیا محفوظ — جو ادا سے دیکھہ کے ہوا محفوظ

تپنگا جل ہوا دیکھو نہ یار نم کیجیو دسکو
جہان دل ماضل مجھو ہین بیان مین نہین کچھ فرق

انظہار اسقدر نرم و مبدل البہی کرتی ہے شمع
برابر روشنی مین جسطرح چھوٹی بڑی ہے شمع

ترآب

نت ہے خلوت مین تو جلوت مین تو چھپکر بیٹھ خلوت مین
ہوا سے خائف و لرزان ہمیشہ ہر گھڑی ہے شمع

۲

عشقبین تیرے گدازونکو نہین رکی طمع
پاکبازونکو نہین کچھ ہوس بوس و کنار
جسنے اوسکی خوشبوسے کیا تازہ دماغ
قدر عنا کی سوا جسکو نہین کچھ پروا
ہم فقیرونکی یہ گدری ہے لباس شاہی
طالب اوسکی تو دو عالم سے کنارہ کش ہین

قطرہ اشک ہے کیا کم نہین گوہر کی طمع
سے فقط دور سے نظارہ دلبر کی طمع
نے غرض مشک سے ہے اوسکو نہ عنبر کی طمع
باغبان اوسکو نہ ہے سرو صنوبر کی طمع
کیون کرین اطلس و کمخاب و شجر کی طمع
نے ادھر کی ہے طمع اوسکو نہ ادھر کی طمع

ترآب

مین تو فرزند ہون اوس ساقی کوثر کا
جس سے ہر شخص کو ہے جرعۂ کوثر کی طمع

۳

وہ مری گھر مین آنیکا حیلہ ہے مانع
بے حجاب اوس سے بغلگیر ہو کیونکر عاشق
مجھپہ کیا نہ کیے اوسنے ستم کیا کہیے
گو خفا مجھ سے وہ رہتا ہے ہمیشہ ترآب

پانون مین مہندی لگی اوسکی حنا ہے مانع
ہو وہی کس طرح سے ہم آغوش قبا ہے مانع
کہتے بنتا نہین کچھ صبر و رضا ہے مانع
چھوون کسطرح ملاقات وفا ہے مانع

ترآب

باز آ بہر خدا خلق کے ملنے سے
کام سے اوسکے اگر خلق خدا ہے مانع

اے جنون تو نے کیا تھا قیس کا گھر بے چراغ
عشق تیرہ ہاتھ سے تھا کون سا دل بے چراغ

کیا بتاؤں دیکھکر اوسکو ہوا کیا دل کا حال
گم ہوا ایسا کہ پھر ملتا نہیں اوسکا سراغ

کیفیت جنت کی کیا ہے گر نہ دیدار حق
یار بن خوش آئی کب عاشق کو بے گل باغ

کیوں بلبل چہچہا وے کیوں نہ بیٹھے پھول کے
پھر ہوا ہے شبنم و گل سے تر و تازہ دماغ

ہے چمن جسطرح بلبل کے لیے آرام گاہ
ویسی ہے ویرانہ بہر بوم و جنگل بہر زاغ

اوسطرف ہو اوسطرف سے تربیت
چاہیے مرشد کی صحبت علیہ الا البلاغ

اوسکو ذکر و فکر ہو لی کی کہان فرصت تراب
کاروبار نفس ہے جسکو نہ اک دم فراغ

حسن پہ ہے وہ ہمیشہ کا فروغ
اوسکے آگے ہو گیا قمر کا فروغ

زلف سی رخ پہ چھا گئی ظلمت
رات جاتی تو ہو سحر کا فروغ

دیکھ کے یار کا شہر اروپ
اوٹھ گیا دل سے سیم و زر کا فروغ

لب و دندان کے سامنے اوسکے
کچھ نہین لعل اور گہر کا فروغ

کوئی موسیٰ کلیم سے پوچھے
کیسا ایمن مین تھا شجر کا فروغ

پانی پانی ہر انفعالت سے
سُنکے جیحون چشم تر کا فروغ

کیا عجب ہے جو کلمۃ الحق سے
ہو تراب ایسے بے ہنر کا فروغ

ردیف قا

نت منہ رکھے ہے دل ہکل اوسیطرف
قبلہ نما سی اسکی بھی ہے کل اوسیطرف

۴ ہیچ ہاتھ اکبر پر ڈالون تراب
ہاتھ آئے گر مجھے خاک نجف

چمکی ہے اوسکے مکھڑی پہ ایسا نقاب صاف
روشن ہو جسطرح سے شب ماہتاب صاف

پردہ مین جسکو دیکھ مرے ہوش اڑ گئے
کیا منہ جو اوسکو دیکھ سکون بیحجاب صاف

سبزے نے خوب صفحۂ عارض پہ دی بہار
منظور خوشخطی سے ہوئی کیا کتاب صاف

ساقی مین دردنوش ہون کبتلک بھلا
بھر دے کبھی تو جام مین میرے شراب صاف

ہرگز ثبات ہستی موہوم کو نہین
اکدم مین کالعدم ہی وجود حباب صاف

روز حساب سے نہ ڈرائے مجھے کوئی
کیا در محاسبے سے ہو جسکا حساب صاف

کچھ تو غبار یار کے دل مین ادھر سی ہے
دی ہے جو ہر سوال کا میرے جواب صاف

کہتا ہے مجھسے تو ہی بڑا یار ہی مرا
بندی سے یہ خطاب ہی اوسکا عتاب صاف

۵ خاطر اوسیکی جگ مین مکدر نہو کبھی
رکھے جو خواہشون سے دل اپنا تراب صاف

پڑتی ہی جب نگاہ مری یار کیطرف
جھٹ دیکھنے لگے ہی وہ تلوار کیطرف

اوسطرف جو گیا نہ پھر آیا ادھر کبھی
ایدل سمجھ کے جائیو دلدار کیطرف

بزم شراب خوار مین جاتی ہو شیخ جی
رکھیو خیال جبّہ و دستار کیطرف

اکبار منھ دکھائی کے لیتا ہی دل بزور
چنگا اوسے خدا کرے مایوس کیون نہو

رستے مین لگیا دہ پر نزاد گلبدن
جاتا تھا ایک روز مین گلزار کیطرف

ہیچ ہاتھ اکبر پر ڈالون تراب
ہاتھ آئے گر مجھے خاک نجف

چمکی ہے اوسکے مکھڑی پہ ایسا نقاب صاف
روشن ہو جسطرح سے شب ماہتاب صاف

پردہ مین جسکو دیکھ مرے ہوش اڑ گئے
کیا منہ جو اوسکو دیکھ سکون بیحجاب صاف

سبزے نے خوب صفحۂ عارض پہ دی بہار
منظور خوشخطی سے ہوئی کیا کتاب صاف

ساقی مین دردنوش ہون کبتلک بھلا
بھر دے کبھی تو جام مین میرے شراب صاف

ہرگز ثبات ہستی موہوم کو نہین
اکدم مین کالعدم ہی وجود حباب صاف

روز حساب سے نہ ڈرائے مجھے کوئی
کیا در محاسبے سے ہو جسکا حساب صاف

کچھ تو غبار یار کے دل مین ادھر سی ہے
دی ہے جو ہر سوال کا میرے جواب صاف

کہتا ہے مجھسے تو ہی بڑا یار ہی مرا
بندی سے یہ خطاب ہی اوسکا عتاب صاف

خاطر اوسیکی جگ مین مکدر نہو کبھی
رکھے جو خواہشون سے دل اپنا تراب صاف

پڑتی ہی جب نگاہ مری یار کیطرف
جھٹ دیکھنے لگے ہی وہ تلوار کیطرف

اوسطرف جو گیا نہ پھر آیا ادھر کبھی
ایدل سمجھ کے جائیو دلدار کیطرف

بزم شراب خوار مین جاتی ہو شیخ جی
رکھیو خیال جبّہ و دستار کیطرف

اکبار منھ دکھائی کے لیتا ہی دل بزور
چنگا اوسے خدا کرے مایوس کیون نہو

رستے مین لگیا دہ پر نزاد گلبدن
جاتا تھا ایک روز مین گلزار کیطرف

ترا ب

کسی طاقت ہو ایکھ اوسکے لڑسکے — مژہ دیا ہے تجھے بے تکلف
جب اوسکے قامت بالا کو دیکھے — جھکے سرو صنوبر بے تکلف
خدا اوس سے بچاوے دام اجل سے — خم زلف معنبر بے تکلف
چمن مین جب مین دیکھا گلعذار کو — گیا جیون باد صرصر بے تکلف
کہا بارے تجھے سیری بدولت — ہوئی جنت میسر بے تکلف
بنا ہے محتسب پیر خرابات — لیے پھرتا ہی ساغر بے تکلف
چھکا دی کی کو اس نے پیرہن سا — بلا دی جام بھر بھر بے تکلف
تکلف برطرف مجنون کو جسنے — دکھایا جنگل و بر بے تکلف

ترا ب

اوسکی تجلی دیکھتا ہے
ہمیشہ دل کے اندر بے تکلف

بو دل سے ہے تو نگر بے تکلف — لٹاتا ہی وہی زر بے تکلف
کریگا جو یہان ترک خسروان — پیے گا آب کوثر بے تکلف
شفاعت اپنی امت کی محمد — کرین گے روز محشر بے تکلف
قدم ضبوط رکھ اے شیخ چلی — تو جحرے سی باہر بے تکلف
کھڑا ہی راہ مین شیطان خبردار — لگا بیٹھے ٹھوکر بے تکلف
ریا سے نفس کو فربہ نہ کر تو — ریاضت سے ہو لاغر بے تکلف
خلاف نفس کرنا جیتے مرنا — یہی ہے موت احزر بے تکلف
کرے صیقل گری دل کی جو چاہے — نکالے اوسکے جوہر بے تکلف

یار و اخر جہان کو جانا ہے — دل لگانا ہی ہمان کب تک
اپنے نام و نشان سے جب گذرو — راہ نہیں یار بے نشان کیطرف

۱۱ — نچلا دل پہ کچھ ترا ب کا زور
لیگیا پھر وہ دامتان کیطرف

اوسنے منہ کھول کے کاکل کو دکھایا صاف — چاندنی رات مین کالا نظر آیا کیا صاف
آیینہ اوسکی صفائی کو نہین لگتا ہے — عارض یار کو خالق نے بنایا کیا صاف
واہ اک ترک سیہ چشم کمان ابرو نے — تیر چتون کا مرے دل پہ لگایا کیا صاف
کوئی واقف نہوا حال سے میرے اب تک — عشق کا داغ مین سینے مین چھپایا کیا صاف
نہین کہتے ہین کسی سے وہ کدورت ہرگز — سو فیونکی دل صافی کو مین پایا کیا صاف
یاد کرتا نہین محبوب اسے بھی عاشق کبھی — ہجر مین جسکو تہ دل سے بھلایا کیا صاف
عشق مین یار کی خیر خطرہ ہو اسے سر کا — خطرہ پیر کو خاطر سے مٹایا کیا صاف

۱۰ — ردیف قاف

محبت مین جو کوئی ہوتی ہین صادق — اونھین پر ہوتی ہین معشوق عاشق
مخالف پھر ہمارا کیا کرے گا — ہوا جب یار ہی ہم سے موافق
نہین کرنیکا اب وعدہ خلافی — کیا ہے اوسنے ہمسے عہد واثق
دکھاؤ یار و میرے دل کو لیجاے — طبیبو نہین اگر ہو کوئی ساذق
کرے تشخیص دیکھے نبض اوسکی — غم اوسکو چر گیا ہے تیر ناوق
وصال اوسکا کبھی ہوگا سلینو — جدائی کی مرض ہے جسکو لاحق

ردیف قاف

ہو تا نہین کوئی اپنی پر ہی ذکر کا مشتاق
طاہر ہو سو کر دعوے کی تمہید تم
صورت تری مانی کی تصویر مین آئی
حیرت مین کیا مرزی تصویر کا مشتاق
ہجرت مین تو اگر مجھسے کبھی دیدار
اگر کا مشتاق ہون تو ہر کا مشتاق
خواب نیمری کبھو تو اوس کی
یوسف کی زبانی ہو مین تیر کا مشتاق

نجاے کہ خال فقیرو کی قدم کی
ہمارے کہ ہو مین اوی اگر کا مشتاق
ہمارے ہو مین اوی اگر کا مشتاق

سراپا مدعی اوس کا وہی ہے
فدا ہی جسپہ سرتاپاے عاشق

گلی سے یار کی باہر کہان جاے
اگر ہی وہ جنت الماواے عاشق

ترآب اوسکی توجہ کب ادھر ہو
کہان معشوق کو پرواے عاشق

۴

ہین کسطرح قسمون عشقمین بتاؤ فراق
کہ آشنائی کیا مجھکو آشنائی فراق

وہ شمع بزم سے دیکھو کدھر گیا ہی ہے
کہ چار طرف ہی مجلس مین ہاے فراق

وہ آپی مجھسے جدائیکا دکھ سناتا ہے
مین جسسے جاکے سناتا ہون ماجرائی فراق

فقط مجھے کو نہین غم ہے ہجر کا اوسکے
کسیکو خوش نہین آتی ہی یہ ادائے فراق

کسی سے ملیے نہ پھر باز آیے یارسے
سواے اسکے نہین اور کچھ دوائے فراق

ترآب تجھ سی خدا جانی کیا سمجھے کل
کہے تھا ایک دل آوگار مبتلاے فراق

۵

تری زبانمین اثر ہی مین جانتا ہون خوب
نہ دے خدا کسیکو بد دعاے فراق

ہمکو اوس ظالم سی ہے لطف و کرم کا اشتیاق
وعدۂ دیدار پر جھوٹی قسم کا اشتیاق

بلہوس ہے وہ جو لطف و پیار کا مشتاق ہو
عاشقونکو ہی ستم جور و ستم کا اشتیاق

ہم ازل سی رہین تیرے مشتاق کچھ اب سے نہین
تجھ ظاہر ہوگا اپنا و مبدم کا اشتیاق

پانون اپنے چومنے دیا و کچھ مجھسے نہ پوچھ
یان تلک لایا ہمین ہی قدم کا اشتیاق

راہ مسجد چھوڑ کے جاتا ہی بتخانے کیطرف
دلمین ہے اوسکے کسی کافر صنم کا اشتیاق

یار کے کوچہمین ہمنے سیر گل جی بھر کی
اوٹھ گیا ہی دلسے اب باغ ارم کا اشتیاق

دیوان ترآب

ردیف قاف

ترآب

پوچھو حال نفس و خلق و شیطان | یہ تینون ہین طرائقیت مین مہلک

سلوک و جذب دونون راہ حق مین

۲ تراب اسی کاش ہو مجذوب سالک

مجھے تو یاد آیا تیری کریگا مجھسے خاکیتک | دیکھا ہے کھڑا اوٹھا دیر دا کھیگا منہ پر تھاکیتک
بھلا یہ پوچھے کوئی صنم سے ہوئی تقصیر کون مجھسے | جو باز آتا نہین ستم سے ظلم و جور و خطا کیتک
رہی غیر و تمکو گھیرین مجھپر رشک یار تمکو آئیگو کیونکر | کبھی وہ آتا نہین مرے گھر رہو مین غم سے فراکیتک
مری حریفہ سے کرکے یاری ہوا ہے شہر یکسر شہر ایخواری | بھلا میر سے کرون ترا ری جلون سے مشعل بکیتک
امنگ ہے پر تری جوانی تو کرنے سبزے سے لن ترانی | یہ بات اچھی نہین ہے جانی رہیگا حسن شباب کیتک
وہ سورہ یوسف کی پڑھکے تفسیر لگا ہے ملا کرنے تقریر | میان جی یوسف سے ہو بغلگیر بغل مین خیر کتاب کیتک
جہان تو فانی حباب سا ہے کسیکو ہرگز نہین بقا ہے | وجود دریا کو دیکھو کیا ہے شمو مین حباب کیتک
دلا سر پا سر رہو جانکل کے ظلمت سے نور ہو جا | خدا کی نشی مین جو رہو جا رہیگا مست شراب کیتک

مجھے تو آتی ہے دلپہ رقت کہ عشقبازی ہے وسکی خلقت

۳ وہ دام صورت مین نی الحقیقت پھنسا رہیگا تراب کیتک

حار یا بس چاہ سے عاشق ہوا ارد خشک | آنسو اوسکے گرم نرہین آوے اوسکی سرد خشک
چشم نم کیتک رہے کوئی گریۂ غم سے ترے | آستین سے اپنے کردے اوسکو ای بیدرد خشک
ہے پسینہ عارض گلرنگ کا پیکر گلاب | شبنمی ہر قع سے کیون کرنا ہے اوروخشک
حرکت شاطر ہے قمار و کردار اوسکی سب | آپ سے کیا چلتی اور پھرتی ہے جو یہ درخشک
اوٹھ چلا کیون تم سے سیر تو دامن جھاڑ کے | لگ گئی کیا تیرے دامن مین کسیکی گرد خشک

ردیف کاف تازی

دیوان شاہ تراب

نذر بلی ہے اوسکو دیوان مین سرکار
غزلین ہین ۲۰۰ سو دو سو مین کچھ کمی نہین ہے
کہتے ہو گواشاریکی چلن ہے بہت مختصر دفتر
تو اضع و تنظیم سے کیا کام ہے کہتا ہی جو کھودیکھا جائیگا تراب

آکہ دار الف مین ہے ہر ایک آیا کبھی	وہی مین ہر چند مین پھرتا ہون کیسا کیسا دنگ
آخر رخصت کا نہ لو جان ہی جاتی ہے	جاؤ گھر اپنے خدا حافظ و اللہ معک
حشر مین مونگا مین بوسہ تری منگر	خاک بر باد کر میری نہ وہان کر جھنگ
بار و حسد نکو مین کہنا تھا نہ دیکھو لگا کبھی	ہجر مین آج وہی نون تو دکھاتا ہی رنگ
ہجر کی شب ہے مین سوتا نہین روتا ہون رات	نیند آنکھو سے گئی اور نہین لگتی ہی پلک
آنے جانیکا کچھ ادسکے تماشا پوچھو	وہ تو بجلی سا ہی سامنے جاتا ہی چمک

غمکے سودا مین پریشان مین رسوا ہون **تراب**

دل گیا جب سے مرا یار کی زلفو مین اٹک

نالہ پہونچا نہ کبھی جسکے لب بام تلک	کون پہونچا دے خبر میری وہ گاہ گام تلک
انتظار مین گذرتی ہین مجھے آٹھ پہر	شام سے صبح تلک صبح سے تا شام تلک
دل مشتاق کو آرام کہان سے آوے	وہ تو جاتی نہین پاتا ہی دلارام تلک
پھنس گیا زلف مین دل دیکھئے کیا ہو اسکا	صید نے پائی نہ مہلت کشش دام تلک
غمسے جل پھنکے ابھی خاک ہوا جاتا ہون	منتظر کون رہے ہولی کی ایام تلک
کامیابی ہے خود کام سے مین کیونکر ہون	وہ تو آتا نہین مجھ عاشق ناکام تلک
نام لینے سے ہین بدنام ہوا ہون جسکے	پھر کوئی لاوے **تراب** اوسکو یہ بدنام تلک

ردیف کاف فارسی

عشق آیا تو پھر کہان ہے ننگ	عقل کا قافیہ یہان ہے تنگ
جو مئی عشق سے ہوا سرشار	ہے کچھ اور ہی طرح اوسکی ترنگ

تراب اسنے تو دھو یا ہی لکے خون سے ہاتھ
[illegible]

[illegible] ہوا تم اور سے ہو ہو گئے ہم اور سے ہو
[illegible] ہوا اشکبار اور اسکو ہیچ خیال ہے
[illegible] کہتے ہیں اک دم مگر دم سے الگ
کوئی دوا نہ جانگی مجھسے نہیں ملتا ہے
کل برق کھڑی یہ اپنے دیکھے کہتا تھا یار
[illegible] سے الگ

دل غمگین مرا کسطرح ارش سے الگ
آستین رکھتا ذرا اس دیدہ نم سے الگ
وہ تو رہتے ہیں اک دم مگر دم سے الگ
عشق نے مجھکو کیا ہے یار و محرم سے الگ
رکھو ہیں کیونکر گل عنا کو شبنم سے الگ
یار اب اس دشمن کو رکھو اولاد آدم سے الگ

ہوں نے فرمایا ہی میں تو سب کہیں ہوں سب کے پاس
کسطرح دیکھیون تراب اوسکو دو عالم سے الگ

اوس بت شوخ کو ہی عاشق لاچار سے لاگ
دیکھلو اوس سے نہ کہنا کہ ملے طالب ہیان تیرا
توڑ ڈالی ہین قفس اوسنے کئی روز ہوئے
تیری کوچے مین مسلح ہو نہ آؤن کیونکر
یہ تو مانگی ہی جو پیمانہ وہ دی ہی گالی
ہاتھ مین اوسکے ہی دارو تری بیمار کی

بے غضب رد مسیحا کوئی بیمار سے لاگ
وہ تو رکھتا ہی نہ پیسے اپنے خریدار سے لاگ
کیون نہ صیاد کو ہو مرغ گرفتار سے لاگ
عشق مین تیری ہوئی بیطرح دو چار سے لاگ
محتسب کو نہین بیفائدہ بیخوار سے لاگ
شیخ جی تجھکو عبث اتنی ہی خمار سے لاگ

چین و آرام گئی دل سے تراب اپنے تمام
تمسے بیطرح لگی اوسکو کسی یار سے لاگ

اوسنے کی ہے دل کی خونریزی بھی تب | ہاتھ قاتل کا نہین مہندی سے لال

۲ | یہ کبھی دیکھی نہ تھی سنے ہمنے تراب
چھوا اوسنے دکھائی ابکی سال

بارہا یہ بات کی اک بات نے اصل الاصول | یاد مین مادسکی رہو ایسی کہ سب کو جاؤ بھول
نفس و شیطان کی اطاعت مین ضلالت ہی حصول | تابعِ مرضیِ ہو پیغمبر و حکم رسول
جو خدا کے لوگ ہین اونسے ملو خدمت کرو | اس سے بہتر کوئی ہین ہرگز خدا تک اصول
حرفِ حق کو تلخ لگتا ہے یہ شیرین جو جھنا | جو کرے تجکو نصیحت مان لو مت ہو ملول
دفع ایذا جسقدر ہو آپ سے کرتے رہو | دور کر دو گر پڑا ہو راہ مین خار ببول
بار خاطر ہو کے صحبت مین کسیکے رہیے مت | بلکہ یون رہیے کہ جیسی پانی پر ہے تار بیحول

۳ | اوّل و آخر تراب اوسکا ہمارا ساتھ ہے
جو ہمارا یار ہے جسکو کیا ہمنے قبول

عقل کا حکم ہے ادھر تو نجانا ایدل | عشق کہتا ہے کہ پھر دانسے نہ آنا ایدل
عقل خارج ہوئی جسوقت ہوا عشق دخیل | آنکھ لگتی ہی ہوئی موش روانہ ایدل
گریہ مت کر نہین ہونیکا غم یار فرد | ہے کٹھن پانیسے یہ آگ بجھانا ایدل
مین نے کہتا تھا کہ اک روز تو رسوا ہوگا | اسقدر اوسپہ ہوا کیون تو دوانا ایدل
طعن و تشنیع رقیبون سے سلامت ہے محال | عشق بازی ہے ملامت کا نشانا ایدل
باز آ مان کہا اوسکی طرف پھر مت جا | کیا نہین اور کہین تیرا ٹھکانا ایدل
کیون تو مجنون سا ہوا عشق مین انگشت نما | نام رکھتا ہے ترا ایک زمانا ایدل

واہ کیا داغونسی بان تجھو لی ہین لالے بلبل
آیہ پھولون کو تو چھاتی سے لگالی بلبل

اعطش کرتی ہے کیون پاس سے لی یہ گلاب
پھرے شبنم سے ہین پھولونکی پیالے بلبل

دیکھو یارو کہین گلچین تو نہین آپہونچا
کرتی ہے شور و شغب کیون تو نالے بلبل

زمزمے دیکھ ترے گل کو نظر آتی ہے
ہین ترے چوچلی دنیا سے نرالی بلبل

بحر گل کی قد بوسی کی تدبیر ہے یہ
نوکہ سے کھودی ہے پھولونکی جو تھالے بلبل

شاخ برگل کے تو کیا پھول کی پتی مغرور
اوسکی ہین تجھسے بہت پیار ہنے والی بلبل

خواب مین مجھکو وہ کل فام دکھا اگر
پھر تو گلشن کبھی رو آنکھ نہ ڈالے بلبل

اگ لالے کی دہکتی ہے چمن مین بیحد
اوڑکے آج اپنے پر و بال سجالے بلبل

باغبان سنے تو توڑا ہی نہین ہاتھ سے گل
کیون تو صیاد کی کرتا ہے حوالے بلبل

بلبلین لڑتی ہین آپس مین نہین ڈر گل کا
کیا لڑائی کے لیے بار نے پالے بلبل

گرتے ہین خاک پہ جھر جھر کے چمن کے بیٹے
پنکھڑی گل کی تو آنکھون سے اٹھالے بلبل

جسطرح چاہے گلستان کو فلم بند کرے
خط گلزار سے لکھتی ہے قبالے بلبل

کیا ہوا کل جو ہوے طرۂ دستار ترآب
خانے حوصے ترے پانونکے چھالے بلبل

عزیز و عشق مین بیحد عجب سا دل
گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل

الٰہی جون مرا دل مبتلا ہے
نہووے یون کسیکا مبتلا دل

کوئی دشمن نہین عاشق کا ہرگز
اگر ہے تو ادسیکا دیدہ یا دل

وہ دلبر گر جدا مجھسے نہوتا
تو ہوتا کسلیے مجھ سے جدا دل

ردیف لام

ولہ

ولہ

دیوان تراب

ردیف لام

۱۱

پتلی ہی میری تکمہ کی عارض کا اسکے تل
سودائی ہون کردن جو اوس خال کا خیال

ہوتا ہی قطرہ قطرہ روان چشم سے اشک
لاتا ہون جب وہ نازبھری حال کا خیال

گیا خوشخرام قامت موزون یار کا
رہتا ہی ہر قدم پہ جسی نال کا خیال

اپنا تو ماہ وسال رخ وزلف یار ہے
کب عشق مین ہوا اور سال کا خیال

عمر دراز چاہیے فکر دراز کو
تا چند رکھون لف کی ارسال کا خیال

آتی ہی خوب دل مین خجالت کی تراب
کرتا ہون اپنے جب بُرے اعمال کا خیال

۱۱

زہر کھا کی مرگیا اک دردمند بیحل
یار دمرتا کیا نہین کرتا ہوئی سچ پیشمل

مرکے کوئی جیتا نہین بحث ہین جتنے دیدہ ور ہین
کیون نہو عاشق پہ غم ہجر انکا بدتر اجل

برہین دلبر ہو تو اندیشہ نہین کچھ موت کا
دور رہو انکھون سی تو جینا کٹھن ہی ایک پل

منہ دکھا کر مجھکو جو ہین گیا چلمین مین وہ
انکھ کے پردیسی آنسو ہیر جھٹ آئی نکل

ایدل آشفتہ گر مشتاق ہی دیدار کا
چار چشم اوسکے کھڑا رہ پر کی ایجب کا عمل

نوک مژگانسی نہ ڈر ابروے خم سی منہ نہ پھیر
زخم تیغ و تیر منہ پر لی اور سیدا نسی ٹل

کارروان جب کوچ کرتا ہی تو کہتا ہی جرس
دیکھنا پیچھے نہ رہنا ای مسافر اگی چل

دوستی مین تو نی بگڑی ہمسے بدلی تو ہی کیا
دلکو اپنے میر پردیسی اس گھڑی کر لی بدل

جب تصور اوس گل خند انکا کرتا ہون تراب
دل مرا کھلتا ہی ایسا جیسے پھولے ہے کنول

۱۲

جو یہان بوئیگا تخم اوسکا وہان پائیگا پھل
نہ جہان ورا الجزا ہی یہ جہان ورا العمل

پختہ ہے لذتِ دنیا مین اہلِ دنیا یون
ہو جیسی طعمۂ مردار پر عقاب کا حال

تغیر ہوتی ہے ہر وقت میری کیفیت
جو دیکھتا ہون زمانے کے اضطراب کا حال

خدا شناس تو کل اللسان ہو آخر
جو گنگ ہو وہ کہے کیا کسی سے خواب کا حال

برائے نام وجود و عدم ہے عالم کا
ہو بحر دیکھ پڑا کھل گیا حباب کا حال

فنا کے ذکر مین ہے نیستی کی فکر مین ہے
نہ پوچھے ہمسے کوئی اندنون ترابؔ کا حال

۱۵

دیکھ تو غمسے تری ہے آج کیا بیرنگ دل
اے بت بیرحم ظالم بیمروت سنگدل

چین و آرام و خوشی سب اب کیونکر کو سون بھاگ جائے
دور ہو دلبر سے اپنے جب کئی فرسنگ دل

فعر ہے ان ہی وہ تو کیون چپ ہے نہین بلبل جواب
اے گل غنچہ دہن بلبل کو مت کر تنگ دل

گوش دل سے سنکے اک فریاد محزون دادے
نالۂ شبگیر سے ہے کیا ہی خوش آہنگ دل

ہمکو بدل کر کے دلبر اپنے گھر تنہا گیا
کاش لیجاتا وہ دلبر بھی سے اپنے سنگ دل

کیون ملامت کرتے ہو یارو نہین مجھ فائدہ
چھوڑ بیٹھا عاشقی مین سب حیا و ننگ دل

عقل اوسکے ہاتھ سے گھائل ہوئی ہاری پری
دشمن جانے ہے بر مین سخا جنگ دل

وہ تو ہی محراب ابرو مین کسیکے سر فرو
طاق پر کھدی نہ کیونکر دانش و فرہنگ دل

حال دل قاصد سے سنکر دلربا کہنے لگا
آپ تا ہی نہین کرتا ہے عذر لنگ دل

جسکو پیر نا توان کے غم سے کچھ پروا نہین
لگ گیا اوس طفل دلبر سے ہے مرا ضنگ دل

جب سے دیکھا ہے ترابؔ اوس شوخ متلوا لیکانگ
پا گیا اک رنگ مین سو جلوہ بیرنگ دل

ردیف لام یا ترابؔ

نوہ خنجر کا ہی زخمی وہ تلوار کا گھائل
صلوۃ اوسپہ وہ کیونکر ہو قرباں الیٰ عاشق پر

بجائے اشک چشم تر ہی اوسکے سامنے لوہو
نوالہ عشق کا ہی اوسکے آگے قوت لایموت

عبث کہتا ہی تو اوس سے نہ ہو غافل طالب
کہون کیا کس جرائی ہی وہ مجھسے خفا ہوگئی عاشق

لگا کہنے مین حال اپنا تو ہنسکے وہ ستمگر سے
کوئی فاضل ہوا تو کیا اوسے حاصل تو ہوگی عاشق

الٰہی خیر ہو اوسکی ہی وہ دل و آخر ہی ہے ظاہر
ترابؔ اوس بیوفا کے ہاتھ سے زائل ہوا دل

۱۵۸

دل

من کہ ہوں عاشق اوسکا جسکی مہ چہرہ ہی یار
اوسکو دیکھا ہی جسنے ہوگیا وہ بیخود

منہ مجھ تو اوسکے ملاقات کی ہی بیخود

دیوان شاہ تراب

ردیف لام

۱۸

دل ترا کچھ نہ ذرا دھیان ہوا
عشق مین کھو گیا تمام و کمال
ہجر کی آگ مین جلا ایسا
وصل کی ہی نہ کچھ امید رہی
کر دیا اوسنے پائمال

۱۹

حسن کی ہے تراب حسن پرستی تو عبث ہے
مین کیون نہ دوست رکھون حسن کو خدا نے جمیل

۲۰

ہے عجب احوال عاشق آج کل
بجز دو خواب ہے پیچین و کل
کون بیٹھے در پہ اوسکے منتظر
گھر سے جو آیا نہ باہر نکل
مجھ سے کیا کہتا ہے تو واعظ بجا
ناصحا گھر جا تو اپنے یا نے چل
اوسسے جب مینے کہی اپنی طلب
وہ ترے پنجہ خونریز کو نہ کیون سونپے
کہ دست بوسی ہی قاتل کی خونبہا ٹھیری
وہ کالے زلف کو اندھیری جو کہیے رات
وہ گوری منہ کو ندی ماہ سی کوئی نہ کہے
کہان وہ کاکل و عارض کہان یہ رات اور چاند
وہ اپنی خوبی پہ ہے یار و یہ نظیر و عدیل
ہم اوسکے بوسے کے سائل رہے کبھی نہ دیا
ہوگا ایسا کوئی الراجی بخیل

۲۱

دل ترا کچھ نہ ذرا دھیان ہوا
عشق مین کھو گیا تمام و کمال
ہجر کی آگ مین جلا ایسا
وصل کی ہی نہ کچھ امید رہی
کر دیا اوسنے پائمال

۲۲

وہ ترے پنجہ خونریز کو نہ کیون سونپے
کہ دست بوسی ہی قاتل کی خونبہا ٹھیری
وہ کالے زلف کو اندھیری جو کہیے رات
وہ گوری منہ کو ندی ماہ سی کوئی نہ کہے
کہان وہ کاکل و عارض کہان یہ رات اور چاند
وہ اپنی خوبی پہ ہے یار و یہ نظیر و عدیل
ہم اوسکے بوسے کے سائل رہے کبھی نہ دیا
ہوگا ایسا کوئی الراجی بخیل

۲۳

تراب حسن پرستی تو عبث ہے
مین کیون نہ دوست رکھون حسن کو خدا نے جمیل

۲۴

وہ گھر اپنے سدھارا بے تامل
جدائی کی قباحت کچھ نہ سمجھا
دعائین دون ملائین اوسکی لونگین
کہون کیا دیکھتے ہی زلف اوسکی
نہ پھیرو زاہدو اس طرف سے منہ
مین جلتا ہون نہ کہہ تجھپر ہوئی رات
کیا اوس شوخ پر قربان سینے
مشیخت مین ملامت کا طریقہ

کیا ہم سے کنارا بے تامل
مجھے اس غم سے مارا بے تامل
جو پھر آئے وہ پیارا بے تامل
گیا پھنس دل بچارا بے تامل
کرو اوسکا نظارا بے تامل
جو دل اوس سے ہارا بے تامل
حیا و ننگ سارا بے تامل
ہوا ابتو گوارا بے تامل

۲۵

تراب اوسکو اگر پروانہ بھی کچھ سمجھے
لیا کیون دل ہمارا بے تامل

۲۶

لیگیا یار گنج دولت و مال
سلطنت سے لیکے بینوائی دی
وہ گیا مجھکو اک جھڑی رومال
یار کیا کہیے تم سے اسکا حال

لال لب پان کی لالی غضب — وصف مین اوسکے زبان ہوتی ہی لال
سبز پوشاک اوسپہ دیتی ہے بہار — چاہیے سرسبز سرو نونہال
مسکرانے پر کرے اوسکے جو دھیان — دو ہو خاطر سے سب رنج و ملال
کان کا بالا ہے دیکھنا — چاند کے ہالے کو دی ہے گوشمال
کیا سنہرا رنگ ہی کیا روپ ہے — کیجیے اوس پر تصدق جان و مال
چاند اوسکے منہ کے اگے گھٹ گیا — ابرو قسمدار ہین رشک ہلال
آسمان پر لے اوڑے زہرہ اوسے — اک قدم پاوے اگر باہر نکال
دل مین میرے بس گیا کیا جان کے — برق کا اک جا ٹھہرنا تھا محال
آنکھ شرمیلی کہان وحشی کہان — یہ حیا پاوے کہان چشم غزال
پاے تا سر ناز ہے انداز ہے — عالم بالا کا کچھ پوچھو نہ حال
قد بالا کی بلائین لیجیے — اوس کا بالا پن ہے مجنون پہ وبال
کیا قد بالا ہے اوسکا خوش نما — حسن بالائی پہ کیجیے احتمال
سرو کو اوس سے جو کچھ تشبیہ دون — اب ہی بڑھ جاے خوشی سے مونہال
کبکسا اوسکے پانون پر دھرنا ہی سر — اوس سے اگے بڑھ چلے کسکی مجال
خوش خرامی پر مین جسکی سب فدا — مجھکو خوش لگتی ہی اوسکی ٹیڑھی چال
وہ حیا و تمکنت سے ہے بھرا — اوس سے نکلے کسطرح شوخی کی تال
ہر قدم اوسکا سبک پڑتا ہے یون — جسطرح ہو آمد و رفت خیال
کیا نزاکت سے لچک جاتا ہے واہ — جسطرح جسسے سیف کی دمنی ہی ڈال

ردیف لام

پیادی باتین اوسکی جنکی ہین یاد — بھول جاتا ہون مین اپنا قیل و قال
حرف کوئی پہ مت اوسکا کرو — ہے مرا تکیہ وہی بہتر بہ حال
کہہ دو اوس سے دل و بالا ہو ترا — منہ سے آواز بلند اکمن نکال
دل اگر وہ نوجوان لیوے بزور — کیا کرے صاحب دل پیرانسال
آئینہ مین اوسکے صورت دیکھلو — مت کرے مجھسے کوئی ایسی مثال

سنگ یہ تقریر میری سنکے بولا — کہہ گیا باون مین جواب ہر سوال
مصحفی اوسکی مین دیتا ہون داد — پر نظر آیا جسے یوسف کا بال

ردیف میم

جسنے ڈالا دلمین پھندا عشق کا — حسن کو اوسکے نہو یارب زوال
جسکی الفت مانگتا ہے منجھسے وہ — دے وہی اپنی محبت ہمین ڈال
خورد و عثمان کی رہے سنگت ہمان — خوش رہے دنیا مین با ابن عیال
تا مور مہرہ ور ہو مال سے — جسطرف باوے وہ اوسکا دال
سرخرو گر پیر سے اپنے رہے — ہو وے مقبول جناب لایزال
ہو مدد پر اوسکے پیر دستگیر — پاوے اونسے ہے جو کچھ اوسکا سوال
دے یہ گدڑی پوش کیا اوسکو دعا — سر پہ ہے جسکے پڑا شالی دوال
دم قدم اوسکا ہمارے ساتھ ہو — گذرے اچھی طرح اوسکا مادوال
مین حقیقت مین نہین صورت پرست — دیکھتا ہون سب کہین حق جمال

رند ہون بگڑا قلندر ہون **تراب**
یار و تم سیکھو نہ میری چال ڈھال

طفل نادانکو عبث مینے دیا اپنا دل — اوسکو دل دیکے ہوا مین تو بہت جیمین خجل
پیار کیا کیجے اوسکو نہو کچھ جسکو تمیز — سوتی لڑکیکا جو منہ چومے کوئی کیا حاصل
اوسنے ہمکو نہ کبھی خسکے برابر جانا — پیر من سن کی مثل بھی نہوئی اوسے دس مخمل
ہے میرے ہاتھ مین کر اوسکی کرون جو چاہون — لاج اگر بانہہ رکھو کی نہ کرون تو مشکل
آن بان اپنے سے ہے دور کر بھولوان اوسکو — ہے جو ہر آن گمہانی سے میری غافل
مجلس غیر کا وہ شمع بنا کیا کہنے — ہجر سے جسکی ہے تاریک ہماری محفل
آپسے کون سہے داغ جدا کی **تراب** — عشق کی راہ مین سب سے کڑی ہے منزل

سیکڑون پر مردہ خاطر جی اٹھے
لب ہی تیرے سنکے اک آواز سم

نعل در آتش ہو ڈورے دور سے
دیکھکر عاشق ترے گھوڑے کی سم

چاہیے مسنون کو سجدہ شکر کا
سر فرود ے کیون نمودِ یار ہی جسم

جیتے بلبل سکے سن کو کو ذکر
یا نسے اور اے فاختہ تو کی زم

۴ عید ہے شوال مین کرتے ترآب
گر نہو تا ہجر کا ماہِ دہم

نہین ہجر مین خلد و نرج سے کم
رہے جسپہ یار و خدا کا کرم

توجہ کرے خود بخود جسپہ یار
نصیبے کی اوسکے مین کھاؤن قسم

مرے سامنے غیر کا اوسکا لطف
غضب ہے بلا ہے جفا ہے ستم

سدا دل مین رہتی ہی فکر بتان
ہوا کعبہ اللہ بیت الصنم

خدا دین و ایمان قائم رکھے
نہین ہمکو دنیا کے جانے کا غم

۵ ترآب اپنا احوال جانی ہے خوب
نہ تم اوس سے واقف ہو بارہ نہ ہم

ہوا جو کوئی محو ذات قدم
نہین اوسپہ لگتا وجود قدم

وہ کب آنکھ اوٹھاتا ہی ادھر اودھر
جو رکھتا ہی ہر دم نظر بر قدم

کل اک بیوفا نے بھلاوے صل کا
کیا مجھسے وعدہ دیا مجھکو دم

نہ آیا کئی انتظاری مین رات
سر شام سے لیکے تا صبحدم

جاتے ہین سنو اے کہ ظرفی ہی تجھ ہی کیطرف
پیر مغ کو دیکھو کیسے جا ہی خالی کرتے ہم

۸
مرغ یا ہو کر رہا ہے صاف ذکر ہو تراب
کوکتی ہے کو کو اندھی فاختہ اُلّو کی دم

تمہین ہر ظرف ہو جدھر جائین ہم
خفا ہو کے تم سے کدھر جائین ہم

نہین کچھ مزا یا رہن زندگی مین
یہی جی مین آتا ہے مر جائین ہم

نہ دیکھے کوئی اوسکے کوچے مین ہمکو
اگر جون نسیم سحر جائین ہم

ہمارے ہی بیٹھے سے اوٹھ جاتے ہو تم
نہ بیٹھین کہو اپنے گھر جائین ہم

تراب اوس پری کا جہان نت گذرے
نہ دے کبھی وان اگر جا ہین ہم

۹
وہ شاہباز ہوا پر رکھے دلیر قدم
ہوائے نفس کو اپنے کرے جو زیر قدم

یہ نفس تازی کہ چالاک اپنی کام مین ہے
خدا کی کام مین ہی سخت سست زیر قدم

زمین پہ پانون نہ رکھون مین عرش پر جاؤن
رکھے جو سر پہ مرے وہ خدا کا شیر قدم

عزیز جسکے قدم کی ہی خاک سرمہ چشم
کوئی لے آوے مری طرف اوسکا پھیر قدم

ہوا ہی پیر پرستی سرفراز جو شخص
وہی کو ملتے ہین لوگ گھیر گھیر قدم

مگر گدی کا وہان دخل کیا جہان مین شاہ
رکھے ہے شیر کے رستے مین کوئی ہیٹھیر قدم

جو نفس و حلق سے نکلے سو حق ہی بجا دے
رہ وصول تو ہی سالکون کو ہے پھیر قدم

طریق فقر کا آسان نہین کٹھن ہی بہت
رکھے نڈر ہو نہ کوئی بر سر مُنڈ پر قدم

ولی تو ہو ہی قدم پر کسی نبی کی ضرور
تراب کاش ہوا اپنی پد رکا زیر قدم

پسینے مین تری تسبیح کی بو ہے — تجھے سب گلبدن کہنا مسلّم
کوئی دیکھے تری پوشاک کی سیر — لباس حسن کا ہے اور ی عالم
تجھے اللہ نے دولھا بنایا — ہے شادی مین تری شادمان ہم
مین کر لال رنگا رنگ بورے — نئی چھب اپنی دکھلا ہمکو ہر دم
ترابؔ ابسا نہ بھولا جان مجھکو — مین تیرے روپ سے ہون جو محرم

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مپوش
کہ من آدم جلوۂ قدے شناسم

۱۱۳

برہمن تیرے جنیو دین کعبی بیکانی کو ہم — پان وین کھانی کو راہی گالیان کھانے کو ہم
زلف وال اپنا نہ کھلا مرغ دل کو مت پھنسا — کیا نہین بہتیرے ہین دام اور دانی کو ہم
اے جنون تو نی ادھر افیس کا گھر جسطرح — عشق مین آباد کر دیتی ہین مرزا کو ہم
باندھ کی دلکو مرے زنجیر کاکل مین نگہ — کیجیے کیونکر مقید ایسے دیوانے کو ہم
محتسب ادھر قدم لینا سمجھکی اگھری — سر پہ توڑینگی تری شیشے اور ہانی کو ہم
بت پرستی بھی رہی خالی از حکمت نہین — ایکدن مسجد بنا دینگی بتخانے کو ہم
وہ تو ناگن کیطرح ڈستی ہے اور کھاتی ہی بل — زلف پیچان پر لگا دین گسطرح شانی کو ہم
ہمسے پیچھے جو یہان آئے تھے وہ آگے گئے — رہگئے یان سب سے پیچھے ہاے مرجانی کو ہم

سوز پروانے پہ دیکھا شمع کو روتی ترابؔ
شمع پر رونا نیا یا ایک پروانے کو ہم

۱۱۴

جان نے پر سبھی مین عاشق نا چار گم — سر مہری سے تری ہے موت کی بازار گرم

ردیف میم
جھلا جاتی ہین انکھین کرا دے ترابؔ
مہربانی کہین ہے وہ ہری
۱۱۵
دل
ہین بھونکر بھلا دوں
ہوے بہر شاہ جب
اودھر بھی عشق
خدا معلوم عاشق
ہوا تھا گرچہ محمود
آواز اوس کا دیکھ کر تا تھا
بی کنتا تھا مولی سے ہمیشہ
بیان صاحب کی تم اور بجا ہم
ترابؔ اوتی بنا دو نا کا
دل
سے کیا ہم
۱۱۶
ساقیا بھر کے پلا دی
دل اوس کا بھی
ہوا کم

دیوان شاہ تراب

ردیف میم

غزل

شب باش چمن میں ہو پری چاند سا ہم
شبنم کے مثال رو پڑے ہیں ہم
مرکے بھی دعا و گالی منت دو
محفل ہے تمھاری لے چلے ہم
گالی ہے ترا جواب بوسہ
بس زیادہ نہ پوچھ کیا دیا ہم
پھر تو رہنا تری بلا سے

غزل

دنیا میں ہے کون ہم سا تنہا
ہم سا بھی کوئی ہے بے تمنا
ہم سا بھی کوئی ہے بے تمنا
ہم سا بھی کوئی ہے بے تمنا

غزل

ذکر کرتے ہی ترا گیر تے ہیں مجھکو قسب
لینے پایا نہ کبھی منہ سے ترا نام تمام
ہائے کل بھی وہ نہ آیا نہ گیا وعدہ وفا
انتظاری ہی رہی بیعت تا شام
رنگ و بو کو تری کوئی ایک نہیں لگتا ہے
چمن و ہر کے دیکھے ہیں من کلفام تمام
برہمن پوجتے ہیں شیخ تجھے مانتے ہیں
زلف و رخ ہے تری کفر اور اسلام تمام
عاشقو نکو تری للکنت کی ادا نے مارا
نہ سنا لب سے کسی نے ترے دشنام تمام
رات کو ٹھی پہ ذرا بیٹھ کہ وہ چھا تھا ہیں
ہو گیا مطلع انوار لب بام تمام

اک سخن سنتے ہی قاصد سے کہا یار نے بس
بھر ترا اب اوس سے کہنے کو ہے پیغام تمام

غزل

دشمن کفر ہو مدعی اسلام کے ہم
عاشقی میں نرے ہائے کسی کام کے ہم
کسطرح اوس بت کافر کو خدا مند کریں
دل دیا تو بھی بھلا بھی وہ دلارام کی ہم
مو بمو پھنس گئے مشکل ہے رہائی اوس سے
بیطرح قید ہوئے زلف سیہ فام کی ہم
سامنے اپنی ہمیں غیر سے گالی نہ دلا
کیا ترے منہ سے نہیں لائق دشنام کی ہم
ساقیا خوب چھکے ہو گئے سب مست الست
رہگئی تشنہ تری دور میں اک جام کی ہم
ذکر میں تیرے حلاوت ہے عجب نام خدا
تو ہے نت ورد زبان صبح تری نام کی ہم

اب بھی گر دھیان لگا اوس سے غنیمت ہے تراب
صبح گر پہونچے بھلا بھولی ہوئی شام کے ہم

غزل

گو ترے مکھ سے ہے غرض زلف سیہ فام سے کام
عاشقی میں ہے یہی صبح و مسا شام سے کام
میں تو واں جا سکوں وہ نہ یہاں آ سکے
رہگیا اب فقط نامہ و پیغام سے کام

اوسنے آغاز جوانی مین لیا میرا دل
دیکھیے یارب اس آغاز کا کیا ہو انجام

کبھی معشوق تراب آپ نہ تو بن بیٹھا
عشق بازی مین گئی عمر تری ہا ہی تمام

۲۱

آرہا اشک سحاب دیدۂ نمناک مین دم
کردیا ہجر نے کیا کیا نہ مرا ناک مین دم

ہدف سوے عشق نے میرا تو جگر ٹک سے کیا
کلیجے مین غم سے کھون سینہ صد چاک مین دم

زلف مین پھنسکے نہین ہوش گیا دل کا
رہگیا ٹوٹ کے پنجہ کا فتراک مین دم

وہ مری خاک سی کل جھاڑ کے دامن اوٹھا
ملگیا ہاے اوسیدم سی مرا خاک مین دم

شوخ چنچل نے جو مین ہاتھ مین لی اسکی عنان
ہوگیا اوسی گھڑی توسن چالاک مین دم

باغبان شاخ ہری کاٹ نہ انگور کی مت
خون ٹپکے ہے نہین حسرت ناکام کی ہے ناک مین دم

کٹ پڑی ہے اوسکی زبان نیچے جو بیٹھے
بیدلون کا ہی تری خنجر سفاک مین دم

صبحدم آوی عیادت کو لیے وہ شاید
لگ رہا عاشق بیدم کا اسی تاک مین دم

۲۲

کیون نہ ہر دم رہون قدمونکے تلے اوسکے ترآب
بس گیا اب تو اوسکے قدم پاک مین دم

بہ جسکے حسن کا پھیلا ہی جگمین نام تمام
کیا ہی عشق نے اوسکے مرا تو کام تمام

خدا کرے نہ کوئی چار چشم اوسکے ہو
کہ اسکی نظر مین وہ کرتا ہی قتل عام تمام

وہ رات کہہ کے گیا تھا کہ صبح اونگا
مین انتظار رہا صبح تا بہ شام تمام

گیا جو سامنے اوسکے سو ہوگیا آخر
نہ کہہ سکا کوئی اوس سی مرا پیام تمام

یہ تھوڑی عقل نے ساقی مجھے خراب کیا
تو بھر کے دی مجھے اک روز می سی جام تمام

نام و نشان جسکا کسی سے بیان نہو
۲۵ آخر **تراب** کو ہے اوسی کی نشانی سے کام

دردمند اوسکی ہی جو اونکو دوا سے کیا کام
ہین وہ دشنام طلب اونکو دعا سے کیا کام

یار وادس بت کو دلاؤ نہ خدا کی سوگند
ہی وہ مغرور نجو اوسکو خدا سے کیا کام

کرتے ہو وعدہ خلافی کا عبث اوسکی گلہ
وہ وفادار نہین اوسکو وفا سے کیا کام

گر وہ گستاخ ہو عاشق سے تو اے مانو
شوخ چشمون کو بھلا شرم و حیا سے کیا کام

بنکو خوش لگتی ہی ظاہر مین فقط صورت خوب
بے حقیقت ہین اونھین ناز و ادا سے کیا کام

وہ تو کہتا ہی بلا سے مری مر جائی کوئی
عشق مین اوسکو مری رنج و بلا سے کیا کام

بارہا عشق مین مر مر کے جیا ہی جو **تراب**
۲۶ اب وہ مرنے کا نہین اوسکو قضا سے کیا کام

کرتا ہی مجھپہ جھپٹ وہ پرو نگاہ کرم
سنہ سے مری نکلتی ہی جسوقت آہ گرم

جلجا دی بلہوس نرکھے اک قدم یہان
از بسکہ ہی یہ عشق و محبت کی راہ گرم

گرمی سی عشق کی نہ کوئی منہ سکوڑ لے
کرتی ہے سرد دلکو جہانسے یہ چاہ گرم

غم کی طپش سے یون ہی مرا جسم و بال بال
جسطرح جیٹھ مین ہو زمین و گیا گرم

مین سر پہ تیری ہاتھ قسم کے لیے دھرا
ہوتا ہی کیا سمجھکے تو اے کجکلاہ گرم

روتی ہین اہل درد و مری سرد آہ پر
بھاتی نہین مجھے یہ تری واہ واہ گرم

جا گھر کو دل لگی نہ بہت کر **تراب** سے
کرتا ہے کہون فقیر کا دل خواہ خواہ گرم

حسن لیلی ہی گر آپ سی کوئی باتمین کم
عشق مین ہمتو نہین وسعت سے کچھ ذاتمین کم

نکھ ساقی سے لگی منہ سی لگی دختر رز
ہمسا متوالا کوئی ہوگا خرابات مین کم

مجھکو دشنام رقیبون کو عطا کر انعام
نہین پڑتی کا مین اور رونسی عنایات مین کم

میرے آنسو نہ نظر کرکے نجا کھدیدو در
گھر سے نکلے ہی کوئی شدت برسات مین کم

ہجر کا خوف مجھے آٹھ پہر رہتا ہے
نہین ہنسا ہی کسیوقت یہ نرات مین کم

خوش ہون گر مجھ سی ملادی کوئی اسکو دن
غم جو برسون کا کری ایک ملاقات مین کم

بہت کسواسطی ہم سامنے اونکی جھکتے
جھکتے ہین ہمسے جو تعظیم و مدارات مین کم

معرفت اہل ملامت کی بہت مشکل ہے
مشتہر ہوتی ہین بے کشف و کرامات مین کم

پھر تو کیا غرق ہوا یار کی سمر تین تراب
اندنون رہتی ہی تسبیح ترے ہات مین کم

ردیف نون

یار کو دیکھی جسدن سے وہی اچھا دن
ہجر مین جسکا حال ہو آج مو کل دسرو دن

وعدہ جو صبح کا کری جاوہ پھری شب بھر
کیا نہ عاشق لائی باتی رہی جیسے تھوڑا دن

دن تو ہوا خاکستر جلکے ایک نظر مین
دیکھے کیا ہوا گی چلکے عشق کا ہی پہلا دن

جب سے مین دیکھی اوسکی جھلک گردن مین مسلسل
صبح سی لیکر شام تلک پھرتی کہتی ہاں دن

دیکھکے اوسکے منکا سنگار لکھی بھی ریف کی تار
بھول گیا سب سیل و نہا کیسے رات کٹا دن

چھوٹی پھری یہ ریف پہ خوبی مسلسل ہو کی ہی
دورہ شمسی ہو یا قمری رات بری ہی چھوٹا دن

مجھکو تراب پھر اوسنی منایا عید کے روز مری گھر آیا
پیار کیا چھاتی سے لگایا اسکو ملے ہی ایسا دن

دو عالم سے نرالی خسار کا عالم ہے نور افگن
پڑی جیسے مسلمان ایک ہندو کے گھر میں

کسے جرأت ہے جو آنکھیں لڑائے یار سے تیرے
اولٹ دیتا ہے صف کی صف وہ اک چتون کا تیور میں

چنیں ماغبان صیاد کو آنے نہ دے ہرگز
خلل پڑجائیگا پھر عندلیبوں کی بسر میں

ترابؔ دس لاکھ تیں سے بڑا ہے ضابطہ جسکو
وہ کب غفلت سے پڑتا ہے تعین کے بکھیڑے میں

ادھر وہ ظالم و سفاک لب تلوار بیٹھی ہیں
ادھر ہم سر جھکائے ناتوان ہمار بیٹھی ہیں

کمر پھر اوسنے باندھی ہے بسم اللہ
کہ جی دینے پہ ہم مستعد تیار بیٹھے ہیں

ہوئی آخر کو وہ دیوانہ اوٹھی لیکے کچھ سودا
دکان پر بار کی میری کوئی بیکار بیٹھی ہیں

کریں کس کس سے جھگڑا ہم لکھیں کس کس کا شکوہ ہم
سبھی مجلس میں اوسکی اپنے برہم کار بیٹھی ہیں

رقیب اوسکی حضور ہم ہوں اتنی دور کیا کیجے
جہاں اوسنے بٹھایا ہے وہیں لاچار بیٹھی ہیں

کدھر ہوتے وہ متوجہ کہ مژہ آنکھیں ملا دی وہ
کہ چاروں طرف اوسکی طالب دیدار بیٹھی ہیں

تنا ہے مجھ سے اے بلبل یہاں آ بیٹھ کل وہ گل
چمن میں اسلیے پوشیدہ ہم جوں خار بیٹھی ہیں

ترابؔ اوس بت کے کہدینا سمجھ کے یاں قدم رکھے
یہاں سکتے برہمن تو رکھے زنار بیٹھے ہیں

کیا بتاؤں کہاں میں جاتا ہوں
تو جہاں ہو وہاں میں جاتا ہوں

غیر سے یہ کہا نہیں جاتا
یار کے پاس ہاں میں جاتا ہوں

لوگ دیوانہ جان کے مجھکو
چھیڑتے ہیں جہاں میں جاتا ہوں

باغ پھولا چمن میں آئی بہار
پھر سو بوستان میں جاتا ہوں

ہمارے یار سی دشمن نے کیا طاعت برائی کی
کہ خود دشمن سی اپنی خانماں ویرانی ہے دشمن

کرم ہے جو پہ ہے اسکا وہ پیارا ہے فقیرون کا
حسد ہے اوسکی اپنی چل مواجیران ہے دشمن

چمن مین دوستی گل کی ہوئی جانسوز بلبل کی
کہ لالے نے لگائی آگ نامرمان ہے دشمن

نہین کہتا ہے وہ ہمدرد تیری غمگسار ہی اب
کرون اوسکی مین کیا دادا دلون کی ہے دشمن

بدولت یار کی مینے اوٹھایا درد غم اتنا
جسے مین دوست کہتا تھا وہی ہرجائی ہے دشمن

تراب اوسنے مرا دل لیکے کیا آنکھین چرائی ہین
عجب آیا اوسے شرمندہ احسان ہے دشمن

کیا ملا اوسکی آشنائی مین
عمر آخر ہوئی جدائی مین

راہ و رسم وفا وہ کیا جانے
منتخب ہو جو بیوفائی مین

کج خرامی روش ہے خوبون کی
خوشنمائی ہے کج ادائی مین

خار و خس چبھتے ہین اوسکے قدم
خوش ہے مجنون برہنہ پائی مین

بطرح رخ پہ عکس زلف پڑی
تیرگی چھائی روشنائی مین

شاہ ہوتے ہین پابوس گدا
ہے عجب سلطنت گدائی مین

ناحق اوس بت کی دوستی مین **تراب**
لگ گیا داغ پارسائی مین

آہستہ طائر شکرین پیار کی باتین
کس منہ سی بیان کیجیے اوس یار کی باتین

کیا چین بجبین ہو کی مجھے آنکھ دکھائی
کی مینے جو اک نرگس سرسار کی باتین

ہنس دی ہے وہ اور منہ سی نہین کچھ بھی کہی ہے
یوسف کیطرح سنکے خریدار کی باتین

کہے کون اوس سے مگر سی تنگ ہر کل گھر کی
وگرنہ ہجر مین تیرے ہزار دن جان جاتی ہین

۱۳ سبھی کہتے ہین اوس سے سب **تراب** اتا ہی لو پھر اب
ہم اوسکے پاس جسدم جسکھڑی جیسی ان جاتی ہین

پین مین کسکی خاموشی نذی مین آج دیکھیان
تکے ہی کسکے منہ کو گل نہین کیون کھیان

بھلا کیونکر نجات اوسکی مدیر اب
دوانے دلکو میرے بھاتی ہین

چمن مین یار کل آیا لگائی مہندی تھوین
گلون نے رنگ حسرت سے ہتیلی

مذم دی سہوا ہی جھونٹی پہ آبدیدی مین بیچ
وگرنہ کیون لگی

۱۴ **تراب** اب کیون نہو جل تجھ پہ پروانہ تری
ہزارون شمع مجلس مین تری آگی

گلی مین اوسکے لڑیان موجہ تیغ کی ہین نہین پیان
ہوئی ہین فرش راہ اوسکی ہاہی شنگ کی لڑیان

بجز کافر پرستی اور کچھ بھاتی نہین دلکو
بتونکی صورتین یارب اوسی سے نظر لڑیان

دکھائی یار نے جب تیغ ابرو اپنی آنکھونکو
پلک ماری نشوخی سے تنک بھی دی نہین لڑیان

جھکے جاتی ہین ماری نازکی کی گلکر خان ہر دم
نہین بیقید خوبان ہین نزاکت کی گلجھڑیان

تراب آنکھون پہ دلکی بیطرح یہ زخم آبیٹھا
۱۵ نہین معلوم کسکی چشم خونخوار نے جا لڑیان

صید ہو بندہ جائیگا اکدن کسی فتراک مین
ایکدل ہی بر مین سیکڑون ہین لبرناک مین

کیا ملاجون شیشہ صید مین دل صید چاک ہے
یار کی شکلین نظر پڑتی ہین ہر ہر چاک مین

اوس منزہ کو کوئی مدرک کہے کیا جانکے
جو نہین آتا کسکی فہم اور ادراک مین

داغ دل دیکھکے وہ کہتا ہے — یہ تو میرے چمن کے لالے ہین
وہ تو فتنہ ہے دین و ایمان کا — کسکو اوس برہمن کے لالے ہین
گرچہ وہ راہزن ہے دلکا **تراب** — ہمکو اوس راہزن کے لالے ہین

وہی بیل ہے کہین وہی دلارام کہین — وہی پربت کہین ہے وہی گلفام کہین
ہم دل و جان بندے ہین اوسکے ولی — جسکو رحمن کہین کہتے ہین اور رام کہین
اول و آخر اسے کیون نہ سمجھے یارو — وہی آغاز کہین ہے وہی انجام کہین
نیک و بد اور کسی کہتے ہین ہین سب کچھ — ہین ہین نیک کہین اور ہین بد نام کہین

پیچ کی بات ہے یہ کون سمجھتا ہے **تراب**
اپنی ہم صید ہوئے آپی ہوے دام کہین

۱۹

پا وہی کسطرح سے عاشق کا دل آرام کہین — خود ہو بیچین اگر اوسکا دلارام کہین
گل و شمشاد سے پھر بلبل و قمری نہ ملے — باغ مین جا ہی جو وہ سرو گل اندام کہین
بو ہی گل سے یہ مہکنے نہین آتی ہے صبا — لیے جاتا ہی کوئی یار کا پیغام کہین
مت بہت گرمی سے رندون کی طرف جایا کر — محتسب دیکھ نہو جاوے تجھے سرسام کہین
آج میخانے مین دیکھا تو ہے کچھ اور ہی رنگ — ساقی ہی لوٹ کہین بادہ کہین جام کہین
بیقراری سے تراب اب کجا نہین عاشق کا قرار — دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

سو دعا دیون **تراب** اوسکے عوض یار کو ہم
وہ اگر دیوے ہمین ایک بھی دشنام کہین

۲۰

کبھی وہ طوق پہنے ہے کبھی پہنے ہے زنجیرین — رسا ہین دل پھنسانے مین سب اوسکی حسن چینون

ردیف نون

ولی

دیوان بخا و تراب

ناتھ رہتا ہے وہ رہون مین جہان
الفت اوسکی تو چھوڑتی ہی نہین
دور اوس سے رہون مین کیسے جہان
ہجر مین یون کوئی جیتا تو کب
خاک میری بہان ہے جان و جہان
دل مرا کل کیطرح کھلتا ہے
ہے جو وہ نخوت و غمان
دیوے پیل کو کیا **تراب** فقیر
دل تمنا ای سودائی ہے یار کے

ردیف نون

ننگی تلوار بھوون کی وہ دکھاتا ہی مجھے	داغ سر دل کے اگر لیکے سپر جاتا ہون
ہو غضب گرد ہ کمان کھینچ کی رخ پھیرے ادھر	جسکو مین چین جبین دیکھکے ڈر جاتا ہون
تیغ تو بہر خدا جاکے خدا گنج مین بیٹھ	مین تو اک بت کی لیے رام نگر جاتا ہون
یا الٰہی نہ مجھے خوبون سی پھر کام پڑے	ملکے سولون سی مین جنجال مین پڑ جاتا ہون
عشق نی شہر مین ایسا مجھے بدنام کیا	چھیڑتی ہین مجھے ہر ایک جدھر جاتا ہون
کہتے ہین لوگ کہ اتنا نہین برسات گئی	جسطرف لیکے مین ہو بدہ نہ جاتا ہون

۲۳ پھر انا الحق ہی نکلتا ہی مرے منہ سی **تراب**
جسکو میں اپنی خودی سی مین گذر جاتا ہون

مین اوسکے ترک عشق کی تدبیر کیا کرون	دیوانہ مجھکو کرتی ہی تقدیر کیا کرون
دن رات آہ کرتے گذرتی ہی عشق مین	اک آہ مین مری نہین تاثیر کیا کرون
مجھکو شکار کرکے تو کہتا ہی کہون نہ حرف	دلکو ترے بناکی مین نخچیر کیا کرون
پیارے تیری باتون نے مجھکو کیا ہی غش	کاغذ پہ لکھکے مین تری تصویر کیا کرون
مجھکو ہوس ہی یار کی پاؤنگی خاک کی	لیکر مہو سونسی مین اکسیر کیا کرون
یار و جہان مجھے نظر آتا ہے خواب سب	اس خواب کو مین کیا کہون تعبیر کیا کرون

۲۴ بھاتی ہے مجھکو درد **تراب** اک جوان کے
اسکی دوا بتا مجھے اے پیر کیا کرون

سوز درون کے اپنے مین تحریر کیا کرون	طاقت نہین بیانکی تقریر کیا کرون
اوس دلربا کی ناز نے بیدل کیا مجھے	دلگیا ہی تسیہ سے دلگیر کیا کرون

کھیو قاتل سے کبتلک لڑ سے | زیادہ طاقت نہین یہ بسمل مین

اگے وہ کیا سفر کریگا تراب
تھک گیا ہے جو پہلی منزل مین

۲۷

عشق تیری ہاتمہ سی جو شہ و دلریش ہین | اونکو چاہی سو کہو دی بیخود و بیخویش ہین
بدوہی ہین آپ کو جو جانتی ہین سب سے نیک | آپکو جو سب سے کم پوجھین وہ سب سے بیش ہین
دوستو اب کسطرح اپنا گذارا ہو وہان | اوسکی مجلس مین تو دشمن بھی پروسی پیش ہین
دشمنونکی میٹھی باتون پر نہ کیجے اعتماد | شہد کی مکھی ہین کیونکر کہون بے نیش ہین
رات دن جمع خواب و خورمین کرتی ہین اوقات صرف | آدمی اونکو نہ کہئے وہ تو گاؤمیش ہین
منکر اونکی آنکھ مین گو بیقدر مین صوفیہ | قدر اونکی اونسے پوچھو جو ارادت کیش ہین

کام درویشی کا ہمسے کچھ نہ بن ایا تراب
اس لباسی فقر مین کہنے کو ہم درویش ہین

۲۸

خدا نے جنکو خوبی دی وہ برقع منہ پہ دالے ہین | کمال اپنا چھپائین کیون جو اللہ والے ہین
وہ کہہ ہی منکر فقر از بلنسے اپنی یہ کلمہ | کہ درویش اس زمانیکے مری سب دیکھے بھالے ہین
نوا رباب ملامت کی حیا سے کیا واقف | بغل مین جنکے شیشے اور ہاتھون مین پیالے ہین
تو کیا جانے کسے مجذوب کہتے ہین کسے مجنون | کہان اندھی کو سوجھی ہی یہ گوری ہین کالی ہین
ولی کو جز ولی ہرگز نہین پہچانتا کوئی | جو بندے خاص ہین جنکی وہ دنیا سے نرالے ہین
ہزارون اونکا یا مکتوم و صدہا اہل خدمت مین | اونھین سے خیر و برکت ہی سی دنیا شبھالے ہین
چپے رہتے ہین سب سے اہل خدمت اونسی برکت ہے | بنے ہین جو ہدایت کے لیے وے سرنکالے ہین

اور سکی صحبت مین جو جس سے ہدایت پاوے — حیف ہین اوباش بہت لائق صحبت کم ہین
پاک یہان خواہش دنیا سی سراسیمہ ہے — خالی از آرزوے دولت وحشمت کم ہین
جنکو وسعت ہی وہ تنگی سی بسر کرتے ہین — اہل دولت ہین بہت اہل سخاوت کم ہین
سکھ کے سب ساتھی ہین دکھ کا تو نہین کوئی شریک — یار راحت ہین بہت یار مصیبت کم ہین
کیا کسی سے کوئی اسوقت مین رکھے امید — بیمروت ہین بہت اہل مروت کم ہین
کوچۂ یار مین عشاق ہین بسوا جیسے — خلق مین ایسے بھی بسواے فضیحت کم ہین

اہل حق اگلے زمانے مین ہزارون تھے تراب
اس زمانے مین خدا والے نہایت کم ہین

سوا تری نہین لگتا کسی سے الفت ہون — ہوا مین خلق مین کسوا تری بد دلت ہون
مین کسطرح کہون دل پر مرے نہین اب سیب — کہ مبتلاے پریزاد سرو قامت ہون
وہ وعدہ وصل کا دور و دراز کرتا ہے — مین اوسکے وصل کا مشتاق تا قیامت ہون
تو جسطرح سکا ہے مین خوب جانتا ہون مجھے — نہ کہہ مین دشمن جانون بلا ہون الفت ہون
نہ دل لگی کرد ہند و بچون سے بہر خدا — مین اپنے یار دن سے کرتا ہی نصیحت ہون
وہ دل لوٹ کر کرتے ہین دین کو غارت — مین اوسی سے ہوا ایسطرح فضیحت ہون
رقیب مجھکو ستاتا ہی بار بار یہ کیا — کہ اپنے یار کا مین مورد عنایت ہون
تو اپنے لطف و کرم سے نہ رکھ مجھے محروم — کہ اشنا ہون ترا واجب الرعایت ہون

نہو گی مجھ سے کسی اور کی ہوا خواہی
فقط ترابؔ سے مین طالب محبت ہون

گر ہی مکھڑ لیے اوٹھا زلف کو پیارے نہ کہین
دل زخمی کو مری چاندنی مارے نہ کہین

جی سے مت چاہو کسی شخص کو گھائل کرنا
چوٹ نگجائی میان دلپہ تمھارے نہ کہین

کون کہتا ہے تجھے شہر مین بدنام کیا
ڈر سی تیرے گئے عاشق تو بچارے نہ کہین

یار شاطر نہ بہت خوبون سے ہو ڈرتا ہون
عشقبازی مین تو دل آپکو ہارے نہ کہین

یار و دیوانہ بناؤ نہ مرے دل کو تم
بیڑیان پانو مین کوئی ڈالی ہمارے نہ کہین

ڈوب جانے کا سدا خوف و خطر رہتا ہی
گھر بناوے کوئی دریا کے کنارے نہ کہین

اس لیے یار سے ملنے نہین دیتا ہون اوسے
مدعی میری بنی بات بگاڑے نہ کہین

سامنے یار کے اسواسطے رہتا ہون کھڑا
غیر کا نام نسے منہ سی پکارے نہ کہین

گھر تو لایا ہون تراب اوسکو یہ دھڑکا ہی مجھے
پھر خفا ہو کے گھر اپنے وہ سدھارے نہ کہین

ردیف نون

یارو گورے مکھ پہ اوسکے زلف لب گیری نہین
چاندنی نکلی ہی دیکھو رات اندھیری نہین

یار کے آگے پلک میری نہین لگتی کبھی
دیدۂ مشتاق کو دیدار سے سیری نہین

دکھ دیا آنکھون نے مجھکو دیکھکے اوسکا جمال
اے دلِ شیدا یہان تقصیر کچھ تیری نہین

کیا سمجھکر ناصحا دل اوسطرف سی پھیرلون
یار نے سیری طرف سے آنکھ کچھ پھیری نہین

ایک کو نادان دیکھے ہے ہم تو ایک ہی
وہ تو ڈھیرا ہی ہمارے آنکھ کچھ ڈھیری نہین

کیون کہتا ہی مرے گھر پھیر جلو بسرِ خدا
مین نہین مانونگا کیجیے آپ بہتیری نہین

ایسی باتون مین سمجھ اوسکو لیے جا تراب
دل یا ایسا کوئی لسان و تقریری نہین

دھان سے جو یہان پر دسفر کرنیکو آئی ہین
کوئی دن مین کی پھر جائینگے سب کی کوآئی ہین

دلکو ایسی دا لگی ہے کہ چین اکدم نہین
عشق کا وہ زخم ہے جسکا کوئی مرہم نہین

ایک بھی سیدھی نگاہ اوسکی نہین پڑتی ادھر
کسطرح کہیے رہے اوسکے ہمارے ہم نہین

یارسے میری برآمد کیون تو کرتا ہی نہین
بعد اکے مدعا تو ہی نہین یا ہم نہین

خود بخود دیار لیسے اوسکی ہمکو بیزاری ہوئی
حال دل کس سے کہون اوسکا کوئی محرم نہین

ہجر و وصل اب تو برابر ہوگیا چاہیے ہو
جب خیال اوسکا اٹھا دل سے تو پھر ہم نہین

پھر شر کوئی جانی یہ جانی سانی ہمکو کاش
فقر کے عالم مین بہتر اس سے کوئی عالم نہین

زیادہ اس سے تم رکھائی مت کرو اوس سے
۴۱ جی کڑھانے کو یہی اوسکے بہت ہے کم نہین

سرگروہ عاشقان معتبر یار و نمین ہون
آتا جاتا جب سے مین خوبونکی رستہ نہین ہون

کون اوس سے کہسکے یہ تو غلط کتے ہین آپ
بیوفا کوئی او ہوگا مین وفادار نہین ہون

مجھپہ حق رکھتے ہین عاشق ستمگاری کا نام
دلبری کرتا ہون سبکی گو دل آزار نہین ہون

پیکے جام عشق خود ہو گئے فرہاد و قیس
میکدہ مین عشق کے مین ایک ہشیار نہین ہون

شیخ پائی تو نے یہ قید شریعت سے صلاح
مین تو بہ بہتر ہون لفنگا کاسیہ کار نہین ہون

کون اسبخیال سے مجھکو نکالی جز خدا
پھنس گیا بیٹھ مین اوس لفونکی ہزار نہین ہون

ناز اپنے حسن و خوبی پر نہین جسکو
۴۲ مین تو ایسے نازنین کے ناز بردارون مین ہون

ہنسکے جب اوٹھ چلا وہ راحت جان
رو کے میںے خدا کی امان

اے کمان ابرو اسطرف پھر دیکھ
ہون خم و چم پہ تیرے مین قربان

دیوان شاہ مراد
ردیف نون

ہجر مین قاصد مری حالت ہے تو بیتاب
بات کہنے کی رہی قدرت کہان

اوسکو یان لے اندم رنجہ کرے
مجھکو جانے کی وہان طاقت کہان

عشق نے ہمکو کیا صحرا نورد
دیکھیں لیجاتی ہے یہ وحشت کہان

بیقراری مین کٹی ہے رات دن
چین کسکو کہتے ہین راحت ہے کہان

اب تو بھائی لذت سیر و سفر
گوشۂ عزلت کہان خلوت کہان

جو قناعت کرکے بیٹھا اپنے گھر
اوسکو پرواے درد دولت کہان

۴۵
کیون نہ درویشی مین خوش رہیے تراب
اسقدر آرام و عزت کہان

گور مین کیا سبکو وہی صورت بڑی کھلاتی ہین
روح جیسے ہوتی ہے ویسی فرشتے آتی ہین

کہتے ہین منکر سب سے وہان منکیر نکیر
جو خدا واسے ہین وے دام خدا اتلاتی ہین

حشر مین غفار کہکے پکارینگے تجھے
کیا ہوا گر عاصیون مین آپ کو یان لاتی ہین

کیون نہ عفو و کرم کا ترے اوسکو آسرا
ذی نوامت مین ترے محبوب کی کہلاتی ہین

یاد پڑتی ہے گنہگارونکو جب رحمت تری
دلسے سب خطرے عذاب گور کے مٹ جاتی ہین

قبر کی تنگی و تاریکی سے اونکو ڈر کہان
جو مہان حجر مین بیٹھے ہین نہین گھبراتی ہین

۴۶
بندگی سولی کی ہمسے کچھ نہین ہوتی تراب
دعوے اوسکی بندگی کا کیا کرین شرماتی ہین

مرے دل پر یہ داغ اوسنے دیے ہین
جو ہاتھ اپنے مین گلدستہ لیے ہین

کرے وہ آرزو سے ساغر عشق
پیالے زہر کے جسنے پیے ہین

کسطرح کہے اوسکو بھلا سایۂ خدا — گر سایہ ہو جو مہر سو ہا دست رہین
دنیا کی سلطنت کو سمجھتے ہین یہ فقیر — تو شاہ کبھی بنے کوئی جیسے جہان ہین
جیتا رہیگا نہین نہ پایا کسیکو آہ — جینو کوئی نظر نہ پڑا خانقاہ مین
تقوی پر اپنی شیخ نہ اسطرح کر وثوق — فاسق کو جسے ملتی ہو لذت گناہ مین
اک روز جاکے در پہ خرابات کی تو بیٹھ — کیتک پھنسا رہیگا مشیخت کی چاہ مین
عاشق کا حال یار کسی دن تو پوچھتا — تاثیر ہوتی کچھ بھی اگر اوسکی آہ مین
عرفان حق سے جسکی دلی ہے نظر بلند — ہفت آسمان پست ہین اوسکی نگاہ مین

یان کیون نہ ذکر یار ہمیشہ رہے تراب
کرتا ہون نفی غیر مین ہر لا آلہ مین

کیا محو کر ڈالی تقدیر کے پانو نہین زنجیر مین — وہ مجنون ہی رہا ہر چند کیا لیلی نے تدبیر مین
نکالو مار دیان آنکھ نیا دیکھو تو کہدو — زیادہ اس سے کیا ہوگی سزا عاشق کی تقصیر مین
مین اوس سے کیا کہون بار نہین کہکے پاتا ہون — وہ کہتا ہی مجھے تیری نہین بھاتی ہین تحریر مین
زبانی اوسے کیا کہیے سراپا لکھ کے یا کیجے — نکلجاتی ہین تقریرین نکلجاتی ہین تحریر مین
چمن مین آکے جیب و گلبدن بند قبا کھولے — ردا کیون نہون بلبل گریبان کیون نہ گل چیر مین
بغل مین دل نہین تیرے کمانی کا مرقع ہے — بھری ہین اوسمین نیرنگ کیا ابرو کی تصویر مین
تو اپنے ہاتھ سے عاشق نہ گرا کہ وار مارا ہے — جنازہ ہی پر بھلی سکے جا کر کہدی جا تکبیر مین
اجل آئی ہی کسکی کون سوتا چار چشم اوس سے — وہ ترک چشم کھینچے ہی بھوں دنیا ہی تنگی شمشیر مین
مری خواب پریشان سنکے کل کہنے لگا یوسف — کوئی کہتا رہا کیتک ترے خوابونکی تعبیر مین

گنج معنی کا ہے ظہور عیان — دیکھتا ہون مین اوسکا نور عیان
بار دار فنی کہو جہان چلا — ہے تجلی کوہ طور عیان
ہر جگہ مجھکو سو جمعہ پڑتا ہے — وہ پری چہرہ رشک حور عیان
حال میرا کوئی خدا کے لیے — مست کرکے یار کے حضور عیان
ہے وہ مالی داغ و نازک طبع — بلکہ سرتا قدم غرور عیان
سن کے دم کھائیگا نہ بولے گا — ہوگا پیسر ایک دن فتور عیان

یار مجھسے تراب کیون نہ رہے کے
عشق سے ہے خود ترا قصور عیان

۵۳

دام مین بلبل کو گلشن کی خبر ملتی نہین — گل کی خوشبو یکطرف باد سحر ملتی نہین
جسکی قسمت مین پڑا ہے عشق از روز ازل — راحت اوسکو اس جہان مین عمر بھر ملتی نہین
الفت اوسکی کسطرح دلسے اوٹھے کیا کیجیے — اس مرض کی کوئی دوای کارگر ملتی نہین
آ دکھاؤن تجھکو لڑیان آنسوؤنکی بے بہا — جوہری ایسی کہین سلک گہر ملتی نہین
لیلی و شیرین سے کیا اوسکو کوئی تمثیل دے — جسکی پرچہرہ سے کوئی شکل بشر ملتی نہین
اے غم ہجران تو کیون ہے دلمین عاشق کے نہان — کیا تجھے کوئی اور جاے مختصر ملتی نہین
اوس شکر لب نے کہا کل مجھسے ناحق ترش ہو — کیا مرے لب چھٹ تجھے کان شکر ملتی نہین
اس دنیا کو نہو کیونکر تلاش سیم و زر — اونکو آسایش ہان بی بسم و زر ملتی نہین
اس زمانہ مین تو بی ہنر دونکو ہے دولت نصیب — کون کہتا ہے کہ روزی بی ہنر ملتی نہین
یار و غیر و نکی طرف کہتا ہوا دیکھا خیال — یار سے فرصت جسے آنحضور پھر ملتی نہین

کیا بہادر ہین سپہ سالار ہین تیر شمشیر جنگ
بنکو وقت جنگ تلوار و سپر ملتی نہین

نفس کی اصلاح پہلے کر ریاضت سے تراب
بے شکست نفس آثار ظفر ملتی نہین

جسکی زبان پر ہون نرات نام شیرین
نکلے کب اسکے منہ سے غیر از کلام شیرین

فرہاد بیستون پر کیون جاکے سر پٹکتا
ہوتا نگذر جو اسکو الاے بام شیرین

میٹھی کبھی تو ہوتی بنشے کی دھار اونکی
اک دن نہ کوہکن کو پہونچا سلام شیرین

انعام خوب دیتا منہ ادسکا چوم لیتا
قاصد سے گر وہ سنتا کچھ بھی پیام شیرین

کب زہر کا پیا لا فرہاد نوش کرتا
خسرو اگر نہ پیتا ہنس ہنس کے جام شیرین

اوسے مزہ نیا یا شیرین کی چاہ مین کچھ
رکھا خدا نے اوسکو نوت تشنہ کام شیرین

شیرین کی بندگی مین کہیے تراب کیا حرف
۵۷ خسرو بھی ہوگیا تھا دل سے غلام شیرین

غیر و نرات یار شاطر ہین
ہم ہین اک دن کے یار خاطر ہین

جسطرح چاہو اوسطرح جی تو
ہم گنہگار عشق عاشق ہین

جسکو دیکھا سو ہوگیا مفتون
پیارے آنکھین تری تو ساحر ہین

گو چھپاتے ہین عشق اپنا ہم
پر تمہاری نظر مین ظاہر ہین

بیر رکھتی ہین اصل دین سے تراب
۵۸ یار کی زلف سخت کافر ہین

بیقراری مین کٹے ہی لا مدن
چین ہو کسطرح دل کو یارین

کہ میرے لب پہ کبھی نام ہو کہی فغان
کہتا ہون بیکلی سے کبھی وائے کیا کرون

مضطر ہون بیقرار ہون بے اختیار ہون
دلنو گیا ہے ہجر سے گھبرائے کیا کرون

مجھکو تو کچھ نظر نہین پڑتا سوائے یار
آنکھون مین بس بار گیا چھائے کیا کرون

اے شاہ حسن سر مرحمت اب سخن نہ کہہ
تجھہ عاشق فقیر کی پروائے کیا کرون

اکبار آکے ملکے ترے جبین بس گیا
۶۱ چھڑائے تراب بس نہین ہے رائے کیا کرون

وہ شاہ ہند متوجہ ادھر ہوے تو مین جانون
فقیر وکی طرف اوسکی نظر ہوے تو مین جانون

کیا جسنے مجھے وارہی خوش اوسکو کیا پروا
کوئی اوسکے لیے لون بدر ہوے تو مین جانون

مین مرتا ہون پڑا ایدھر وہ بیٹھا ہی کھڑا اودھر
وہ میرے خشک لب پر چشم تر ہووے تو مین جانون

مجھے تو رات دن اک پل نہین پڑتی ہے بس بن کل
کوئی بیچین یون آٹھو پہر ہووے تو مین جانون

مجھے یان سب لے جانا ہی کہ یہ اوسپر ہے دانا ہے
کوئی گم نام ایسا نامور ہووے تو مین جانون

وہ سب کے گھر مین جانا ہی کبھی جی تلملاتا ہے
کسیدن اوسطرف اوسکا گذر ہووے تو مین جانون

جب اوسکے جی مین شوق آوے مری جبین سما جاوے
۶۲ تراب اس لطف سے کوئی خبر ہووے تو مین جانون

کٹھن ہے اوس سے کہین منہ چھپا کے بیٹھ رہون
ندیکھون اوسکے طرف سر جھکا کے بیٹھ رہون

وہ چھوڑتا نہین مجھکو پڑا ہی پنڈے سے
بھلا مین اوس سے کہان جی چرا کے بیٹھ رہون

اوٹھائی کون مجھے وانسے عیب ننگ ہو
لگن مین شمع کی تن من جلا کے بیٹھ رہون

عجب طین کہ پھر اوسکا کسی سے دل لگے
کسی سے مین جو کہین دل ملا کے بیٹھ رہون

کس سے ملنے کا کروں اقرار کسکا ہو رہون
مین مری مطلب و مدار کسکا ہو رہون

چاہتا ہے ہر کوئی بس مین کرے مجھے
جگ مین مین سیر تو کتنے یار کسکا ہو رہون

مثل بلبل سیر دامنگیر ہین عاشق ہزار
صورت گل ہین گلے کا ہار کسکا ہو رہون

حسن کا میرے تو پار و شور ہے آفاق مین
عشق سے مین سہرہ بازار کسکا ہو رہون

غمسے میرے مر گئے ہین سیکڑون مین کیا کرون
کسکی غمخواری کرون غمخوار کسکا ہو رہون

دوستو تم سب کے میرے لیے خانہ خراب
مین جو اپنا چھوڑ دون گھر یار کسکا ہو رہون

مجھسے ناخوش ہو گی تم حق سے رہو گی خوش مراب
آپ ہی ہون ہین اگر بیزار کسکا ہو رہون

کیون سناتا ہی مجھے ہر بار کسکا ہو رہون
پہلے کسکو چھوڑون آخر کار کسکا ہو رہون

چھوڑ دی باطل کو پہلے پھر تو ہوا اصل بحق
ہو گی مولا ہی نگہدار کسکا ہو رہون

کبتلک سوتا رہیگا جاگ انکھین کھول دیکھ
چوج کی کہطالع بیدار کسکا ہو رہون

مین تو تیرا ہو گیا تو کیون نہین ہوتا مرا
پھر نہ کہنا یہ سخن زنہار کسکا ہو رہون

جب سے تو میرا ہوا ہے اک جہان تیرا ہوا
کس سے کہتا ہی تو ای عیار کسکا ہو رہون

چلکے کیا کہتا ہی یار ہی راز میرا کر کے فاش
راز دار و محرم اسرار کسکا ہو رہون

دل لیا جسکا مراب وہ شے اوسی کا ہی وہ جان
ناحق اب کہتا ہے وہ دلدار کسکا ہو رہون

ہو جسے دلبرون کی ہر مین چین
کب پڑے اوسکو اپنے گھر مین چین

جسکو ہر ہر جگہہ ملے اک یار
اوسکو کیونکر نہو سفر مین چین

موم دل شمع کے مانند تجھے کون کہے
تو تو ہنستا ہے جو عشاق کے گھر جلتے ہین

دمبدم منہ سے نہین آہ کا نکلے ہمدم
آتش عشق سے عاشق کی جگر جلتے ہین

جب سے اک مہر جبین مجھسے ہوا چشم دوچار
اشک گرم آنے لگے دیدہ تر جلتے ہین

کون اوس آتشین رخسے کو نظر بھر دیکھے
دور سے دیکھ جسے اہل نظر جلتے ہین

شرم سے منہ پر عرق ہو نہ ترشحی ہو برقع
رشک سے اوسکی عبث شمس و قمر جلتے ہین

کسطرح شوخ پر بچہرہ **تراب** اوسکو کہے
بند — روبرو جسکے پریزادون کے پر جلتے ہین

گل بھی لگتا ہے خار آنکھون مین
کیا سمایا ہے یار آنکھون مین

منہ دکھا کر وہ چھپ گیا جب سے
آنسوؤن کا ہے تار آنکھون مین

ناک مین اوسکی کل سے میری نگاہ
پھرتی ہے بیقرار آنکھون مین

راہ اوسکی کہان تلک دیکھون
چبھتی ہے انتظار آنکھون مین

جلوہ گر ہو وہ شوخ پردہ نشین
پھر کہین ایک بار آنکھون مین

وہ تو رکھتا ہے قتل دل کے لیے
سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین

کون اوس سے لڑائے آنکھ **تراب**
بند — جسنے باندھی کٹار آنکھون مین

ہوس ہے در پہ ترے صبح و شام ہو جاؤن
حضور مین ترے حاضر مدام ہو جاؤن

اگر خوشی سے مجھے ایکدن وہ یاد کرے
تو خوش ہون مین سد اشاد کام ہو جاؤن

جو یار کچھ بھی کرے قدر و منزلت میری
تو عشق باز مین عالی مقام ہو جاؤن

دیوان تراب

ردیف نون

مجھکو تیری جفا کی تاب نہین — کیا کرون اس ملا کی تاب نہین
تو ردا دار ظلم ہے مجھکو — ستم نارو اکی تاب نہین
ناتوانی کا زور ہے اتنا — تیری بانکی ادا کی تاب نہین
غم سے جلتا ہون کچھ تمہین کہتا — اس سے آگے خدا کی تاب نہین
شوق مین دل کا حال پوچھ نہ کچھ — وعدہ بیوفا کی تاب نہین
ایسی وحشت ہی عشق مین اوسکو — صحبت آشنا کی تاب نہین
کیا ملائم ہے یار کا کف دست — رنگ شوخ حنا کی تاب نہین
ہے وہ نازک دماغ کیون نہ کہے — مجھکو بوے صبا کی تاب نہین
چشم بیمار کا ہے اوسکی یہ رنگ — سرمہ خوشنما کی تاب نہین
بجلی ہے یا نگاہ جنجل ہے — شوخ پن سے حیا کی تاب نہین
دل مرا محو یار ہے ایسا — خطرہ ماسوا کی تاب نہین
عشق نے دی ہے لبکہ استغنا — عرض اک مدعا کی تاب نہین

۴۲ — کیون نہ بیتاب ہو تراب کا دل
فرقت دلربا کی تاب نہین

پہن کے سونے کی چوڑی ہاتھ مین — ہے وہ بھروپی کچھ اور ہی گھات مین
گاؤ کو پوجے تو چھوڑے باندھکر — یہ صفت ہی برہمن کی ذات مین
وہ تو پورا ٹھگ ہے اوسکی بات کیا — جسکو چاہے لوٹ لے اک باتمین
یا الٰہی وہ آگ آباد ہو — ایسے بت بستے ہین جس دیہات مین

اے ابر نکر نا تو گھمنڈ انکمو لے میری
برسنے مین تا بہار نہ دین آپ بن بتا دون

جسطرح خزان تو نے کیا پھولون کو برباد
اک پھونک مین جن کر دیکھے کہ تو اوڑا دون

بے یار ہوتی گندہ بہار ابکی تو برسات
کب بجر مین تو ش آوے ہے ساون بھادون

یاد آکے مری برمین بکسطرح سے موجاے
اتنی دیر سے اپنی کہانی جو سنا دون

ہونٹھون اوسکی مٹھائی سے برمین بند التی
دی یا سے نے گالی مجھے کیا اوسکا دہرا دون

بہتا ہے **تراب** اوسکا شب و روز تصور
کسطرح خیال اوسکا بھلا جی سے بھلا دون

سخن رہیگا مرا قصہ و فسانے مین
مجھے بھی یاد کرینگے کہانی سنانے مین

صنم کی یاد مین ایسا گیا وہ ہمکو بھول
یہ تذکرہ ہی مرا اپنے اور بگانے مین

مین اوس نگاہ کی قربان جن دلکی پار گئی
لگا ہی تیر صفائی سے کیا نشانے مین

ادب ہے کیجو صبا اوسکی آستان بوسی
پڑی ہی خاک مری جسکے آستانے مین

تو اپنے ملنے کا مجھسے کری ہی سو سو عذر
مری تو عمر گئی کٹ اسی بہانے مین

دکھا دی ای شہ خوبان ذرا جمال اپنا
کمی نہ گی ترے حسن کی خزانے مین

نہ کیئے لالہ و گل سی چمن دہکتا ہے
لگی ہے آگ یہ بلبل کے آشیانے مین

کہو سنا دے مجھے خوب سا کری ہی قصور
وہ حور کو جو ملے کچھ مری سنانے مین

یہان وہ جس لیے آیا مین جانتا ہون **تراب**
کچھ اور ہی جان پڑا ابکی بار آنے مین

اوسے قرار ہو کیون کر کسی ٹھکانے مین
کہ بیقراری ہی غالب ترے دوانے مین

برائے خدا ایتو ہو مہربان — کہانتک کریگا مرا امتحان
صنم پھیر نہ مجھسے دعا کیجیو — مرے اور ترے ہی خدا درمیان
ملے اوس پہ پہر ہی ہم ملکے خوب — ملے یار سے کیا دیا اوسپہ جان
پرے اوس کہی سے مین کیونکر ہون — یہی ہے زمین اور یہی آسمان
کسی سے نہ باقی رہا ہیکو اُنس — محبت کا آخر یہی ہے نشان
مین کہتا ہون اوسکی سچ دھیج کو دیکھ — یہ ہندو بچہ ہے کہ بانکا بٹھان
نہ لینا مرا نام قاصد وہان — وہ فی الفور کاٹے گا تیری زبان
کہانی کہے پھر نہ مجنون کی وہ — سُنے قصہ گو گر مرا داستان

مرا دل وہان جاکے الٹا تراب
جہان تھا کسیکا نہ وہم گمان

جو کہتا ہے دل ہم کسیکا نہین — رہے خوش اوسے غم کسیکا نہین
کیے قتل اوسنے تو کتنے یہان — اوسے رنج و ماتم کسیکا نہین
لگائے ہین تو نے بہت دلپہ زخم — ترے ہاتھ مرہم کسیکا نہین
خمِ زلف کافر کی دل جائیے — کہ ایسا خم و پیچ کسیکا نہین
بھروں کیا مین اوسکی محبت کا دم — وہ دمساز و ہمدم کسیکا نہین
اوسے کون ہمراز اپنا کرے — جو ہمراز و محرم کسیکا نہین
نہ وہ ست کیون دمبدم تا بعمر — یہ رشتہ تو محکم کسیکا نہین
جو عالم تری عشق کا ہی تراب — یہان تو وہ عالم کسیکا نہین

آپ ہین جب سے چھپے اور سب نظر بند ہین
کیا ذبح ہون ہین بلکہ ذبیحون مین مل گئے جا لیان

سب ہی ہین حلقہ بگوش اوسکے ہمین کچھ اک نہین
قید ہین آفت ہین ہین ہان کا تو کی اوسکے یا لیان

یون نظر پر ٹی ہین فانوسین جلے جیسے شمع
کون جانی ہین چڑھی ہے سر پر پرو دا لیان

اوسکی مجلس کا رویہی ہوا کچھ اور اب
ہم سمجھتے ہین فسونکی یہ سب بد جا لیان

درد و غم آہ و فغان جور فراق و شوق و حین
جن نے حصے مین ہے کیا کیا بلائین دا لیان

تو بھی کی داغ ایسی وہ نہین ہونا خبر
تب مین ٹالے کی بنا لانا ہون اوسکو ڈالیان

مرغ بازی کا ہوا ہی شوق جب سے یار کو
سنگے پا لے مرغ ہین گھر گھر بنی ہین پا لیان

چاہے وہ برگ حنا ہو چاہے ہو لے خاک رہ
دلگی قسمت مین تراب اپنی پڑین پا لیان

۸۵

ردیف نون

اوس گلبدن کے آگی ہر وقت نالہ زن ہون
خصلت مری یہی ہے مین بلبل چمن ہون

کوئی عاشقی مین مجھکو سمجھے نہ اہل مکتب
مجنون کا پیرہن ہون اوستاد کوہکن ہون

وحشت نی جب سے گھیرا بنین کیا بسیرا
صحرا ہی ملک میرا مجنون کا ہموطن ہون

دیدار کا ہون خواہان فرار کا ہون جویان
فارغ ز حور و غلمان وارستہ از عدن ہون

کوئی رحم مجھپہ کھائی ہے جہان سے چھڑائے
بیتاب بیقرار و بیجان و بیشکن ہون

ناحق مجھے جلا کر کہتا ہے وہ ستمگر
کوئی لگ چلے نہ مجھسے مین شمع انجمن ہون

بے یار زندگی ہے عاشق کی سخت دشوار
کیونکر جیون مین اوس بن جان ہے مین تن ہون

ہے ہے وہ ترحم کرنا نہین تکلم
اوس غنچہ لب کے منہ سے مشتاق اک سخن ہون

میرے طرف سے کیون تو جاتا ہے راہ کھڑا
بدظن ہے مجھسے تو ہو مگ ہون آہرن ہون

وصل کی بات بات میں کٹ جاے
جیٹھ سے دل ہمیں ہے طپش خم کی
دیکھنا اے طبیب نبض سری
معرفت مصدر انا الحق ہے
مہر جو مہ جبیں کسی سے کرے
ہجر کا زخم کھاے ان کری

کاے کٹتا نہیں فراق کا دن
کیسے ساون ہیں چین ہر نجھ بن
عشق ہی ہے ہمیں اب مرہم من
کہ ہے عارف سے وادی ایمن
اوسکو کہتے ہیں یا محسن
عشق میں صبر بہت ہی کٹھن

تراب زلف و عارض کا حال دیکھ

۹۸ کھل گیا حسن کا فسردہ من

وہ گل آیا نہیں کیا بو سنا ہمن
جگر بلبل کا ہی داغوں سے گلزار
ترے ہاتھوں سے کل کھائی ہیں اوسنے
فنا کی سیر جسکو دیکھنا ہو
اوسے نام و نشانکی اپنی کیا فکر
جہان سی کچھ نہو جسکو تعلق

کہ بلبل دم بخود ہے اشیان میں
حکایت ہی یہی ہر گلستان میں
کہ گلدستہ ہی دست باغبان میں
تماشا باغ کا دیکھے خزان میں
جو گم رہتا ہو فکر بے نشان میں
نہ دیکھا ہمنے کوئی ایسا جہان میں

تراب اوسکو نہ باہر آپ سے دیکھ

۹۹ نہ اسکے جو ترے وہم و گمان میں

یہ کہتا ہے جرس اپنی زبان میں
کیا بہتوں نے دعوی عاشقی کا

مسافر ہیں سبھی اس کاروان میں
نہ ٹھہرا ایک اوسکے امتحان میں

ردیف نون

ولہ

ترے کوچہ میں ہر صورت سے آنا ہی پڑا ہمکو
ترے عاشق ہیں کیا کیا ہی تیرے نام پر مرتے

آپی عاشق ہون آپ ہی معشوق
آپی درد آپ ہی دوا ہون مین
آپی ہون قیس خستہ و دلریش
آپی لیلیٰ دل ربا ہون مین
کھول کے آنکھ کر کے صاف نگاہ
ق
دیکھ کیسا بنا ٹھنا ہون مین
غمزہ ہون عشوہ ہون کرشمہ ہون
جلوہ ہون ناز ہون ادا ہون مین
لطف ہون مہر ہون کرم ہون تمام
قہر ہون جور ہون جفا ہون مین
ہے جمال و جلال میری شان
گرچہ دونون سے ماورا ہون مین
جسکو مین چاہون وہ مجھے چاہے
غیر ہے کون جسکو چاہون مین
کوئی میرے سوا نہین موجود
عرش ہون فرش ہون سما ہون مین
مجھسے سب مانگتے ہین اپنی مراد
سب کا مقصود و مدعا ہون مین

ہون بری وہم و فہم سے تیرے
کیا بتاؤن ترابؔ کیا ہون مین

۹۲

کیا مسلمان پارسا ہون مین
اک برہمن کا اشنا ہون مین
اوسکی زنجیر زلف دیکھتے ہی
کیسا دیوانہ بن گیا ہون مین
ہاتھ آئی کبھی نہ زلف سیاہ
تیرہ بختی سے نارسا ہون مین
برہمن اوس شوخ کے گذرے کہان
ق
بیحیائی سے وان پڑا ہون مین
کوئی سنتا نہین کہون کس سے
ایک مدت سے کہہ رہا ہون مین
گھر سے باہر نکل کے دیکھ ذرا
کب سے یان منتظر کھڑا ہو نہین
اوسکو پروا نہین کسیکی ترابؔ
تا حق اوسپر بہت فدا ہون مین

جہان مین نہ دیکھون اگر حق کا جلوہ — تو بالفرض اہل نظر ہون تو کیا ہون
مرا عشق مین کھل گیا خوب پردہ — فقیر لبا سی اگر ہون تو کیا ہون
عبث ہے مرا کوئی مشتاق صحبت — جو نارہ و بے اثر ہون تو کیا ہون
پر و بال ہوتے تو کرتا مین پرواز — نہین مرغ بے بال و پر ہون تو کیا ہون
جو پامال کرتا ہو اونسو کو میرے — مین اوسکے لیے چشم تر ہون تو کیا ہون
نہین جسکو فرصت رقیبون سے اکدم — مین اوس سے کبھی ہم سفر ہون تو کیا ہون
جو خود مستعد ہی مری رہزنی پر — بھلا اوسکا مین راہبر ہون تو کیا ہون

تراب اوسکی الفت نے کھودی متانت
جو یار برہمن پسر ہون تو کیا ہون

۹۶

نہ مجھکو جنون ہے نہ آسیب جن کا — مین بیحال ہون اگ پریزادبن کا
لبھاتا ہے وہ سرو قامت مجھے — جب آتا ہے پوشاک دھانی پہن
دم سرد بھر کے وہ جل بجھ گیا — لگی دل مین جسکے برہ کی اگن
نکر زاہد افکر روز شمار — ادھر آمری ہجر کے روز گن
پتہ چھوڑ وہ جانان کے آنیکا حال — برس بعد آیا رہا آٹھ دن
غضب ہے نہ اے ابر رحمت برس — یہ بارش مین ہے اوسکا آنا کٹھن

تراب اوسکے قول و قسم پر نجا
مین اوس بیوفا سے نہین مطمئن

۹۷

مجھے آنکھون نے ڈالا اشکبار ایسے خرابی مین — ادھر گنگا ادھر جمنا پڑا ہون کیا دوآبے مین

وہ اب چاہے آئے نہ آئے یہان
گئے اوسکے صاحب سلامت کے دن

خجل ہوگا وعدہ خلافی سے خوب
چلے آتے ہین اب ندامت کے دن

پھر آیا تو کیا جب نہ باقی رہے
وہ رعنائی قد و قامت کے دن

ہمین دوستو اب تم کچھ کہو
نہین ہجر مین یہ ملامت کے دن

ترابؔ اوسکے خاطر نہ پھر دربدر
کہ پیری مین ہین استقامت کے دن

۱۰۱

نہین سہونگا یہ پیغام دلبری کا مین
قصوروند ہون تیرا گھڑی گھڑی کا مین

حضور چاہیے بندے کو اپنے مولیٰ کا
ہون شکوہ مند تری غیر حاضری کا مین

نہ کہہ تو مجھسے مری پرورش کر دہر ہل
اجارہ دار ہون کیا بندہ پروری کا مین

نہ بن پڑی کبھی قسمت سے ایک بھی تدبیر
کیا تھا جد بہت تیری بہتری کا مین

مجھے تو عشق مین مدت کے بعد ہوش آیا
پھر اب دوا نہ ہونگا کسی پرہیز کا مین

تو بر مین اوسکے جا بیٹھ چھوڑ پند مرا
کہ آشنا نہین معشوق ہر دری کا مین

مین مالدار نہین مجھسے کیا سمجھ کے ملا
کمال رکھتا ہون کہنے کو رہبری کا مین

تو مالے موتیونکے جوہری بچونسی لے
کرون ہون لعل کڑا اشک کی لڑی کا مین

تو مہر سے مری چمکے گا کسقدر اے ماہ
حقیر ذرہ ہون خورشید خاوری کا مین

پرکھ سے سیر یہ جوہر ترے کھلے جگ مین
چمک نہ لعل کہ ہون یار جوہری کا مین

ترابؔ چاہے سو آزار مرد مجھکو کہے
غلام ہون قد سرو صنوبری کا مین

ترک چشم مست کا ماتا ہون مین
محتسب کو آنکھ دکھلاتا ہون مین

عشق نے دل کو دوانہ کر دیا
عقل پر ناصح کی جھنجھلاتا ہون مین

جسنے مجھسے کل کہا تھا یا کسی جا
آج پھر اوسکی طرف جاتا ہون مین

قیس مجھسے بڑھ چلی وحشت مین کیا
راہ صحرا اوسکو بتلاتا ہون مین

دلگی ہو کسطرح غیرون کے ساتھ
صحبت یاردنسی گھبراتا ہون مین

کیون نہو بے یار مجھکو بیکلی
رنج سے جون پھول مرجھاتا ہون مین

اسطرح میٹھا نکھاتا کوہکن
جسطرح شیرین کا غم کھاتا ہون مین

شیخ اپنے زہد پر نازان ہے تو
اپنے تقوے سے تو شرماتا ہون مین

مجھکو ہستی و خودی سے کیا خبر
نیستی کے شہر سے آتا ہون مین

کیا ہوا ظاہر مین اُلکا ہو نکہین
فارغ البال اپ کو پاتا ہون مین

کیا مزہ کیا ذوق ہوتا ہے **ترآب**
دل مین اوسکا دھیان جب لاتا ہون مین

ردیف ۱۵

گل یون ہنسا ہی اپنے ظہور وجود مین
جسطرح مل ہو جام و سبو کی نمود مین

بیرنگ جلوہ گر ہے عجب رنگ رنگ سے
کیا فرق کر رہا ہے تو زرد کبود مین

صورت مین تفرقہ ہے حقیقت مین جمع ہین
سیدھا بھی قد وہی ہے جو خم ہی سجود مین

صورت مین سج طرح سے حقیقت کا جوش ہے
خود بحر موج و بلبلے ہوا ہے نمود مین

کوئی دوسرا ہو جس سے کہی غیریت کی بات
اک یار ہے **ترآب** کی دید و سہود مین

وہ تو گھر جا کے عیش کرنے لگا
ہم یہان غم سے جان کھوتے ہین

وہ ہی خوش ہین ہوا پنے یار سے ہاتھ
رات دن جاگتے اور سوتے ہین

کسطرح اوسکو اپنے بس مین کرون
کہین معشوق بس مین ہوتے ہین

ہے یہ مشکل تراب پر سے کہہ
وے تو مشکل کشا کسے ہوتے ہین

۱۰۹

کوئی مارے ہے کسے مارے ہین
ہم وے ہین جنکے تمہارے ہین

آشنا ہی نہین کسی کا وہ
کہیے کیا آشنا ہمارے ہین

دلبرونکو خدا سے کچھ جیتا
ہم تو دل اپنکے ہاتھ ہارے ہین

دل کو جب چاہین صید کر ڈالین
دیکھیے ناوک استخوارے ہین

جلوہ گر ہو چمن مین اوسنے بہت
پیرہن گل کے چیرے پھارے ہین

اوسکو کیا کہیے خانہ آبادان
اوسنے گھر سیکڑون اوجارے ہین

حکمت العین سے نہین نالی
نوخ پلکون کے جو اشارے ہین

کیون نہ عاشق ادھر اودھر دیکھین
ہر طرف یار کے نظارے ہین

ہم تو ہر شے مین وے کو دیکھتے ہین تراب
جلوہ گر وہی لال پیارے ہین

۱۱۰

نہوگی ایسی بوے خوش چمن مین
بو اوس گلفام کے ہے پیرہن مین

عجب ہے رنگ و روپ اوس سیم تن کا
کہان ہے یہ چمک حور عدن مین

تڑپتا ہون مین جو ماہی سے آب
چھپا ہے جیب سے وہ مچھی مہ جبین

دیوان شاہ تراب

ردیف واؤ

اک ذات ہے بیرنگ کہ جسکے نہین سب رنگ — مقبول کوئی ہے کوئی مردود رہی یارو
مین پاس شریعت سے نہین کہتا ہون یہ حرف — ساجد ہے وہی ایک جو بود رہی یارو
صورت مین گدا معنی مین وہ شاہ ہی بیشک — کہتے ہین جو آیا اوسکو تو نمود رہی یارو
فانی کسے کہتے ہین فنا ہوتی ہی کیا چیز — نابود رہ کب ہوگا جسے بود رہی یارو

رہتا ہے **تراب** اوس ہی کے کوچے مین ہمیشہ
اوسکی تو ہے منزل مقصود رہی یارو

بس کر و اب نہ میرا حال کہو — یار سنتا نہین ہے چپکے رہو
پند نے آپ کے رولا مارا — جاؤ واعظ کسیطرح سے بہو
کون کافر کو زندگی بھاوے — اے صنم گر تو ہمکنار نہ ہو
قتل سے دل کے کیون مکرتا ہے — آستین مین ترے بھرا ہی لہو

عاشقی کا یہی مزا ہے **تراب**
جو بلا آوے عشق مین سو سہو

کاش دنیا مین کسی سے کوئی مانوس نہو — تو جدائی مین کسیکے غم و افسوس نہو
جسکی ہے وضع خرابات اس ہی کے خاطر — عذاب ہے دوزخ مین جو کوئی لائق فردوس نہو
خالی حکمت سے تو ہوتا ہی نہین فعل حکیم — سکو ہو جاوے جنون کیسی وہ محبوس نہو
گرچہ بندہ ہی گنہگار خدا سے غفار — رحمت حق سے کسی حال مین مایوس نہو
رنگ پر اپنے وہ دنیات رہی قحط کتان — اسقدر پانو کسی بد رنگ جو طاؤس نہو
ایمنی یار کوے پر وہ نشینی سے بہت — شمع کو خوف ہوا کا کبھی فانوس نہو

وہ مسیحا دم اگر ہجرت کو جانے پر روا
موت کا پھر تو جہانسے نام ہی نایاب ہو

رات دن رہتا ہے یکسو وصل کا اوسے خیال
کونسی صورت ہو دیکھون کونسا اسباب ہو

کیا جھکے سر جھکائی طاق مسجد میں تو شیخ
جسکے آگے ابروے خمدار کی محراب ہو

بہر تسکین دل سے اپنے کیجو آرے بے
جب تری عاشق کو فاقت شربت عناب ہو

شمع کافوری جلاؤن میں تو مسجد میں تراب
وہ بت اک شب بھی جو شمع مجلس احباب ہو

نشان اوسکا کسی سے کب بیان ہو
وہی پاوے نشان جو بی نشان ہو

منزہ وہ تو ہے کون و مکان سے
مکان اوسکو کہان جو لامکان ہو

کوئی جاگہ نہین پر اوسسے خالی
زمین ہو عرش ہو یا اسمان ہو

سوا اوسکے نہین کوئی جہان مین
تلاش اوسکی کر دیار و جہان ہو

ٹھکانا اوسکا مین کیونکر بتاؤن
خدا جانے وہ ہرجائی کہان ہو

غنیمت ہے ملاقات آج اوسکی
خدا معلوم پھر کب ہو کہان ہو

تراب اوستاد سے معلوم کرلو
طریق معرفت گر قدردان ہو

دیدہ دل سے بنی اوسکے جلوخانے زد
خوب اک شمع سے روشن ہوے کاشانے زد

دلسے آرام گیا سر سے گئی عقل تمام
عشق نے آنے ہی لوٹ لیا مہمانے زد

کبھی میدان مین رہتا ہون کبھی جنگل مین
اے جنون تونے دکھائی مجھے ویرانے زد

رم ہوا برسے مرے رام ہوا دلبر کا
کی بھلی مجھسے برائی دل شیدانے زد

جسکو بالش نہ تیرے ہو یہان جیتے جی
غصہ و غم کے سوا اور ہی کیا اونکی غذا
لکڑی اور کملی سے نے فقر اکا کیا پردہ فاش
لے چلے دھر کے جو دس مرد یکی سرہانے دو
ہیں خریونکے نصیبے مین یہ کہ اسے نہ دو
فقیران لباسی کو یہی باسنے دو

۱۱۰ دست بیع اوسکو کری کون تصرف سے تراب
پھر گئے ہاتھ سے جسکے ابھی بیعانے دو

پہچانے ولی کو وہی جو آپ ولی ہو
جو تسکو بھولا تا نہین تم اوسکو نہ بھولو
بیچارہ وہ کب قبر کے ضغطے سے ہو امن
گر صورت مجنون نہ بنے قیس کے مانند
چاہے کوئی خوش ہو کہ برا مانے کوئی
شاید نہ کھلے بادلون کبھی وہ بات
کہدیجو یہ بات اوسے جو اوسکو
دنیا مین سدا رہنے کو آیا نہین کوئی

ق
پنہان کو عیان کیجیے اگر اسمہ کملی ہو
نت یاد کرو اونکی ہی جو کہ حسلی ہو
خلوت سی ہے کیفیت اکدن نہ ملی ہو
کسطرح سے نکلے کوئی لیلی کی گلی ہو
منہ سے نہ کہی اونکی وہی جو بات بھلی ہو
پیرونکی تو یہ سی جو کچھ ہم سے بھلی ہو
یارون سے ہماری جو سعید ازلی ہو
لاحق ہے اجل سکو نہی ہو کہ ملی ہو

۱۱۱ کہتا ہون تراب اوسکو تو مین صاحب اقبال
جگ مین جو کوئی پیر کا مقبول ولی ہو

تلخی جفا عاشق لاچار سے پوچھو
بڈھی سے کوئی پوچھی جوانکی فضیلت
کیا پوچھتے ہو حال مرا عشق مین مجھسے
صحت کی قدر کیا کسی بیمار سے پوچھو
روداد مری کیون نہ اوسی یار سے پوچھو

ردیف واؤ

دیوان تراب

کسطرح سے بوجھ سکے خط پر دانہ ہو

ق

ولی

شمع سے جو لگ سکے خط پروانہ ہو

گئی کیا مفت اک جیتون پہ دسکے
زیادہ گفتگو واعظ کرو مت

دل و دین ہوش اور تسکین یہ چارو
نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھارو

سدا کس پر رہی ہے مشکل ہجر
۱۴ ترا ب اتنا بھی جی نہ ہارو

کر دیا غم نے ناتوان ہمکو
آہ ہم ہو گئے نپٹ نازدر

طاقت نالہ اب کہاں ہمکو
کون پہونچا دے اب وہاں ہمکو

اپنے وعدے پہ تو کسی سے ملے
اوسکے گھر جھٹ ارم ہو یا فردوس

یہ تو ہرگز نہیں گمان ہمکو
نہیں بھاتا کوئی مکان ہمکو

ہم جفا سے تری نہ چھوڑینگے وفا
کسلیے باغ کے تمانے سے

کرلے گر چاہے امتحان ہمکو
منع کرتا ہے باغبان ہمکو

جبتلک گل ہے تب تلک ہم ہیں
اوسکے اوٹھے لگایا دلپر داغ

پھر نہ دیکھے گا کوئی یان ہمکو
دے چلے خوب یہ نشان ہمکو

پاس خوبون کے بیٹھنے سے ترا ب
۱۵ رند جانے ہے اک جہان ہمکو

رات اسی خیال میں بھول گیا میں خواب کو
ہمکو یہ اشتباہ ہے مہر ہے تو کہ ماہ ہے

صبح کہیں شتاب ہو دیکھیے آفتاب کو
منہ کو ذرا دکھا دے ہاں کچھ لدے کہ نقاب کو

شرم سے گرد ہ چپ رہا اور نہ زبان سے کچھ کہا
زلف میں کیا بسا دا دام میں جی پھنسا دیا

کون تمہارے خط کا مرے خواب کو
کیون نہ کہون بھلا برا اپنے دل خراب کو

ولی

ضد سے فی کی تھی بگڑ کی بی پیار و ہو
ضد سے اس سے ہوئی دیدار سے بدتر دوری

ہماری گلی پر اب ادھر کی آمد و رفت ہو
بچھڑے ہوئے کی پھر ملنے کی امید ہو

بن اوسکے جان کا ہے جان جانی
جہان کے جانے کا ہے غم جہان جانی

ہے ہجر میں تیرے ناتوانی
ہے ہجر میں تیرے ناتو

بھلا وہ کیون نہو اپنے گناہ پر نازان	شفیع جسکا بروز جزا محمد ہو

۱۰ تراب یارسے مت بیحجاب کر باتین
مجھے یہ ڈر ہے کسیکا نہ تو زبان نہ دہو

چاہیے بیمار کو ہر دم خدا کی یاد ہو	وقت آپہونچا سفر کا پاس کچھ توشہ بھی ہو
مرد غافل اوسکو کہیئے جسکو ہو طول امل	الاماں غفلت مین جسکی عمر سب برباد ہو
اسطرح ہر وقت ملک الموت کا رکھو خیال	سر پہ مجرم کے کھڑا جیسے کہ مین جلاد ہو
مل کے آگے کر رہی ہین ملبلین کیا شور و غل	چہچہے اور جا مین گویا سامنے صیاد ہو
جسقدر ہو بے تعلق اوسقدر آرام ہے	دل لگانا ہی برا مجنون ہو یا فرہاد ہو
دشمنون کو بد دعا ہرگز نہ دو اہی دوستو	جو کسیکا گھر اوجاڑے کہہ اوسی آباد ہو
راہ چل سکتا نہین بے سیر بی کوئی بی راہبر	پیر ہو ظاہر مین یا باطن مین کوئی استاد ہو
خود مصور ہی وہی اوسکا تصور چاہیے	کام آئیگا بھی مانی ہو یا بہزاد ہو

۱۱ ایکدن تو مہربانی کیجیے ہمپر تراب
ہم تو حاضر ہین تری مین جو ارشاد ہو

رنگ اوسکا ماہتابی و جاہت ہو ایسی ہو	مین صدقے اوسکی صورت پر جو صورت ہو ایسی ہو
وہ سیمتن پری پیکر کہ کیا حسن و ملاحت ہے	صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو
اگر وہ پان چبالے تو چہرہ لال ہو جاے	بدن مین نازنینون کی نزاکت ہو تو ایسی ہو
پیالہ مے کا چلتا ہو تو محفل مین بیٹھا ہو	جو محفل ہو تو ایسی ہو جو صحبت ہو تو ایسی ہو
کہا جب اوس سے حال اپنا تو نندائی لگا سونے	کہانی ہو تو ایسی ہو حکایت ہو تو ایسی ہو

تراب اوسپر از کیا ہو کسی کا جادو اور ٹونا
۲۲ پڑی ہے جسکے گلے مین تیرے تعویذونکی ہیکل ہو

آرام نہین جہانسے ہمکو — کچھ کام نہین وہانسے ہمکو
ہم دلسے نہین کسیکے بدخواہ — چاہے سو کہے زبانسے ہمکو
غیبت سے رقیب کی نہین ننوان — ڈر ہے اوسی بدگمانسے ہمکو
یکبارگی کردیا چمن صاف — رنجش نہو کیون خزانسے ہمکو
بلبل کیطرح بدولت گل — الفت ہوئی باغبانسے ہمکو
حاسد ہین عبث رقیب سفلے — دولت ٹو ہے آسمانسے ہمکو
کیون در پہ کسیکے جایئے ہم — کیا کام کسیکے ہان سے ہمکو
کوئی نام و نشان کا ہمسے مت لے — ہے سابقہ بے نشانسے ہمکو

ہم دل سے **تراب** ہین قلندر
۲۳ آزادی ہے اک جہانسے ہمکو

کون چیز اچھی پھر آماہ اقادون تجھکو — ایک تل تھا سو دیا اور مین کیا دون تجھکو
عشق مین ہم ہین تو دی جان کا خواہان مت ہو — عاشقی جی کی ہی جی کیسے بھلا دون تجھکو
تیری دشنام کی عاشق کو ہوس رہتی ہے — تونے گالی دی مجھے کیون نہ دعا دون تجھکو
کچھ مجھے تیری سوا یاد نہین پڑتا ہے — یاد کسکی کرون کسطرح بھلا دون تجھکو
مرد وارستہ کونین سے کیا کہتا ہے — چاہون تو زلف کی پھندے مین پھنسا دون تجھکو
شیخ تو حاجیون سے پوچھ رہ بیت اللہ — یار کے گھر کی تو مین راہ بتا دون تجھکو

بیٹھ جاتی پانون پھیلا کر وہ سلطان کی طرح
زر سے جس درویش کا دست طمع کوتاہ ہو

نا مرادی کی سوا کچھ اور رہم خواہان نہین
یہ مراد اپنی حصول اکا ش خاطر خواہ ہو

چاہے کچھ ہو یا نہو سنیے دین و دنیات **تراب**
مرتے جیتے ہمدم اپنا اللہ ہی اللہ رہو

۱۶

یار و دشمن کی بدی پر تم نکو لو چپ رہو
عیب اوسکو کرنی دو تم کیہ نو لو چپ رہو

راہ چلتی تم پہ گر چھینٹین بچھڑ دے کوئی
فورًا اپنے گھر پہ آو داغ دھو لو چپ رہو

کھہ دی جو چاہی مخالف حرف نا موزون بکین
سنکے دلکو صبر کی سیزان پہ تو لو چپ رہو

خاک ڈالو چوری پہ مت ظاہر کرو
جانے دو کیسہ کسی کا مت مو لو چپ رہو

گر چمن مین باغبان سنکو نہ جانے دے **تراب**
بادا و در سے پھولون کی بو لو چپ رہو

۱۷

ابتو وہ دلفریب سے کام پڑا جو ہو سو ہو
حسن پر اوسکی نقد دل ہار گیا جو ہو سو ہو

ہوتی ہی اوسکے چار چشم لگ گئی میری ٹکی
جلوہ تو اوسکا آنکھ مین جما پی گیا جو ہو سو ہو

بکوا وسی سے کام ہی دل مین وہی مدام ہے
ہونٹھون پہ جسکا نام ہی ورد و دعا جو ہو سو ہو

ناصحو تم نہ کچھ کہو دیکھ سمجھکے چپ رہو
عشق کا زخم دلپہ تو کاری لگا جو ہو سو ہو

ہونا تھا سو تو ہو گیا ہوگا وہی جو ہوتا ہے
پوچھو نکچھ دوا نونسی بکتی ہو کیا جو ہو سو ہو

نشہ کا ہے عجب مزا محتسب آ تو جانی کیا
پیتے ہین می جو برملا کہتے ہین وا جو ہو سو ہو

یار نے دی ہین شراب پکی ہوئے ہین ہم خراب
جیسا ہو بھلا کہ **تراب** چاہو برا جو ہو سو ہو

شیفتہ ہون مین سے ترنا زواد اکا ہر طرح — جسطرح چاہو نمو اپنی طرحداری کرو
یار کا رخ پاکی زلفین کیون نہ لگیری مین — صدقے حکم آگیا اسکی گرفتاری کرو
گر تمہین منظور ہے منہ آرسی مین دیکھنا — دل مرا حاضر ہے لو اسکی خریداری کرو
اے صنم اللہ کا گھر ہے مسلمانو نکالو دل — مت خدا کیواسطے میری دل ازاری کرو
آہ سی مظلوم کی ہوتی ہے جنبش عرش کو — الاماں اے ظالمو ترک ستمکاری کرو
مت کہو عارض کی خوبی زلف سے دی ہوے — اے مسلمانو نہ کافر کی طرفداری کرو
عاشقی مین راحت و آرام مشکل ہے تراب — دلسے نت غمگین ہوا نکھونسے خونباری کرو

دو ستو یا مجھے اوس شوخ کی گھر جانے دو — یا مری حال پہ چھوڑو مجھے مر جانے دو
یار دست دعا کو اسی وقت سحر جانے دو — رات آخر ہوئی مہتاب کو گھر جانے دو
ڈرتے ہو کس لیے طوفان نہین آنیکا — اوسکے در تک مجھے بادیدۂ تر جانے دو
کیا ہوا اوسنے نکالا مین گیا ہون سو بار — یار و اکبار مجھے پھر تو ادھر جانے دو
خونسی ہاتھ تو رنگین ہے قاتل کا تمام — قتل سے دلکی مرا ہی کمر جانے دو
رہزنو مار دنہ قاصد کو مرے رحم کرو — یار تک کچھ تو بھلا میری خبر جانے دو
خوبرو تو نہین عشاق سے رکھتے ہین نباہ — عشق مین جسکی بگڑ جاے بگڑ جانے دو
کل کہا یار سے اک یار نے اوسکے یہ سخن — سیدھی عاشق سی رہو تر چھی نظر جانے دو
عشق مین رہے جو کوئی اوسکی تشفی ہے ضرور — آستین اشک سے بھر جاے تو بھر جانے دو
تب تو شرما کے کہا آنکھ جھکا کر اوسنے — اسکا چر چا نکرو بار دگر جانے دو
صبر و تسلیم و رضا چاہیے ہمکو بھی تراب — ہجر کا غم نکرو آٹھون پہر جانے دو

ردیف واؤ

بر نقطۂ موہوم پرکاری اوسکی محبت مین گئی
بیچارہ دل چھوڑا نہو تو دو کہ تو رہ جانے دو
لب دو دہان کی گفتگو مین اوسکے تراب
طالب ہے دشنام کی تو دشنام ہی دے جانے دو

ردیف ہا

بیمار ہجر یار سے اک دن نہ بچا ہائے
ہمکو کیا ہے اوسنے فدا ہائے ہائے
عیدکے دن بھی نہ آیا ہائے
یاد کرکے پیام اوسکا ہمکو رلایا ہائے
ہمکو تجھ بھولے نہین تو نہ بھلایا ہائے
جھوٹے وعدہ پہ ترے کیطرح رہ جاتا ہے
قصہ یوسف و زلیخا ہمکو یاد آیا ہائے
ہجر مین اپنی حیات تلخ سے دل بھر آیا
صبر مین ہمنے بہتیرا ہی مگر کر نہ سکا
ہجر کا غم ہمکو تراب

پیار ہی پیار دلکو نہ جادوگری سے لو — الفت سی لو پیار دلو دلبری سے لو
نذرانہ منہ دکھائی کا صبر و قرار ہوش — جب جانون زہرہ و قمر و مشتری سے لو
دیگر بید یونسی نہو دل کے واسطے — گر جی سی دی دیون تو زوار دیسی لو
اکدل تو مجھسے لیگیے اور اب ملے کہان — جنسے کہا ہو تمسے اوسی مفتری سی لو
یار دو جو مانگتا ہون مین دل سے رکات سے — کہتا ہی منسکے جا کسی حور پری سے لو
جام شراب ہاتھ مین لیکر وہ منعبچا — چھیڑے ہی محتسب کو کہ تم بھی ذری سی لو

باہر نہین ہے دل سے تمہارے شراب کچھ
جو رنگ چاہو سو دل نیلوفری سے لو

بلبلونسے کہتے ہین بادِ بہاران دیکھ لو — چند روزہ ہی بہار گلعذاران دیکھ لو
اشک تھمنے دو مراتب جایو ٹھہرو ذرا — بوندیان پڑتی ہین ہجاؤ یہ باران دیکھ لو
بیٹھے ہین عاشق تری کوچہ مین جو نقش پا — لگگئے ہین خاک مین وہ خاکساران دیکھ لو
کہتے ہین میخوار اب ہی مت کرو منع شراب — محتسب اکبم تو سر بادہ خواران دیکھ لو

کون ہو الائش دنیا سے تر دامن شراب
رہتے ہین دامن اوٹھاے ہمتو یاران دیکھ لو

جو اوٹھالیان رخ دل سے نقاب آرزو — بے تکلف ہو وہان وہ کامیاب آرزو
مبتذل کا ہیکو پھرتے اہل دنیا در بدر — گر نکرتا تا نفس شوم اونکو خراب آرزو
کیا ہوا و حرص سے ہی موج زن دریا نفس — اوٹھتے ہین اس بحر مین کیا کیا حباب آرزو
کسطرح چھلکے نہ کیونکر لب رہے پیمانہ خشک — شیشۂ دل ہو جو لبریز شراب آرزو

گر تھا ہی ہاتھ سو اک گل نہ ہاتھ آنا تھا — دستِ گل تم مرے ہاتھ نہ سے اسے گلفام لو
خالِ ہندو زلفِ کافر یار ایک ہی رنگ کے ہیں — پا بتیے ہندوستان پھر اور چاہی بشام لو
عشق میں ہرگز سلوک راہِ حق ممکن نہیں — شیخ جی تم عشق اوسکا ہمسے قرض دوام لو
اشک کی طوفان سے صدمہ کشتی آنکھوں پہ ہے — تو جلد آؤ کہیں دوبارہ کشتی تمام لو
دوستو پھر جاؤ ادھر اوسکو لو ادھر — اب کی بسم اللہ کہکے نامہ و پیغام کو

۳۹ — عشق بہرِ خدا غافل نہ ہو اوس سے **تراب**
ذکر سے اوس بت کے باز آؤ خدا کا نام لو

باغبان جیسے قلم کرتا ہے گل کی ڈال تو — گل کوئی توڑے تو ہاتھ اوسکے قلم کر ڈال تو
باوجودِ راست قدمی و بیان خوش قامتی — دیکھکے مجھکو عبث چلتا ہی ٹیڑھی چال تو
جال کاندھی پر نہ رکھہ صیاد کی صورت نہ بن — اسقدر للکاؤ مت نر لفونکی لینی بال تو
عاشقی کوئی مجھسے سیکھے طرزِ خوبی تجھسے لے — عشق کا اوستاد میں ہوں حسن کا تو اسال تو
غمسے تیرے روتی ہیں کچھ آبرو کھوتی نہیں — انسو کو میرے الظالم نکر پامال تو
عیب جوئی غیر کی کرنا بُرا ہے مدعی — خود نظر کرتا نہیں اپنے بُرے اعمال تو

۴۰ — کبھی اوسنے حال بھی تیرا نہیں پوچھا **تراب**
عشق میں جسکے ہوا ایسا خراب احوال تو

نیستی کی حد میں یارو رہ ہو — ہستی اپنی کھوے کی کچھ ہو رہ ہو
طالب و مطلوب کہنا ہے دوئی — ایک ہو جاؤ کہن مت دو رہ ہو
ظاہر و باطن وہی ہے جلوہ گر — دیکھئے اور بوجھئے اوسکو رہ ہو

کل جو اوسے معلوم ہوا آنا ہی تراب اسطرف کہا
۴۳ آتا ہے تو آنے دو اور جاتا ہے تو جانے دو

جو دل مین عاشق بیدل کے رنج و درد ہو — تو اوسکے منھ کا رنگ زرد زرد ہو
یہ گرمی سردی یہ تعب مجھے پڑا پالا — کسی کا اشک نہ یون گرم و آہ سرد نہو
کیا ہے عشق نے مجنون کو بادیہ پیما — ترا دوانہ بھلا کب یہان نورد نہو
وہ بار بار کسطرح جھاڑے دامن کو — گلی مین اوسکی جو عاشق کی اڑ لی گرد نہو
بنے گا ہاتھ سے کیا اوسکے کام غیر دنکا — جو اپنے کام مین چالاک و پا نمرد نہو
سنہرے روپ اوسکے عجب یک ہی داہ — شبیہ اوسکے کبھی رنگ لاجورد نہو
اوسے تو آنکھ مین سرمہ لگانا واجب ہے — وہ ترک کیا ہے جو پاس اوسکے کرد نہو
جو بھیڑ دیکھکے بھاگے اور باندھی شیر بچہ — وہ بزدلی سے کہو طالب نبرد نہو

گلی مین تیری نرکھا قدم کبھی سنے
۴۴ تراب اوسکے لیے تو بھی کوچہ گرد نہو

یار و غم دلکا سہو چاہو مرد چاہو جیو — شوق مین اوسکے رہو چاہو مرد چاہو جیو
عشق مین دل پہ جو کچھ چوٹ لگی سہ جاؤ — منہ سے اف بھی نکہو چاہو مرد چاہو جیو
غمسے آنسو نکل آئے تو نکل آنے دو — اشک کو ساتھ بہو چاہو مرد چاہو جیو
یار اگر حشر تلک وعدہ دیدار کرے — دل سے مایوس نہو چاہو مرد چاہو جیو

کون آتا ہے یہان کون وہان جاتا ہے تراب
۴۵ یان اور وان تم ہی تو چاہو مرد چاہو جیو

دیوان تراب

ردیف واؤ

کل اشتیاق مین اوسکے موے تھے جو بیمار
بھلا ہوا کہ وہ اوسکے سامنے نہ گئے

جو اشتیاق مین مرد دیکھنے اوسکے
بچا تھا جی مرا سو بھی اب نہ بچ سکے

نہ پوچھ عشق کا اپنے جو حال ہے اوسکے
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ستم ہے عشق مین اوسکے ہمارا جی جانا
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ہمارا خاک بھی اوسکے بغیر ہے بیتاب
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ہمارا عشق مین مجنون سا حال ہے اوسکے
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ہمارا عشق مین مجنون سا حال ہے اوسکے
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ہمارا عشق مین مجنون سا حال ہے اوسکے
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

ہمارا عشق مین مجنون سا حال ہے اوسکے
کہ اوسکے ہجر مین ہم کیا کہین کیا کیا نہ ہوا

لکھتے لکھتے کہتے کہتے تھک گیا | اب کہانتک نامہ و پیغام ہو
قاصد اوس سے کہیو میرا رام رام | شاید اس کلمے سے کافر رام ہو
کسطرح لاؤن مین اوسکو دام مین | ہاتھ مین میرے نہ جبتک دام ہو
عشق کیا انصاف ہے تیرا یہی | مین رہون ناکام و سب کا کام ہو

۴۸ | چوم لے مجنون قدم تیرے **تراب**
کون ایسا عشق مین بدنام ہو

جو غمخواری کرو میری تو دل سے میرے غم لیلو | تو بندہ ہون تمہارا مفت مے دام و درم لیلو
لگالو اپنی چھاتی سے مجھے اک روز جھکے | کسی سے مین نہین کہنے کا جاہو قسم لے لو
عیادت کے لیے گر عاشق بیدم کے آئے ہو | ق تو ٹھہرون دم ہر مین اوسکی یک ساعت جم کے دم لیلو
دکھاتا ہون تمکو نبض و لکو ہاتھ مین لیکر | مسیحائی کرو نذر اوسکی ارا و کرم لے لو
کہا رو رو کے شب مینے چمن مین با غبانو سے | جو شبنم یان نہ پرٹی ہوتی ہو انسو سے نم لے لو
امیرونکی خوشامد کرتے ہو اتنی عبث یارو | فقیرونسے ملو کچھ فقر کا جاہ و حشم لے لو

۴۹ | جو گھر مین یار کے جاتا ہون ہمسے غیر کہتے ہین
تراب اسوقت بتخانے مین جاتا ہی قدم لے لو

جو چاہے کہ قحط و با دور رہو | پڑھے یا ولی اولاد دور رہو
وبا آتی ہے شامت عشق سے | کرو توبہ مانگو دعا دور رہو
جہان مین ہو اخواہ صحت ہین سب | الٰہی وبا کی ہوا دور رہو
نزول بلا ہے بہت اندنون | کرم سے ترے ہر بلا دور رہو

مجھے تو پھر نہو بیتابی و پریشانی
جو تو نہ یار کے گیسو کی تابدار نہو

ترے فراق نے مارا مجھے کہین کیا
اسی سے پوچھ لے میرا جو اعتبار نہو

اب آ کہ چھاتی سے لگ جا ملا کہ دل کا دل
جو تیرے دل مین مرے دل کی کچھ قرار نہو

خدا کا رحم و نبی کا کرم کھلے کسطرح
۵۲ اگر تراب سا کوئی گناہگار نہو

صنم کی یاد مین کیون آج دل اداس نہو
رہے وہ کل سے کہان یار جسکے پاس نہو

اُمید وصل نہ کب تک کٹے مری اوقات
لگی کہ روئے آئی کسو کی آس نہو

تو کیا سمجھکے یہ کہتا ہے مجھسے اے ناصح
فراق یار سے اتنا تو بیحواس نہو

مین اوسکی چاہ سے کیون باز لاؤن بنجاؤن
کوے مین کاہے کو جاکون اگر پیاس نہو

جہان بنا ہے مرا دل وہ دور ہے منزل
وہ پھول پھول نہین جسمین اوسکی باس نہو

وہ خاک راہ ہو تونسے بناوے پیرہن
بدن پہ جسکے کپڑے دھوکر کا لباس نہو

ملیگا اے دل مشتاق تجھسے کچھ نہ صنم
خدا کو یاد کر اتنا بھی ہراس نہو

تراب جس بت کافر سے لو لگی ہے تری
۵۳ نچھوڑنا اوسے جب تک خدا شناس نہو

بلبلو تم پہ مبارک رہے گلزار کی بو
پھول پھر مجھسے لائی ہے صبا یار کی بو

درد سر دور ہوا آنکھو مین خنکی آئی
چڑھ گئی سر پہ ہوا کف صندلی دستار کی بو

طرۂ زلف کی ہر تار مین ہے بوے سمہاگ
اوسکو لگتی ہے کہان مادۂ تاتار کی بو

تمام اک شوخ برہمن کا مجھے سمرن ہے
کیون نہ تسبیح مین ہو رشتۂ زنار کی بو

کیون نہ مرجھا بدن گل کیطرح بے شبنم
یار کے بر مین جو پوشاک ترا اندام نہو

محتسب کو ن مزہ ہی شب وصلت مین اگر
مطرب و چنگ نہو ساقی نہو جام نہو

عشق مین کام پڑا ہے میر نزدیک یہی
یار سے کام ہے غیر سے کچھ کام نہو

۵۶

یہطرح رہتی ہی صحبت تجھے خوبو نسے **تراب**
مین تو ڈرتا ہون کہین خلق مین بدنام نہو

یا الہی بانکی صورت پر کوئی بدنام نہو
زخمی تلوار ہو ابرو کا کوئی گھائل نہو

جھٹ ترشروئی سے دیتا ہی جواب تلخ وہ
یا شیرین لب سے کوئی میٹھے کا بھی سائل نہو

روی جان دیکھکر مہتاب کی ہو رنگ زرد
زلف کالی گوری گھر سے برا گر حامل نہو

تف ہی ایسی زندگی پر خاک ایسی زیست پر
ہجر کا غم دلسے اک دم بھی اگر زائل ہو

ناصحا ناحق ملامت سے لگائی تو نے جھک
بات ایسی چاہیے کہنی کہ لا طائل نہو

لیلی و شیرین کب اُسکے ہاتھ سے ہو پائمال
اوس پری پیکر کے پاؤنین اگر پائل نہو

ہکو ہر کثرت مین واحد دیکھ پڑتا ہی **تراب**

۵۷

وہ موحد ہی نہین وحدت کا جو قائل نہو

ملا دی کوئی خدا کیواسطے اوذت سے پھر مجھکو
مٹا دے یا ہمارے لوح دلسے کلفت غم کو

رہون چپکا نہون نالان چھپاؤن کسطرح لیکن
رخ زرد و لب خشک و تری چشم پرنم کو

پھنسایا مجھکو ناحق گندمی رنگونکی نسبت مین
نکالا جسنی گندم کے لیے جنت سے آدم کو

ہلال عید بدلی مین کسی گر دیکھا جاے
دکھاکے چرخ کی کوٹھی پر تو اپنی ابرو خم کو

پسینا منہ پر ہی گرمی سے اوس خورشید طلعت کے
کسی نے دنکو دیکھا ہی ٹپکتے گل پہ شبنم کو

دیوان شاہ تراب

ردیف واو

۶۲

دو رو نزدیک برابر ہے جدا ہیں تراب
عشق مین دلکو کسی آن نہین غم سے بچاؤ

جو کسی پیر کا بیر کا ہو — اشنا کب وہ محمد فقیر کا ہو
وہ تو صیاد ہے اوسی کیا غم — وحشت بلبل اسیر کا ہو
کون اوسکی کرے نگہبانی — جو نشانہ نگہ کے تیر کا ہو
چاہت جسکی لگی ہو شیرین سے — کیونہ خواہان وہ جوے شیر کا ہو
گرد سی میرے مُنہ پہ پائے نہ کیون — رنگ جسپر پڑا عبیر کا ہو
وہی ہمدم ہے اور وہی ہے یار — جو مصاحب دم اخیر کا ہو
نہ چھپا مجھسے جان کہدے صاف — مدعا جو تری ضمیر کا ہو
اہل دنیا کا ہو جو دست نگر — کب وہ مقبول دستگیر کا ہو

مہربان جسپہ ہو تراب فقیر
کیون غم صعب وہ امیر کا ہو

ابھی ناصح کی مُنہ سے قطع گفتار ملامت ہو — جو کوئی اہل ملامت ہے کہین صاحب سلامت ہو
خدا اسی دشمن مین سر کی اگے گھڑ امت ہو — مبادا فتنہ برپا ہو کہین شور قیامت ہو
وہ البتہ تماشا عالم بالا کا دکھلا دے — کسیکا خوش نمائی مین جو ایسا قد و قامت ہو
وہ باد تند سا دشمن ہے مشت خاکی میری — گلی مین یار کی کسطرح یارب طرح اقامت ہو
فقیر ذکا قدم رد بلا مشہور ہے یارو — خلاف و سرکشی اونسی کرے وہ جنکی شامت ہو
ہی یار دنسی زیادہ تر توجہ چاہیے مجھپر — جو تیری دلپن کچھ ثابت مراعی قدامت ہو

ردیف ہائے ہوز

۱

یار و کرتا ہے علاج اور سب آزار کی وہ — نہین جانتی ہے دوا مجھ دل بیمار کی وہ

کون کہتا ہے تجھکو تراب
کوچۂ یار کا گدا ہے تو

۲

مجھسے کہتا ہے جان بوجھکی یار — سچ بتا کس پہ مبتلا ہے تو

واہ اپنے قتیل سے آپی — آرزومند خونبہا ہے تو

اوس سے کہتا ہی بخشیے تقصیر — مار کے جسکو گھر گیا ہے تو

سب سے کہتا ہی بخشیے تقصیر — مار کے جسکو گھر گیا ہے تو

ہے بحکمت داد و دش تیری — کہین درد اور کہین دوا ہے تو

بیدلون پر تجھے کب اے رحم — اہل دل کا تو دلربا ہے تو

تجھسے ہرگز نہین بھروسا اب — سخت بیمہر و بیوفا ہے تو

اے صنم پرستم خدا سے ڈر — نہین کیا بندۂ خدا ہی تو

اوس سے کہتا ہی بخشیے تقصیر — مار کے جسکو گھر گیا ہے تو

واہ اپنے قتیل سے آپی — آرزومند خونبہا ہے تو

مجھسے کہتا ہے جان بوجھکی یار — سچ بتا کس پہ مبتلا ہے تو

کون کہتا ہے تجھکو تراب
کوچۂ یار کا گدا ہے تو

ردیف ہائے ہوز

۱

یار و کرتا ہے علاج اور سب آزار کی وہ — نہین جانتی ہے دوا مجھ دل بیمار کی وہ

ونیا و دین اس صید مین جسکے بدانہو — آزردہ انساسے اگر خدا نہو

گر حشر مین شفیع رسول خدا نہو — تراب ہمیشہ دعاے تراب ہے

رسوا کسی سے کیے عشق مین کوئی گدا نہو

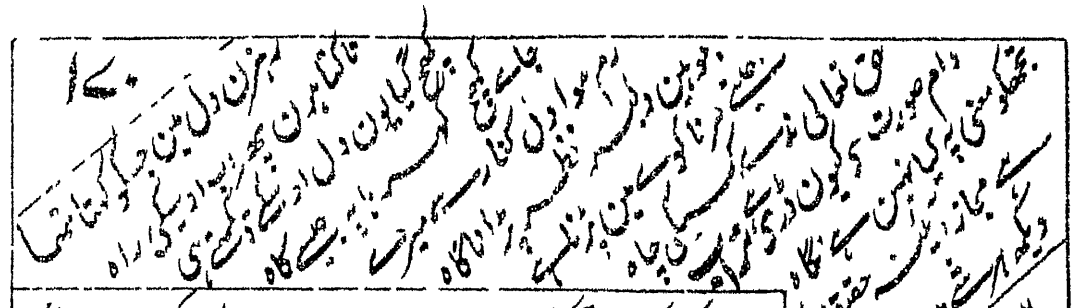

پیارہی کیونکر نہ کرہی تجھکو کوئی پیار بھلا
پیارہی ماہین سبی اور دیکھی ترا پیار امنھ

مہر کو ذرہ ہین اور بحر کو قطرہ ہین دیکھہ
زیادہ اور کیا لہون سی بات بڑی جھوٹا منھ

تم وجہہ سی معدوم ہوا سب ہین ہے وہ
منھ کیا ہمنے جدھر یارہی کایا یا منھ

بیسی وشیا کی نمایش پہ تو یار وقف ہے
نام کے واسطے کرتا ہی نگین کا لا منھ

جسکو برون کی توجہہ سی سروداری
اوس سے بیرونی کرہی روبرو کوئی کیا منھ

روے مرشد کا ہین جسن روزہی دیکھا ہی ترآب
مدعی دیکھہ کے رہجاتے ہین سب میرا منھ

واہ کیا زیبا ہی کاکل گوری عارض پر سیاہ
وصف اوسکا موبمو لکھی تو ہوے دفتر سیاہ

ظلمت اوسکی کسطرح روی مسلمان پر نہو
زلف ہی کافر سراپا از قدم تا سر سیاہ

رنگ و بوی زلف کو یکمو نہین لگتا نہین
گرچہ ہی ہمرنگ اوسکی مشک اور عنبر سیاہ

ابرو خمدار کی بالو نمین ہی کچھہ اور ہی لطف
جسطرح تلوار فولادی کا ہو جوہر سیاہ

ترک چشمونکی سیہ مژگان کا عالم کیا کہون
قتل دل کیواسطے رکھتے ہین وہ خنجر سیاہ

ہے مسی سے نیلگون اوسکی در دندان کا رنگ
دیکھہ لے جسنے ندیکھا ہو کبھی گوہر سیاہ

طالب دنیا کی دلمین نور حق کسطرح
دل اوسکا ہو گیا از حب سیم و زر سیاہ

کیا ہوا صورت بنا ہین دل انکا ہی خراب
خوبی اونکی کہتے کیا باہر سفید اندر سیاہ

جب سے اوسکے خال ہندو کا خیال آیا ترآب
پڑ گیا ہی دلپہ میرے داغ اک تل بھر سیاہ

جسکو ہرگز نہ تھی مری پرواہ
لگ گیا دل مرا اوسی پر واہ

کوئی خدا کیواسطے اوس سے نہ پھیرے **تراب**
جسکی صورت مین نظر پڑتی ہی مرشد کی سبیہ

۸

چمک ہی منہ کی ترے اور ہی کچھ حجاب کے ساتھ
مثال اوسکی ہی کس روسے آفتاب کے ساتھ

کری ہے دید تری کیا وہ شوخ بے پروا
مجھے تو رشک ہی پیارے تری نقاب کے ساتھ

تو دل جلا کی مرا کہہ لی تلخ ترش جو چاہ
مزہ تو مرچ کھٹائی کا ہی کباب کے ساتھ

سمجھ کے کھیو قدم محتسب تو اونکی طرف
کہ امتیاز بھی ہی شرط احتساب کے ساتھ

نماز روزہ کو چٹ کرکے رند کہتے ہین
گزک بھی چاہیے مستونکو کچھ شراب کے ساتھ

نظر پڑا تھا کہین یار خواب مین اکروز
اسی سے ہجر مین رغبت ہی مجھکو خواب کے ساتھ

تراب تیری محبت مین جو کوئی جی دے
حشر نہ اوسکا ہو کیون شاہ بوتراب کے ساتھ

۹

یہ دل مین آج گذرتی ہی اضطراب کے ساتھ
رقیب کل سے ہی کیون یار کی رکاب کے ساتھ

رکھیگا کبتلک ہی ناصح آستین اپنی
ہماری چشم تر و دیدہ پرآب کے ساتھ

ہمین تو رونا ہی سجھے ہے اور کیا کہیئے
کیا ہی عشق نے جو کچھ دل خراب کے ساتھ

کھلی ہی یون ہو معلم کی کیفیت مجھپر
کہ جیسے بحر ہو سرتا قدم حباب کے ساتھ

خدا کیواسطے تنہا اوسے نجانے کوئی
خدا ہی ساتھ تو اک خلق ہی **تراب** کے ساتھ

۱۰

بلبل کو غم گل نہو ہرگاہ زیادہ
نالان رہے کیون شام و سحرگاہ زیادہ

یارو وہ تمھین دیکھکے آویگا ادھر کم
بیٹھو نہ سر راہ گذرگاہ زیادہ

ردیف ہاے ہوز

۱۲۵

وہ بے تمیز اذنا اہل ہی بلا شبہہ — جسے تمیز ہو اہل امتیاز کے ساتھ
بھلا رقیب کہان جاے اوڈر کی در سی ہے — سدا جاز کا کورا ہی جہاز کے ساتھ
خود اوسکو دیکھیے یا اوسکو پوچھیے ناظم — حضور چاہیے اہی شیخ یون نماز کی ساتھ

تراب کام ترے سر نہیں ہوجاین
۱۲۶ جو لو لگاے خداوند کارساز کے ساتھ

جو شاہ تھا سر تا قدم اللہ کا سایہ — ہے سر پہ فقیرونکی اوسی شاہ کا سایہ
اللہ کسی دل مین مسلمان کبھی نہ ڈالے — زلف سیہ کافر گمراہ کا سایہ
آسیب زدہ مت کہو اوسکو نہ دوانا — عاشق ہی پڑا اوسپہ تری چاہ کا سایہ
پر چلتی نہ بلبل کے نہوتا کبھی گل خشک — گر باغ مین پڑتا نہ مری آہ کا سایہ
آئینے مین پڑتا ہی وہ رخسار کا یون عکس — دریا مین پڑے جیسے شب ماہ کا سایہ
ہر شے مین پڑے دیکھہ اوسی شکل اوسکی — جس دل مین پڑے عارف آگاہ کا سایہ

کم ظل ہماے نہ تراب اوسکو سمجھنا
۱۲۷ ملتا ہے کسی پیر کی درگاہ کا سایہ

کیون نہو عشق مین لب خشک رخ زرد کے ساتھہ — آہ نکلی ہے تہ دل سے عجب درد کے ساتھہ
یار اسطرف جو ہو نکلی تو دھوڈالے پاؤن — دلمین یون اوسکے کدورت ہے مری گرد کی ساتھہ
جسکو چسکا ہی تری یون لب و عارض کا — اوسکو عناب مین کیا دون رطب و درد کی ساتھہ
مثل خورشید قرار اوسکو نہین اک جاگہ — رہ سکی کون وہ صہبا دہان گرد کی ساتھہ
یار چھٹ کسکو منصفی پہ مری آوے ترس — رکھے بدمعرکہ خدا ایسے جوانمرد کی ساتھہ

نہین اُسکی زلف مشکین سے ہوئی یکبو خطا زر کو
پڑی ہے کیون قسم پر اوسکی شرمندہ افگندہ

بلا ہین زلف کی گر ہین غضب ہے بال کی بھانسی
خدا والے عاشق کی گلی مین زلف کا پھندا

مجھے وہ گالی دیتا ہی مین دیتا ہون دعا اُسکو
اوسی مبری غرض کیا ہی مین اوسکا ہون خیر مند

جو کوئی چاہے کہ دوزخ سے نجات اوسکو میسر ہو
مفید ہو شریعت کا طبیعت کا نہو بندہ

مصاحب جسکے ہو رہیے ترابؔ اوس سے یہی کہیے
ہمیشہ اپنی خدمت مین مجھے رکھیو خداوندہ

۱۷ ردیف ہمزہ

نہین لگتی کہین ہمسری آنکھ
جب سے دیکھی میان تمہاری آنکھ

مین تو قربان ہون انکھ پر تیری
کیا رسیلی ہی کیا خماری آنکھ

سرمہ دنبالہ دار آفت ہے
مارتی ہے یہی کٹاری آنکھ

سبکی آنکھین جھپکتی ہین مجھسے
حق نے دی تجھکو ایسی پیاری آنکھ

غش کیا مجھکو اوسکی چتون نے
ٹکٹکی لگ گئی نہ ماری آنکھ

دستہ نرگس اوسنے دیکھنے ہی
پھیری غصے سے ایکبار ہی آنکھ

چشم نرگس مین پڑ گئی پھلی
ہوگئی نظری اوسکی ساری آنکھ

کون ہو چار چشم اوس سے اب
جھلملائے نہ کیون بچاری آنکھ

وہ تو ہر دل عزیز ہوگا ترابؔ
جسکے اوپر پڑے تمہاری آنکھ

بیطرح زلف لگی ہی رخ گلفام کے ساتھ
بیچ کھایا ہی عجب کفر نے اسلام کے ساتھ

خال ہندو کی جبک دیکھ پھنسا زلف مین دل
کیون نہ صیاد رکھے دانی سیہ دام کے ساتھ

۱۸ ردیف ہاے ہوز

دل

اس زمانے مین اوسکی صاحب
گر ہین ہو نقش حسن کے دل لاکھ

زلف کا رنگ ماہ رخ پہ ہے یون
جو مہینے مین ہو اندھیرا پاکھ

قرب عاشق بنا رہے کیونکر
چھلنے مین قوی گلی کی زاکھ

ماے انکھ نہ گھر سے آیا باہر
جب سے آخر ہوا ترابؔ کا دل

۲۳

ترآب

سعلم سے کوئی کہدے وہ لڑکی کی شرارت سے
کہین بترسوں کہ مرے دل کا یہ پیام

ہزاروں کے چمن ایک گل بھولا ہی نافرمان
ہزاروں بلبلین گرداسکی من مشتاق نظارہ

مسافر کیون نہ بھولے گھر لگا ئے کیون نہ والستر
ملے غربت مین مفت اوسکو اگر معشوق بیپاریہ

نکما جان کے مجھکو کہا اک شوخ برفن سے
۲۱ **ترآب** ایسا بھی ہوتا ہے کوئی دیوانہ ناکارہ

جدا کچھ نہین یارہ کرے کیا تین بیچارہ
ہر بنہ پارہ ہر پارہ اسر پھر ہو بن جاتا ہے

نرونا ہو نہستا ہی کچھ کسا ہنستا ہے
شراب عشق جیلی ہو ہر اندہین ملیارہ

محبت جب ہوئی غالب نہین چھپتی چھپائی ہے
افغان و آہ و نالہ سے ترا ہر بن مو نظارہ

وہ اسکی قدر کیا جانے خدا فظ مین تا ہون
پڑا ہی ہاتھ من لڑکی کہ نہ دل ہی نہ

ہوا ہی سر بمذہب سے زاہد کو خبر کیا ہے
وہ طفل شیر خوار ہی ہوا ہے پیر کا

دکھا دو آنکھ سے میری تو ناصح ہین ابھی
کریگا تجھکو تر دامن قمر آہ و فارہ

وہ دلبر سیر دھر کے ہاتھ کے کر لگا کہنچی
ہوا ہی عشق کی گرمی سے تیار دل آبگارہ

ترآب دس شخص کو ہم نیک و خوش اوقات کہتے ہین
۱۰ خدا کی یاد مین جسکی کٹے اوقات ہموارہ

نہین ہے شاہونکی اوسکو پرواہ شان کہتا ہے
اودھر کی دنیا ادھر ہو لگجائے رخ پھیر کیطرف ادھر

پڑا لائی ہی کیا ادا ہی کہ دل ما کر ہوا جاتا ہے
جو ملسی اوسپہ مرتا ہی کبھی نہ آویگا اوسکو گھر وہ

کری ہی غیر و نیہ تو ان تلطف رکھے ہی ہر تغافل
مجھے ہی ہا رہی سی اسف کہ وکہ ہی نہین خبر وہ

مین اوسکی بیداد کا ہون ما را وہ بیوفا مین جا نثار
فراق اوسکا نہین گوارہ کہین اوسے ملے آرزو

مین تو ہون عشق مین رندی و مستی کو مجنون مجھے — جی مین کچھ لاؤن نہ میری حالت ابتر کو دیکھہ
حاضرات اوسکی کرو جسکا مجھے اسیب ہے — غش ہوا ہون فکر سے مین اکبری پیکر کو دیکھہ
ہمکو بتلانے مین زاہد حق کو دیکھا سچ بتا — تو بھی کچھ حق سے ملا محراب و منبر کو دیکھہ

۲۴ — جسطرح صورت مین پیغمبر کی حق دیکھے ترآب — ۲۲۴
اوسطرح مرشد کی صورت مین تو پیغمبر کو دیکھہ

جیسے بلبل کو ازل سے دوستی ہے گل کیساتھہ — ویسی ہی صیاد کو دشمنی ہے بلبل کے ساتھہ
غصے مین اپنے طرہ پریشان دانستہ ہون دل سیاہ — موجود ہے مجھکو نسبت یار کی کاکل کے ساتھہ
زلف کو اگر تو سنبل خوش سے کیا ہے اوسکی قدر — پیچ و خم کو اوسکے مت نسبت دو سنبل کے ساتھہ
صحت ہے ہو راحتی کا گلو گیر اس قدر — دم نکل جائیگا اوسکا نالۂ قلقل کے ساتھہ

۲۶ — دل ہوئی کتنے کباب اوس چشم میگون پر ترآب — ۲۲۵
کچھہ گزک لو چاہیے مستون کو جام مل کے ساتھہ

در دل سنگے مسکرایہ وہ — پیر پر ترس کچھہ نہ لایا وہ
منقبض تھا ہی ہجر سے یہ دل — جان کے غنچہ کھلا یا وہ
غم سے جل بجھ گیا من ہولی مین — دھول اڑانے کو بھی نہ آیا وہ
کل تو شوخی سے مجھکو قتل کیا — آج کیا دیکھکے لجایا وہ
اوسکے دلمین نہین جگہ میری — ۲ دلمین میرے بھلا سمایا وہ
سرو قد کے قدم تلے ہو دل — ۳ چاہتا ہے یہ زیر سایا وہ
بھولنے کا نہین ترآب اوسے — اوسکو دیتا ہے کیا بھلایا وہ

دیوان شیخ محمد علی تراب

شمع محفل مین کھڑی روتی تھی پروانے کے ساتھ
گھر مین لیلی ہنس رہی تھی قیس دیوانے کے ساتھ

ساقیا آتے ہی تیری گرم مجلس ہو گئی
چھڑ گئی مے قلقلون کی ایک پیمانے کے ساتھ

گھر بنایا ہے خدا کا کر کے بتخانہ خراب
شیخ جی کو لاگ ہے دیر و بتخانے کے ساتھ

تو تو اے شاطہ پکڑی ہے الٹ اوسکی بطرح
کیا خطا کی زلف مشکین نے ترے شانے کے ساتھ

دل کو ڈس کی بل نے کھائی کسطرح لعل سیاہ
زہر کرتا ہے اثر کاکل کھانے کے ساتھ

شامت اعمی کی باعث ہوتی ہین اونی بلا کی
ہے مثل مشہور لپٹ جاتی ہین گھنگھرو کے ساتھ

خلق سے کیا اوسکو مطلب شہر سے اوسکو کام
جسکو وحشت مین ہوا ہے انس ویرانے کے ساتھ

خوبرو کرتی ہین بد خلقی عبث عشاق سے
خلق یکسان چاہیے اپنے او بیگانے کے ساتھ

چھوڑ کے ہمکو یہان وہ گھر چلا اپنے **تراب**
ہے رقیب اوسکا مصاحب ہم نہین جانیکے ساتھ

شمع سے ہو کے مات پروانہ
مر گیا جل کے رات پروانہ

اوسکا منہ دیکھتے ہی لگ گئی آگ
کہنے پایا نہ بات پروانہ

چھپ کے فانوس مین وہ بیٹھ رہی
رہ گیا مل کے ہاتھ پروانہ

کسی صورت پھر اوسکے ملنے کی
نہین پاتا ہے گھات پروانہ

جبتلک بال و پر ہین آڑتا ہے
پا دے کیونکر نجات پروانہ

خیر چاہے تو پھر اودھر
نہ کرے اعتماد پروانہ

یار کا میرے منہ اگر دیکھے
شمع پر مارے لات پروانہ

جس جگہ پر چراغ جلتا ہے
جلتا ہے اوسکے ساتھ پروانہ

تراب اجمال تیرا ہمکو کل پہونچا مفصل سب
نتھی کوئی بات جو تجھ سے ہم چھپائی ہو

۲

عبث ہوتا ہے اب منکر دلیل عشق ہو ظاہر
نمی آنکھوں کی زردی منہ کی سوزش تیرے سینے کی

جب وصل ہو ترا وہی ساعت سعید ہے
مدت کی گھڑی لگے ہے وہی ساعت سعید ہے

غیر و نکو گھر میں جاتی ہو جب چاہتی ہو تم
میرے ساتھ اتفاق وہی وعدہ وعید ہے

صورت پرست کہتے ہے اوسے بتپرست
صورت میں جسکو عین مصور کی دید ہے

گلشن میں جس نہال کو آزاد کہتے ہیں
سو اوسکے قد کا بندۂ بے زر خرید ہے

کل اوسنے سن کے میری کہانی کہا **تراب**
یہ واردات تازہ یہ قصہ جدید ہے

۳

جو بد دماغ ہو ہی عاشق کی کوشش سے
کیا حال عرض کیجیے اوس میرزا نش سے

ہر اک قدم پر اوسکے ہوتا ہی کبک صدقے
وہ خوشخرام دیکھو آتا ہی کس روش سے

پھر آیگا وہ دلبر اتنا نومت ہو مضطر
ہوتا ہی جی مکدر ایسی تری طپش سے

اوسکا یہانتک آنا ممکن نتھا کسیطرح
لایا تھا میں یہاں تک کر کوشش و کوش سے

گر باغبان نہ ہمسے رکھتا عناد قلبی
کب چھوٹتے چمن ہم صیاد کی خلش سے

گو بندگی میں تیری بندے سے کچھ خطا ہو
چوکو نہ بندہ پرور نم اپنی پرورش سے

ساقی **تراب** کو دے اک جام بھر کے ایسا
زائل ہو عقل اوسکی فارغ ہو سر زنش سے

۵

آیا بدن پہ ضعف قوی مضمحل ہوئے
ٹوٹا کھمنڈ تاب و تواں سب بخل ہوئے

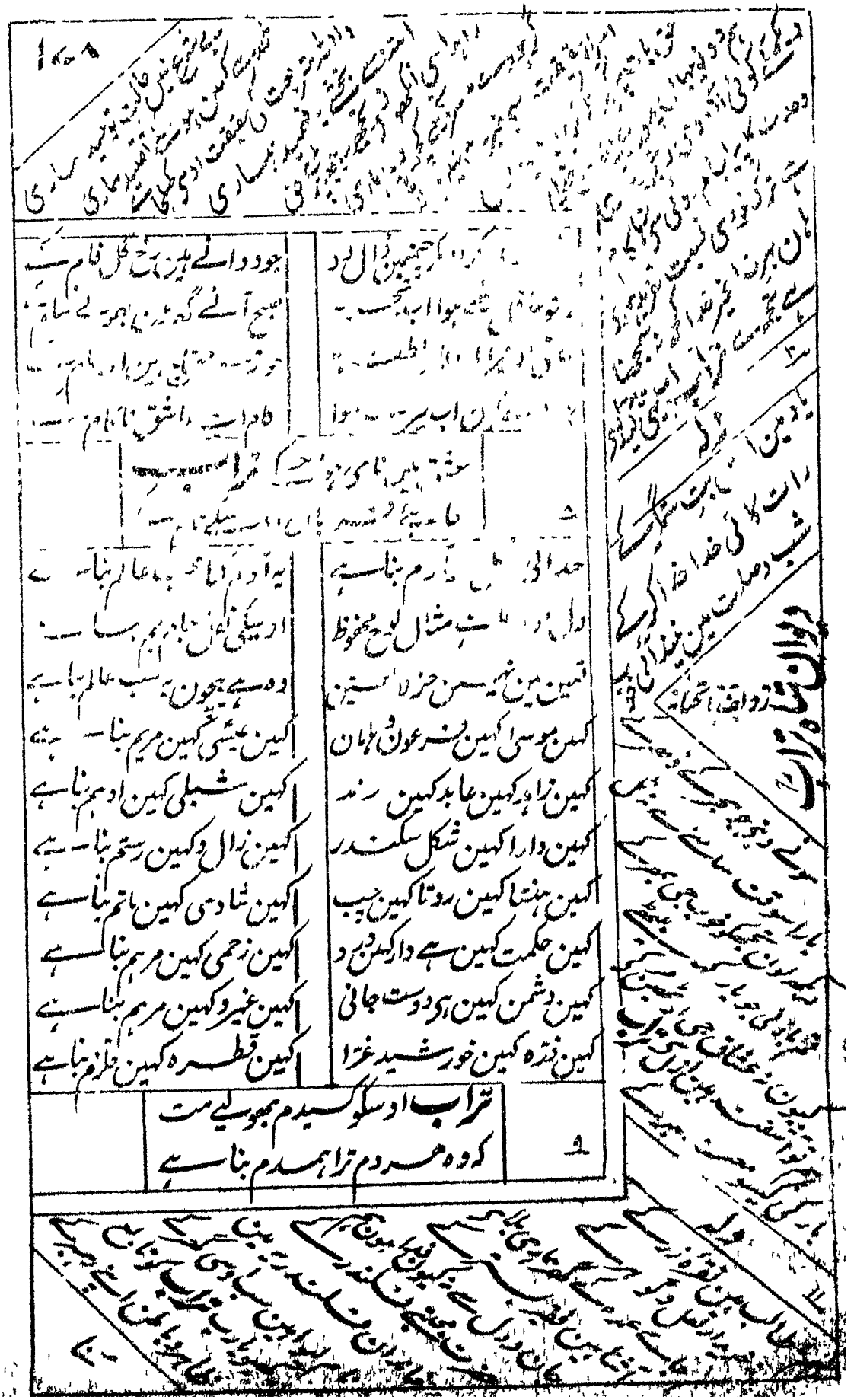

نفخت فیہ من روحی کا دم بھرے
۱۳ تراب آگے نمرطا الکسانی

ہین تجھسے بڑھکے کیونکر جاؤن آگے
نہین پڑتا ہے میرا پانون آگے

ترے پیچھے ہین جی لا ازل سے
کیا چل مجھپہ ترا دانون آگے

کہان صحرا سے باہر جاے مجنون
نظر آتا نہین کوئی گانون آگے

جگر خون ہوگیا غم کھاتے کھاتے
زیادہ اس سے کیا غم کھاؤن آگے

وہ ہمدم ہمقدم میرا ابھی ہو
جو پانی اشک سے چھڑکاؤن آگے

وہ ایسی ہے اندھیری رات کا چاند
اوسے مشعل مین کیا دکھلاؤن آگے

جہان مین عشق کی آدم ہوگا خالی
جہان دل بجز ہمکی ہوگا خالی

نہین بار کا اسم مسمی خالی
شہید وفا کے کوچہ کا ہر کوچہ

ہوئی جسروز سے دل مین ہوا نشانہ میری
جبتون سے ہو دلبر الیار سب الصنم خالی

تراب زود سنے ہین کل دیکھتے ہی دل مین
نہین ہے حلت و حرمت سے بہ آہو کی رم خالی

ٹوپی مین اوسکی سرخ نہین فور ہی لگی
یہ دل کے لہو پینے کے لیے دور ہی لگی

نرگس کیطرح لگ گئی ہے ٹکٹکی اوسے
سیری تو نکی یار ترا زور ہی لگی

یار دا وسی نے دلکو مری کشتہ خون کیا
مہندی یہ کہی انگلی مین پور ہی لگی

کیا کیا حلاوت اوسکی لبونسے ہے چٹی
میٹھے کی چاٹ مین میٹھی ہو ہی لگی

اے کاش بعد مرگ بھی دیدار ہو نصیب
یہ آرزو **تراب** کو تا گور ہے لگی

سر دھرے ہے غضب شوخ جفا کارونکی
کر رہی ظلم سے بازار ستمگارونکی

گھاؤ کاری جو لگا دی مژہ ابرو سے
احتیاج اوسکو نہین برچھی تلوارونکی

جان و دل نذر کری بار بنا دی تو بھی
کیفیت پوچھو نہ کچھ خونکی دربارونکی

کسطرح سب کی طرف یار برابر دیکھے
ایک مطلوب ہے کثرت ہے طلبگارونکی

گھر مین غیرونکی تو رہتا ہی ہے مجنون بسون
خانہ ویرانی ہو کیون کر نہ ترے یارونکی

دختر رز کو بغل مین لیے پھرتی ہین ندر
محتسب دیکھ تو کیا شوخی ہے میخوارونکی

کہکے بہانہ طبیب اپنی لگا ملنے ہاتھ
نبض دیکھی جو تری عشق کے بیمارونکی

ہاتھ مین لیکے چھری کرتی ہین صیاد شکار
عیش کیون تلخ نہو مرغ گرفتارونکی

یار کہتا ہے مین لیتا ہون خبر دل سے تری
کیون خوشامد کرون اغیار کی مکارونکی

بیشک حاسد سی ہلو کیا غم ہے — تو ہے اور ہم ہین جبتلک دم ہے
عقل جاتی ہے عشق کے آگے — اتفاق اسمین تو بہت کم ہے
جسمین انسانیت نہو کچھ بھی — وہ تو حیوان شکل آدم ہے
پشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب — اس جہان کا عجیب عالم ہے
اک طرف شور و غل ہے عیش و خوشی — اک طرف آہ و درد و ماتم ہے
پھول ہنستا ہے اور کلی ہے چپ — مُنہ پہ دونون کی روتی شبنم ہے

۲۱ — کس سے کہیے تراب ادسکا بھید
اس حقیقت سے کون محرم ہے

چھپا نہین جو کہون برملا یہ سب حق ہے — خلا نہین کہ پھر اسب وجود مطلق ہے
وہی وجود ہی ساری تمام عالم مین — اوسی وجود سی سارا جہان مشتق ہے
وہ بیچون کے سوا اور کچھ مین کیسے کہون — چگونگی سی جو کوئی اوسکی پوچھے احمق ہے
جو بات حق ہی عبث قیل و قال اوسمین — موحد وہی خلاف عالم و نوناحق ہے

۲۲ — تراب کیون نہو نور خدا سے روشن دل
کہ ہر مکان کو صاحب مکان سے رونق ہے

شیخ حرم او پیر خرابات ایک ہے — کچھ اصل مین خلاف نہین ذات ایک ہی
ہندو سی پوچھو چاہو مسلمان سے پوچھ لو — دونون یہی کہین گے کہ حق بات ایک ہے
وحدت کی آنکھ سے جو نظر بھر کے دیکھیے — عالم ازارض تا بسماوات ایک ہے
گیرندہ و دہندہ وہی ایک ہی وہی — اعمال کو دیکھ پڑتی ہین دو ہاتھ ایک ہے

دیوان شاہ تراب
ردیف یا تخمیع

تجھسے اے محتسب ناحق خلش ہے
مریغان صراحی گردنون سے

کہا لیلیٰ نے سنکے حال مجنون
یہان آیا نہین کتنے دنون سے

سلوک راہ حق بے پیر کیا ہو
نہین خالی یہ رستہ رہزنون سے

قبائے شبنمی سے ہون ترا دم
ملے ہم کیسے ان نازک تنون سے

ترابؔ اوس بت کا دل تجھسے ملے کیا
رکھے ہین لاگ کافر مومنون سے

جبتلک تجھسے نشان ہے یار کو سون دور رہی
تو نہو وہی جس مکان مین دان وہی بہپور ہے

یہ تصور یار رکھیو یار دو وقت ذکر ہو
ذکر ہے جسکا وہی فاکر وہی مذکور ہے

حق تو ہی پردہ عیان ہے آنکھ کھولکے دیکھ لو
سوجھتا جسکو نہو وہ کیا کرے معذور ہے

قابلہ احوال سے منصور انا الحق کہ اٹھا
جو ہے سو دھوکے ہے یہ تو مثل مشہور ہے

کہتے ہین عالم مین صاحبدل خدا والونکو سب
جان بھی اوس دل کو کہیئے جسمین اوسکا نور ہے

فاعل مختار ہے اللہ جاہے سو کرے
بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور ہے

عشق کی جذبے سے پھرتا ہی ترابؔ ادھر اودھر
کچھ نہین چلتا ہے اوسکا کیا کرے مجبور ہے

وہ کبھو کہتی ہین بھلا ہے ہمارے
جو ہین خوب دل مین سمائے ہمارے

ہوا اوسکے اب کچھ نہین جیکو تیرا
بھلے بار آنکھو مین چھائی ہمارے

پیمبر کی مجلس مین ہو پنجتن الگی
کبھی ہون جو مجلس مین آئی ہمارے

کرے جو کوئی ذکر ساقی کے ہمارے
رہے جو کوئی ذکر ساقی کے ہمارے

کیا ناکر مجھکو کہتا ہو تو اسی مطرب سے پوچھے
ابتو کچھ مجھکو نہین گانا بجانا یاد ہے

میری نی کی صدا سن سن کر کیا کہتے تھے آپ
مجھکو تیری لن ترانی کا ترانا یاد ہے

یاد کرتے کرتے جسکو قیس مجنون بن گیا
پوچھو لیلی سے تجھے کچھ وہ دوانا یاد ہے

کسطرح کہتے نہین وہ جانتا مجھکو **تراب**
جسکو صدہا شعر میرا عاشقانا یاد ہے

۲۹

بال زلفون کے جو سر کش تجھے پڑے
لوٹ کے پانون پر اوسکی گر پڑے

جاتے ہو کیون چھپکے تنہائے مین تم
شیخ صاحب قبلہ و کعبہ مرے

بت پرستی کیا پسند آئی تمھین
کیون طریق حق پرستی سے پھرے

مت کہو حق جلوہ گر ہے سب کہین
یہ فریب نفس کے ہین ماجرے

زلف کافر مین پھنسا یا دل عبث
ہنستے ہین سب ہندو ونکی چھوکرے

جسطرف جاہی اودھر لیجا ہی عشق
کچھ نہین چلتا ہی دل کا کیا کرے

الامان خوبون سے یارب الامان
ہوتی ہین یہ قوم سب جادو گرے

جسکو اچھی کہہ رہے تھے سب یہان
عشق مین وہی ہو گئے کیسے برے

مار کے مشتاق مرجاتے نہ کیون
ملتے ہین کب حور و غلمان بن مرے

صندلی پوشاک جانان سے منگمالے
غم سے اوٹھین جسکے دل مین انجری

ساقیا اب تک نہ مے سے جی بھرا
ہو گئے خالی ترے کتنے گھڑے

ہر مژہ تیرا ہی جون ناوک کا تیر
ای کمان ابرو مین قربان ترے

خوب مارا دل پہ اک چتون کا وار
آفرین شاباش پیارے واہ بیٹے

یار واب دلکو مری صبر نہین آتا ہے
دیکھتا ہون پھیر ہی اودھر کو وہ چلا جاتا ہی

کسطرح اوس سے کہون پھر کی نظر دیکھو ادھر
مجھسے جو انکھ ملانا نہین شرماتا ہے

روئیداد اوس سے بھلا کون کہی اپنی
سنکے قاصد سے مرا حال جو جھنجھلاتا ہے

کیون نہ ہم پہلو تہی کرکے دلمانسے اوٹھین
اپنے پہلو مین رقیبون کو وہ ٹہلاتا ہے

کون اوس سے کہو کفارہ ہی اوسکا بوسہ
جھوٹی ہر بات مین یارا پی قسم کھاتا ہی

کیون نہ صحرا مین رہون کیسے نہ جنگل مین پھرون
مین تو دیوانہ ہون مجھکو نہ سمجھے ناتا ہے

گھر سے باہر جو نکلتا نہین لیلی کیطرح
خانۂ دل مین **تراب** اپنے اوسے پاتا ہے

۳۲

کچھ لائے نہ لیکے جہان سے
آئے اور چلے گئے جہان سے

کیا صاف اوٹھے جو پاک دامن
ننگے اور کھلے گئے جہان سے

دیکھ سکھ مین خدا کو جو نہ بھولے
وے اچھے بھلے گئے جہان سے

باطن مین الگ تھے سب سے دانا
ظاہر مین ملے گئے بھان سے

افسوس نہ کر کہ نخل بے بر
پھولے نہ پھلے گئے بجہان سے

صرصر سے سبھی چمن کے بوٹے
تازے اور کھلے گئے جہان سے

ٹوٹی جو **تراب** جگ سے امید
شکوے اوسکے گئے جہان سے

رسیلی انکھ تیری گرچہ قتل عام کرتی ہے
پہ یہ شرمیلی چتون اور ہی کچھ کام کرتی ہے

بکھرتی ہی کبھی بل کھاکے ہوتی ہی کبھی حلقہ
وہ کاکل نت نئی بچون سے طرح دام کرتی ہے

جو اپنی نفس کو مارے او شیطان کو کرے خارج
وہی مشرب میں درویشو نکی غازی اور سپاہی ہے

مزہ دنیا ہی کیسا نفس جل بھن کی فقیر دیکھا
وہ کیا جانے خورش جسکی کباب مرغ ماہی ہے

فقیر و نفس او لجھا مت سدا باد دعا دیوین
سند اسکی ہمین ارشاد حضرت قبلہ گاہی ہے

بڑی ہی ذلت اوسکو مجرئی ہو امیر و نکا
گلے مین جسکے کفنی سر پہ جسکے تاج شاہی ہے

خدا درویش کی جلعت نہ والی اہل دنیا پر
حقیر اوسکی نظر مین ہے تو وہ خواہی نخواہی ہے

تراب اگے وہی جانے کٹی کسطرح سے رات
ابھی تک تو ہماری اچھی صاحب نے بنا ہی ہے

۳۰

خوب عاشق کی عیادت کر چلے
ہو گئے بیمار سب چنگے بھلے

پھر وہ گل مجھسے ملا یار و بجوش
دوست میرے خوش ہوئے دشمن جلے

رات آدھی کٹ گئی آیا نہ یار
کہہ گیا تھا آؤنگا او پھر ڈھلے

آگے طاقت انتظاری کی نہین
وصل کے وعدے بہت اب سے ٹلے

قاصدا اوس سے کہیو ہم صدقے ترے
کچھ تو کر مشتاق سے آ ری ملے

نحن اقرب کہکے از بہر خدا
آ تو لگ جا ایک دن میرے گلے

اک مرے دلکی کلی کھلا گئی
اور غنچہ گل کے سب پھولے پھلے

سایہ طوبی ہمین پڑتا ہے دیکھ
یار کی دیوار کے سائے تلے

ہم ملا دین او سکو مولی سی **تراب**
جو خدا کے واسطے ہمسے ملے

ہے سب اللہ آگے کیا کہیے
قصہ کوتاہ آگے کیا کہنے

کسطرح اندھا نہ ہمکے راہ مین
پیا ہے ہاتھ اوسکے اک ہمبر ہے

۴۰
حق جلیس اوسکا نہ دیکھونکر ترآب
ذکر فکر اوسکا شب اکثر ہے

برمین جسکے یار سیمین بر رہے
اوسکو کب پروائے سیم و زر رہے
دل مین وہ نوک قد یون چبھ گئی
رگ مین جیسے ٹوٹ کی نشتر ہے
گھر نہ اوجڑین دوستونکی اوسکے کیون
جو ہمیشہ دشمنون کے گھر رہے
لات مارین تخت طاؤسی پہ ہم
یار کے در پر جو نت بستر رہے
برزخ مرشد سے ہو جسکو لگاؤ
کب بہشکتا وہ ادھر اودھر رہے

۴۱
جتھکے کیا ظل ہما جاہت ترآب
پیر کا سایہ ترے سر پر رہے

جسکے جی مین حب پیغمبر رہے
نیک شب اوس سے نہ کوئی بدتر رہے
ہو جسے توحید افغانی کا ذوق
وہ تماشائی باز گر رہے
جسکی ہا تمو نسے نہو کوئی کام نیک
کسطرح اوسکا نہ کام ابتر رہے
خیر پر جسکا قلم جاری نہو
گاؤ خر دا وسکا نہ کیون نفر رہے
اوسکی صورت دیکھ سب ہوش گئے ہین غش
ہوش عاشق کا بجا کیونکر رہے
ہا صحا بجھسا دوا نہ تو بھی ہو
سامنے جب وہ پری پیکر رہے
زاہدا مت سامنے رندون کے کہہ
دیکھیے کب تک یہ دامن تر رہے
تب ہی تک ہے گرمی بزم طرب
جب تلک منہ سے لگا ساغر رہے

کوئی خوبو نکو سکھاوے نہ کسیکا دل لگنا
عاشق بیدل و بیچین جسے رسوا ہے

پھیر لاوے کوئی ایدھر نہ اودھر جانیدے
جان جاتا ہی مرا یار نہین جاتا ہے

اپنی خواہش کے موافق نہ ہوا کام کوئی
وہی ہوتا ہے تراب اور جو کچھ جی چاہتا ہے

۵۲

انسو وں سے نہ فقط پیش نظر پانی ہے
اشکبار ہمین جدھر دیکھو ادھر پانی ہے

واعظ اسطرف نہ آ دیکھ کہین ڈوب نجا
دیدہ تر سے یہان تا بکمر پانی ہے

شست و شو اسقدر اے شیخ خنک طبع نکر
ہر دیوار کو پڑھا پے مین خضر پانی ہے

آتش کینہ اعدا سے اوسے کیا خطرہ
جسکی ہیبت سی مخالف کا جگر پانی ہے

جوہری تجھکو حقیقت سے نہین کچھ بھی خبر
جم گیا قطرہ نیسان پہ گہر پانی ہے

دیکھ پڑتی ہی نہین اتو کہین خشک زمین
زور سیلابی سے سب جنگل و بر پانی ہے

مجھکو جرات نہین پڑتی ہی دو تک جانے کی
بارش تند سی اب تیز زبر پانی ہے

تو ہی لادے خبر اوسکی وہ کہان ہے بالفعل
قاصد اعذر نکر آج کہ جھر پانی ہے

پھر تکلف ہی تراب اوسکو مرے گھر آنا
یون ہی برسات مین شدت سے اگر پانی ہے

قیامت کیون نہ اسکو یار کی بیداد دیکھے
گھڑی دو رات جسکو ہجر کی فریاد مین گذرے

کہون کیونکر نہ شیرین کام ہو خسرو قبا اوسکی
جو شیرین کی لیے تلخی جان فرہاد مین گذرے

ہو کسطرح سی خوشدل ہی کسطرح دے غمگین
خیال اوسجا نجان کا جسدل ناشاد مین گذرے

بجا ہے عید قربان مین جو قربان ہو جاوے
رقیبونکو قیامت تک مبارکباد مین گذرے

فائدہ کیا ہے ردیف یا نے تحانیہ
مصلحت کیا ہے دوستداری سے
گذرے ہم ایسی یارغاری سے
اور ہم ڈوبے تراب یہ حرف کہکے مین
پانی پانی ہو شرمسارے سے
کہون لبھایا تھا تجھکو آہ
اپنے احوال پر اسنے جانے تجھکو آہ
فقط اک دوستی تھا رے سے
تراب

کہے کون اوس سے اتنی بات ہی ہے
جدائی سے نہ اوسکو یار لیلی
خدا کا در نہین کچھ ناخدا کو
کر مجنون وار ہے اور یار لیلی
لیے ہے ہاتھ مین اوسکے لیے کون
حنا کے رنگ سے ہے ہتھیار لیلی

ترا ب ادھر اودھر دلکو نہ بھٹکا
کہان کا قیس وکسکی یار لیلے

ہماری دردمندی ہجر مین اوسکی ملا جانے
وہ اک بیدرد جانان ہے کیسکی درد کیا جانے
کسیکا منہ نہین ایسا کہ ظالم اوسکو کہہ بیٹھے
جو مجھپر یار کی جور و جفا کو ناروا جانے
چمن سے پھر کبھی باہر نہ دھرنا وہ قدم تیرا
تو رنگ و بو ہی گل کی کیفیت کیا اور صبا جانے
کہے مت نیک اوسے کوئی کرے جسکی جو کوئی
بھلا کہیے اوسے جو آپ کو سب سے برا جانے

ترا ب اک مرد حقہ سے ملا مثنیہ قلندر ہے
۴۹ وہ جگمین سب سے بد تر ہے اوسے کوئی بھلا جانے

گدائی اونکو شاہی ہے نہ کوئی اونکو گدا جانے
بچارا اہل دنیا کیا فقیر ونکی صلا جانے
کہا جسنے ہمین سے ہم اوسکا کس سے کیہے
دوا ہو جو کوئی انسان کو حصے جدا جانے
جہانسے آئے پھر جانینگے واں کبتک ہنسی یان
وہ احمق ہے قیام اپنا جو دنیا مین سدا جانے
جب اوسکو بندگی کرتا ہون تب منہ پھیر لیتا ہے
مزاج اوسکا پھرا ہی ہمسے اب کیسا خدا جانے

ہوا سے نفس کو اپنی کیا ہے پیشوا جسنے
۵۰ **ترا ب** اوسکو بھلا کسطرح شیخ مقتدا جانے

ہوئی اوس سے کیا جان پہچان میری
گئی جان میری گئی جان میری

ہمتو مسجد سے عرش کے اوپر — سنکے قد قامت الصلوٰۃ چلے
کیون نہو عید عاشقون کو یہان — گھر سے دے کر کے شب برات چلے

۵۳ اوس سے بازی ہی **تراب** جیتے کیا
عاشقون کو جو کر کے مات چلے

بلبلون پر کڑی ہی صیاد احسان چھوڑے — فصل گل آئی ہے ظالم چھوڑ دے یہان چھوڑ دے
اکطرف پھولی ہین لالے اکطرف ہین گل کھلے — دیکھ لے بلبل تماشائے گلستان چھوڑ دے
شانہ اتنی چیرہ دستی زلف جانان سے نکر — مت پکڑ دانتون سے اوسکے اوسکی موچی مان چھوڑ دے
لیلی خلوت مین کہی تھی سنکے مجنون سے یہی — بیٹھ رہ در پر مر جنگل بیابان چھوڑ دے
شست و شو ظاہر کی کیا ہے کر تا ہی شیخ — صاف رکھ دلکو ذرا دو اس شیطان چھوڑ دے
زندگی سے تنگ ہو مرنے کی حاجت ہے تجھے — کہدو اوس بیمار سے دارو درمان چھوڑ دے
اوسکو زاہد کہیے جو نت ندی کچھ نفس کو — خشک روٹی کھائی ذوق مرغ بریان چھوڑ دے
بھر کے دامن روز لیجا تا ہی وہ گل چین کے — کیون پکڑ لی باغبان گلچین کا دامان چھوڑ دے

۵۴ مرتی ہے اوسپر زلیخا کہدے یوسف سے **تراب**
جو عزیز مصر ہو یہ چاہ کنعان چھوڑ دے

کبتک بند رہینگے قید زندان چھوڑ دے — ہون مین تو قربان رو غسہ قربان چھوڑ دے
ایسے جاہل کی عبادت کچھ نہین عمر بھر — صوم داؤدی رکھے اور صوم پیمان چھوڑ دے
پہلی بسم اللہ ہی استاد کو بسمل کیا — کیون نہ اوس لڑکے کے مارے دہ دستان چھوڑ دے
یون مسیحا بزدلہ ہوتا ہی دم عاشق کو دیکھ — جیسے رستم مین کوئی شیر نستان چھوڑ دے

ردیف یا تحتانیہ

ترآب

اہل سنت سے تقیہ گر نہو ممکن وہان — بود و باش سبز وار و ملک ایران چھوڑ دے
باغبان پھولونکی والی گر بنانا ہی تجھے — لالہ گل توڑ لی نرگس کو حیران چھوڑ دے
اے مسلمان گر تری دلمین خدا کا خوف ہے — توبہ کر اپنے گنا ہونسے اور سیان چھوڑ دے
قتل پر عاشق کو گر تجھکو مخالف باندھ دے — ایک دن گردن پہ اسکی تیغ بران چھوڑ دے

کیا مشیخت نے تجھے جنجال مین ڈالا ترآب
۵۷ باز آ شیخی سے اب حرص مریدان چھوڑ دے

ہم اونکو کہتے ہین اللہ والے — جو ہین بندے ترے درگاہ والے
ہزارون مین کوئی دو ایک ہونگے — بہت کم ہین خدا کی راہ والے
حقیقت کو ہر اک صورت مین ظاہر — سمجھتے ہین دل آگاہ والے
عیان ہین سب نہین کچھ ہمسے پردہ — چھپے ہین کب ہمارے چاہ والے

ترآب اونپر رہے پیرون کا سایہ
۵۸ جو کوئی ہون ترے ہمراہ والے

جس شخص کا دل مرشد برحق سے پھرا ہے — وہ حق سے پھرا ہی اور پیمبر سے پھرا ہے
ہے پیر وہ حق کہ پیمبر کا ہے نائب — اور جو پھرا پہلے جو ادھر سے پھرا ہے
کہتے ہین سبھی اوسکی ہین قبلہ و کعبہ — کیا کہیئے اوسی جسکا رخ ادھر سے پھرا ہے
کوئی پیر کی دیوار کو ٹیڑی نہین کہتا — بخت اوسکا ہی برگشتہ جو اوس گھر سے پھرا ہے
کیونکر نہ مطیع اوسکو کہین سرکش و باغی — جو شاہ کی شہزادہ افسر سے پھرا ہے
مقبول پیمبر اوسے کہتے ہین جو حضرت — شبیر اور شبر سے پھرا ہے

دیوان ترآب

کون کہتا ہے وہ ہمسے دو صد فرسنگ ہے
ہو معلم اپنا گنتم وہ بسکے سنگ ہے

کس طرح سے دیکھیے اوس موجود کو بیرنگ ہم
جلوہ گر ہر رنگ مین دیکھو وہی سرہنگ ہے

سوس دکا فر حقیقت مین تو دیکھو کیا کہون ہے
کوئی بیگانہ نہین ایسین ناحق جنگ ہے

وسعت اوسکی عرش سے زیادہ مجھپے ثرتی ہے دیکھیو
خانۂ دل دیکھنے مین گو نہایت تنگ ہے

وہ محبت کرتا ہے دعوے عشق بازی کا ترآب
جو گرفتار حیا و شرم و نام و ننگ ہے

کس مبتلا کی ہاے مجھے بد دعا لگی
اوس شوخ چشم سے جو مری آنکھ جا لگی

رو سے ایک پل نہین فرصت فرا نہین
یہ آنکھ کیا لگی مری پیچھے بلا لگی

تصویر میری دیکھ کے کہتے ہین سب یہی
کیا جانے اس غریب کے دل کیا لگی

دل کا مرے تو ہجر مین کل ہو گیا وصال
افسوس کچھ نہ اوسپہ دوا اور دعا لگی

ملتا ہون ہاتھ رشک سے ہونا ہون پائمال
کیا شوخ اوسکے پانوٗن مین برگ حنا لگی

دل تنگ کیون نہون او گریبان پھاڑ دون کیون
بس تنگ چست بہین ہے اوسکی قبا لگی

پوچھے تو کوئی اوس بت مجبوب سے یہ بات
کیون ہمکو قتل کرتی نہ تجھکو حیا لگی

کیون ہو سیہ دو بد دو وہ سیاہ بخت سے تو
اے نخون گرفتہ دل سے تری کیا قضا لگی

کیون بار دیکھتا ہے تو آئینہ بار بار
کیا اپنی سج تجھے بھی بہت خوشنما لگی

غمخوار گی مین زخمی سے اپنے کہو نہ تم
دل پر ترے جو چوٹ لگی سو بجا لگی

کیونکر ترآب اوس سے کرے دل کی بھلا
مثل حباب جسکو ہے ہر دم فنا لگی

جوہر اوسکا دل ہی جانی جسپہ اوسکا کاٹ ہے
عقل غوطے کھاہی پایان اوسکا پاتی ہی نہین
باخدا اتھے جو سو پار اچھی طرح سے ہوگئے
خاکسار ہین دیا ہی حق نے جسکو مرتبہ
یار وہین زیادہ نہین کہتا ہون جلکے دیکھ لو
بطرح دودھ ہی سبزہ اوس لب شیرین کے گرد
ابتو گردش سے فلک کی سب ہی کیسان ہے
منہ پہیرا اوسنے ہمسے کرے اوسکے بدی

تیغ ابرو مین کچھ اور ہی بڑھا اور ہی گھاٹ ہے
عشق کے دریا کا کیا لینا دیا اوسکا ہے
ناخدا کی ناؤ دیکھین لگتی ہے کس گھاٹ ہے
مشک قالین اوسکا فرش بوریا ہی اوسکا ہے
حسن مین کچھ ماہ اوسنہ جبین سے گھاٹ ہے
یار وہ جو ایسا ہی وہ شاعر نہین ہے بھاٹ

کیون نہ دامنگیر ہو اوسکا یہ دل میرا **تراب**
جسکے خو نسے تر بتر دامن کا اوسکے پاٹ ہے

۶۶

یار وہ یہ خوب اپنا جانا ہے
وہ کمان ابرو رخ کرے جو ادھر
سمجھکو اپنی قسم بتا دے سچ
یار نے آنکھ سے ہمسے کیا پھیری
دل مین اوسکے نہو جگہ سے جسکے
زاہدا تو ہے اور بیت اللہ

اوسکا جانا قیامت آنا ہے
تیر کا اوسکے دل نشانا ہے
دل تو کس پر ہوا دوانا ہے
پھر گیا ہمسے اک زمانا ہے
کہین اوسکا نہین ٹھکانا ہے
مین ہون اور اوسکا آستانہ ہے

اوسنے ناحق **تراب** کو لوٹا
عاشقی کا فقط بہانہ ہے

اسمین کچھ شک نہیں بھیجو واللہ | ترا ہمسر ذات پاک انسان سے

خدا نے تجھ سے لفخت مٹی کو کیا
تو عبث اے تراب حیران ہے

۱۰

اوسی کیا درد ہے گر صید ناں آہ کرتا ہے | جو بید رد ہے وقت ذبح بسم اللہ کرتا ہے
وہ اک ظالم ستمگر ہے خدا اوس سے سمجھا لے گا | ادھر میں آہ کرتا ہوں ادھر وہ واہ کرتا ہے
بہت امید جنت پر بہت دوزخ کی دہشت ہے | کوئی کمتر عبادت خالصاً اللہ کرتا ہے
کسیکو رنج رحمت ہے کسیکو عیش و راحت ہے | نہیں کچھ خالی از حکمت جو کچھ اللہ کرتا ہے
امیروں سے عبث کوئی ملتجی ہو از پئے دنیا | خدا قادر ہے اک دم میں گدا کو شاہ کرتا ہے
کیا سجدہ نہ واں جسنے خدا کا امر سمجھ کر | بنی آدم کو دنیا میں وہی آگاہ کرتا ہے

فقیروں کی دعا سے بد غضب ہے الامان اوس سے
تراب اس بات سے یارو تمہیں آگاہ کرتا ہے

۱۱

سوا اوسکے یارو بھلا اور کوئی | رہا آشنا کب بیاکب طور کوئی
مرا یار سر تا قدم مہربان ہے | کرے اوسپہ تہمت جور کوئی
سوا نیستی کے نہو کچھ بھی ثابت | جو ہستی میں اپنی کرے غور کوئی
رہو گے الگ کب تلک مجھ سے ساقی | ادھر کیا نہو گا تیسرا اور کوئی

تراب اوسکا بندہ اوسیو قدرت ہے یہ نہیں
خدا سے ملا دے جو نے الفور کوئی

۱۲

وہ کوئی معشوق ہے صورتی کوئی پاشش محابی ہے | وہ اپنی حسن پر خود آپ گرم عشقبازی ہے

دیوان تراب

۵۴

تراب اگدن وہ دلبر خوبخو آئیگا پاس اپنے
جو ہم بہ جنس دل لیکر سر بازار بیٹھین گے

۵۵

جو بندہ سیم و زر کا ہوا میر و سکا قدم پکڑی — جسے شاہبوت سے ملنا ہو وزیر و نکی قدم پکڑے
جو شاہد باز یسی صورت پرستی کا رکھے مشرب — بتان سادہ رو و دلپذیر دن کے قدم پکڑے
جسے کچھ سیکھنا منظور ہو علم و ہنرمندی — سو اوستاد ہنرمند و دبیر دن کے قدم پکڑے
جو کوئی چاہی کسی صورت سے نقش اوسکا بنے — تو اپنے مدعی حرف گیر دن کے قدم پکڑے
جسے ارواح سی پیرونکی حاجت ہو دگاری — تو مرشد زادہ و اولاد پیر دن کے قدم پکڑے
جو کوئی چاہے کہ صحبت مین کسیکی دل مسلم ہو — تو اہل طن و روشن ضمیر دن کے قدم پکڑے

جسے توحید و فقر و نیستی کا ہو مزہ چکھنا
۵۶ **تراب** ایسے مجاشاسی فقیر دن کے قدم پکڑے

اوسد نسی پھر کبھی نہ ہمارہی پلک لگی — انکھونمین جب سے یار کی سیاہی جھلک لگی
یارب وہ کیا بشر تھا کہ جسکی مثال مین — شکل پری نہ صورت حور و ملک لگی
زنار باندھ لی ابھی تسبیح ڈالے تور — زاہد اگر تو دیکھے وہ صورت ملک لگی
پھرتا ہی گرد اوسکے میر بطرح رات دن — تیری بھی آنکھ یار سے کیا اظلک لگی

جب جانیے **تراب** نو کیتا ہے عشق مین
۵۷ اوس بت سے اور ہے دم آخر تلک لگی

قیس و لیلی کا مجھے قصہ پرانا یاد ہے — مجھکو اپنا اور ترا تازہ فسانا یاد ہے
لڑکپن سے تا جوانی جو چلے کرتا رہا — مجھکو شوخی کا ترے اگلا زمانا یاد ہے

دیوان تراب

کیا ہوا گر تو نہیں لوگو نہیں کہتا ہی کچھ
وہی ہے تسکین تری آنکھ اشارات مجھے

یار و کچھ پوچھو نہ تم دلپہ جو گذری ہی ہی
عشق میں مت کرو بدنام کسو سات مجھے

مجھکو صورت سی نکچھ کام نہ سیرت سے غرض
ابتو محبوب تری ہے فقط اک ذات مجھے

چاہ سی دلکی مری پارسے مکرنا ہی عبث
کر نکرنے سے ترے ہو ہی کچھ اثبات مجھے

جیسے آنا ہی نظر جلوہ نیرنگ تراب
دیکھہ پڑتا ہے جہان مثل طلسمات مجھے

نہیں جس سے ہرگز ملاقات سے
جو دیکھا تو سب کے وہی سات ہے

وہی ہے سمیع اور وہی ہے کلیم
یہ طرفہ سخن ہے عجب بات ہے

ہو جاگے پیا ہو سوتے رہو
مصاحب تمھارا وہ دن رات ہے

تصرف او قدرت کہان ہمسے ہو
ہمارا تو کریا رسے لات ہے

حقیقت کو اپنی جو سمجھا ہی خوب
وہی اہل کشف و کرامات ہے

صفت جسکی سب سنکے حیران ہی
خدا جانے یار وہ کیا ذات ہے

وہ کیا گھر ہین تیرے بسا ہی تراب
کہ دن عید ہی رات شبرات ہے

یار و جو خوب حقیقت سے خبر ہین اپنے
معرفت مین وہی منظور نظر ہین اپنے

چاہو مسجد مین ہو چاہو بن و بن دیر مین جاؤ
حق رہی پاس تو پھر دونون گھر ہین اپنے

ہمسے جو رکھتے ہون نسبت یہ نصیحت ہے او نہین
کالعقارب ہین اقارب نہین کچھ اسمین شک
اس زمانی مین تو غیر و نسی بتر ہین اپنے

وہی ہی

ہے تو شبلی ہی نہ جنید ہی نہ نظام ہی نہ فرید ہے
بنکاہ کا ظلم رہنما بالسفیل باسط مقتدا
۸۴ ہے وہی سہرد تراب کا جو تا ندون کی دید ہے

نہ ابوذر کو وہ صدق عالی ہے کہیے
بیت سر مطلع دیوان ہلالی ہے کہیے

ظلمت کفر سے وہ ظاہر باطن ہے سیاہ
زلف کافر کو نہ کسطرح سے کالی کہیے

آہ کیا داغ جگر جلے ہیں کیا سینہ ہے وہ
دیکھیے انکو چراغان دوالی کہیے

کیفیت مے کی ادھیڑ کی نہ محسن بکلی
اوس سے کیا حال تغیر کی بحالی کہیے

حی و قائم جو پس از مرگ بدن رہتی ہو
یار و اوس روح کو ہم روح مثالی کہیے

ذرہ ذرہ میں چمکتا ہی وہی مہر منیر
نور سے اوسکے نہ کوئی ذرہ کو خالی کہیے

کہتے ہو تجھکو خدا عشق سے حفوظ رکھے
کیون نہ ہم ایسی دعا کو تری گالی کہیے

مرد غازی تگر و ظالم جو ہے نا ملک
اوس سے کیا مصلحت ملکی و مالی کہیے

جوش دریا کے سوا کچھ نہین موجود نہین تراب
۸۵ غیریت موج کی وہمی و خیالی کہیے

ابتو رہتی ہی یہی حق سے مناجات مجھے
بندگی اوسکی نہ بھولی کسی وقات کہیے

جو نہ تھی کہنے کی لائق سو کہی بات مجھے
اور کیا کہیے گا اے قبلۂ حاجات مجھے

بانغ ہو بادہ ہو ساقی ہو صنم ہو بر مین
کیفیت وہی ہی تدمین موسم برسات مجھے

ہندی ہاتھ نہین لگی اوسکی ملو کبھو نمین ہاتھ
اوسکے قدموں سے بھی ابتو رہی ہیہات مجھے

واعظو جاؤ کہو محتسب و قاضی سے
لیچلا ہی یہ بت اب سوے خرابات مجھے

ہمسے سچ کہدے کوئی اسوقت مین جب جائیے — کون طالب ہے خدا کا کسکو حق مطلب ہے
گر طریقت مین کوئی چاہے حقیقت کا فروغ — ہو وہ کارہ دل سے جو کچھ شیخ کا مرغوب ہے
اکطرف ہے خلق رہزن اکطرف شیطان و نفس — بدرقہ ہو تب سفر کرنیکا بیشک اسلوب ہے
ایسی ہی اخلاق کی شکلین بنی ہین من مین — جسطرح صورتمین کوئی بیان نسبت ہو کوئی خوب ہے
عاجزی درپستی ہے منزل و فقر و فنا — دعوی پندار و ہستی یان نہیت معیوب ہے
علم غیریت نے ڈالا دور سبکو یار سے — ورنہ ہر صورت مین دیکھو جلوہ محبوب ہے
منہ سے نت کلمہ کہو ہر دم کرو ذکر و — یاد و باطن کی صفائی کو یہی جارو ب ہے

جان بوجھ اللہ کیا منہ سے کہے ہو تراب
صفحہ دل پر جو اوسکے نقش ہو مکتوب ہے

۸۹

جو ہر وجود مین ثابت اوسکی ہستی ہے — تو خود پرستی مری عین حق پرستی ہے
ہوا تھا عالم ارواح مین جو مست الست — یہان بھی اوسکو وہی بیخودی و مستی ہے
کرے ہے تفرقہ خود اصل و فرع مین وہ شخص — ذرا بھی جسکو تمیز بلند و پستی ہے
بکے ہے قیس کا دل اک نظر پہ مفت ہی جی — جو لیلی دیکھے تو لے لے کہ جنس سستی ہے

وہ شہر کیا ہے نہو جس مین شہریار تراب
جہان فقیر نہووے وہ اجڑی بستی ہے

منہ پہ سہرا جو تیرے بال تھا ری چھٹکے — چھپ گیا دن وہین رات آگئی تا ری چھٹکے
بیکلی ہے مجھے سچ کہیو کہی شب کسطرح — پھول بستر پہ پڑی ہین تمہاری چھٹکے
چاند تا ری کی قبا پہ ہری ایسی بہار — چرخ پر جیسے چمکتی ہین ستا ری چھٹکے

جسکو نسبت کثرت سے ہے وحدت کی دیکھ
وہ بڑا عارف ہے بڑا مشتاق ہے

وہ مقید کسطرح عالم مین ہو
جسکو سیر عالم اطلاق ہے

حق کی نسبت کیا ابن عالم کو ہے
جسطرح دیوار سے اور طاق ہے

طالبو سنکے دل پہ مرشد کی نگاہ
شعلہ زن پتھر پہ جو چقماق ہے

سامنے اون کے گدا شاہی ہے
یہ تو شاہون پر نہایت شاق ہے

قدر ذکر جہر کیا جانے کوئی
ہائے ہو یہ شور شش عشاق ہے

ہمکو دنیا دار کی صحبت ہے زہر
صحبت اہل اللہ کی تریاق ہے

باپ کی فرمانبری جس سے نہو
ناخلف کہیئے وہ بیٹا عاق ہے

چاہیے مجھکو وہان جانا تراب
اک جہان تیرا جہان مشتاق ہے

دیوان تراب

ردیف یائے تحتانیہ

مین کہتا ہون سچ تیری سوگند ہے
نہین کوئی تجھسا خداوند ہے

وہ شکوہ کرے کسطرح خلق کا
جو تقدیر پر حق کی خورسند ہے

شریعت مین اوسکا قدم کیا پڑے
جو اپنی طبیعت کا پابند ہے

اوسی پر تو حسرت کا ہوگا عذاب
جو دل بستۂ مال و فرزند ہے

غنیمت ہے جو خیریان ہوسکے
کہ دان فادہ اوسکا دہ چند ہے

نصیحت سے ناحق بُرا ہو کوئی
کہون گا مین حق تلخ ہر چند ہے

جو کوئی بات اچھی سکھے مان لو
ہماری تو سب سے یہی پند ہے

برائے خدا پیر کو خوش رکھو
کرو شکر گر وہ رضامند ہے

کچھ نہین ہے اوسکے آگے ہیچ ہے ہیچ ہے ہیچ ہ

تراب

۱۰۳۰

رتبہ ہی فقیرونکا امیرونسے زیادہ ق درویش کی خدمتمین ہو یار وادب سے
تجھسے کہ امیرونکی خطر کچھ نہین ایسا اللہ نگہبان فقیرون کی غضب سے
ہر شاہ و گدا ہی ہو پابوسی کا مشتاق مرشد کا قدمبوس ہوا اپنے جب سے
جو سلسلۂ عشق سے رکھتا ہی سروکار آزاد ہی وہ قید حسب اور نسب سے
عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ ق کوئی گوش گوارا اوس سے یہ کردی کسی دب سے
دکھلا دی جھلک آج کر وعدہ فردا مشتاق ترا شعلۂ دیدار ہی کب سے
منصور کو ناحق ہی تو سولی پہ چڑھایا نکلا تھا انا الحق نہین کیا یار کی لب سے

طاقت ہی تراب اوس ہی کی مرضی کو جلانا
ہے جسکی بجلی کو جلا تیرے سبب سے

۱۰۳۱

دیوان تراب

ردیف با تحتانیہ

وصل کا کوئی طرح یارو نہین امکان ہے ناحق اب ملنے کی اوسکی جیکی نہین ارمان ہے
گہ توجہ گہ تغافل گاہ لطف و گاہ جور ہر گھڑی ہر ساعت اسکی اور ہی اک ان ہے
بلبون جا بیٹھے کیون کرتا ہی دعوی عشق کا عشقبازی جانبازی ہی نہین آسان ہے
یاد کیجو ہمکو جب پیمانہ لیجو ہاتھ مین ساقی مشفق مرا تجھسے ہی پیمان ہے
چاہی کوئی بیدل کہی چاہی کو بیجان کہے ابتو میرا جان و دل پیارے تری قربان ہے
ہر سر مو اوسکا رکھتا ہی عداوت دین سے زلف ہندو ستا تمین دیکھیا سخت کافرستان ہے

کیون بھٹکتا ہی تراب اوسکے نیاز و ناز پر
یہ بھی اوسکی شان ہی اور وہ بھی اوسکی شان ہے

۱۰۳۲

اگر یون ہی جدائی مین کٹے گی رات دن روتے تو اب تیری بدولت آنکھ سے ہم ہاتھ مین دھوتے

تراب اوسکی گلی کا رنگ کچھ ہمسے نہ پوچھو تم
۱۰۱ عجب گنج شہیدان ہی وہان اکثر بتاتا ہے

نہ عاشقی کرو اہل دل و خدا کے لیے
نہ داغ بیدلی سینہ پہ لو خدا کے لیے

ذرا سکوت تو سیکھو چمن مین غنچے سے
نہ شور و غل کرو اے بلبلو خدا کے لیے

کوئی نہین ہی کہ اتنی بھی بات اوس سے کہی
تم اوس سے رو تھو نہ اب پھر تو خدا کے لیے

تنک نہ بو ذرا تو کر دسخن ہم سے
نہ غنچہ لب رہو اے نو گلو خدا کے لیے

جنونسی آج مجھے یار و خطرہ آتا ہے
تم اسگھڑی مرے پانسے ٹلو خدا کے لیے

تڑپنے کا بھی تو میرے مزہ دیکھو
نہ جی سے مارو مجھے قاتلو خدا کے لیے

غریب و راہ خدا کی **تراب** سے پوچھو
۱۰۰ کبھی تو اوسکے کہے پر چلو خدا کے لیے

طبیب اب نبض میری دیکھکے افسوس کرتا ہی
کہ ہیہات آہ کس نازک کلائی پر یہ مرتا ہے

کبھی ہنستا کبھی رونا کبھی فریاد کرتا ہے
دوانے کا ترا ہو تو عجب عالم گذرتا ہے

بڑھی ہی عمر میری جسقدر بڑھتی ہی وہ یارو
مری جیکا وہ دشمن ہے جو لفظ اوسکی کرتا ہے

کیسکے روبرو وہ منہ لگاتا ہی نہین مجھکو
ابھی لڑکا ہی اپنے عشق کی تہمت سے ڈرتا ہے

مری جھٹ غیر سے دیکھو اسکی لڑتی ہی نہین ہی ہے
سدا وہ آہو وحشی مرا ہی کھیت چرتا ہے

تراب اوسکے مریض ہجر کا احوال کیا پوچھو
زبان چلتی نہین دم زندگی کا ہو بھرتا ہے

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھکو کہین کچھ درد ہی لاحق
تو انکھین موند باآف کرکے دیکر ہاتھ دھرتا ہے

ہوتی اگر ذرا بھی معلم سے دوستی
جا بیٹھتے وہ طفل دبستان کے سامنے

کھلیجا سے کیفیت اوسے طوفان نوح کی
ہووے جو میری دیدۂ گریان کی سامنے

جاہل کے آگے ہیچ ہے عالم کا قیل و قال
دانا کی بات کچھ نہیں نادان کے سامنے

اشفتہ کیون نہو دل سودا زدہ مرا
رہتا ہی نت وہ زلف پریشان کے سامنے

یارو خدا شناسو نکی صحبت ہے کیمیا
بیٹھو ترابؔ صاحب عرفان کے سامنے

۱۱۲

ہم نہ دیکھا کدھر کہان سے گئے
بھلے تم چھپ کے کل کہانسے گئے

کچھ تو صیدون پر اپنے کھاؤ ترس
گھر سے اجڑی اور آشیان سے گئے

ہمکو بیٹھا کا اوسے لگا یا منہ
آہ ہم قدر برگ پان سے گئے

باغبان نے چمن ترا چھوڑا
گل سے گذرے اور بوستان سے گئے

وہی کچھ سمجھے دلنشان کی بات
اپنی جو ہستی و نشان سے گئے

مرگئے ہم اسی تفکر مین
اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے

واے حسرت ترابؔ یارو گر
پھر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

۱۱۳

خدا حافظ نہین معلوم اب کیا ہونیوالا ہے
قیامت اس گھر ہی جلوہ نما وہ ڈالا ہے

ہمارے یار کی خوبی کا کچھ عالم نرالا ہے
کرو منہ کی تعریف اپنا وہ کیسا بھالا ہے

ہمین تو اوسکے لینے نال کے لالے پڑے ہین
یہ زلف اوسے بڑھائی کیا ہی کالا سانپ بالا ہے

خطر ہے جان کا اے شانہ مت ایسی ہٹ کر ہو جا
بیٹھل کر زلف لیجو ہاتھ مین سانپ کالا ہے

یارو ہمین ایسی کوئی تدبیر بتاؤ
گھر اوسکے بجا دیدہ ہی اسیر گھر آوے

ارمان رہیگی یہ ہمین تا دم آخر
بھولے سے بھی تنہا کبھی وہ شوخ ادھر آوے

زاہد نہ تجھے حور کی خواہش رہے واللہ
گر سامنے تیرے وہ پری جلوہ گر آوے

آوارہ ہو صحرا کو چلی ہم تو یہان سے
چاہی سو تری کوچہ مین اب بیخطر آوے

قاصد یہ سخن گوش بگوش اوس سے تو کہنا
وہ سرو قبا پوش جو تجھکو نظر آوے

۱۱۷ بیطرح تری ہجر مین بیکل ہی تراب آج
کچھ اوسکی خبر لے تری جی مین اگر آوے

عبث ہین در پی ایذا رقیب بیخبر میرے
نہ مین جاتا ہون گھر اوسکے نہ وہ آتا ہے گھر میرے

مین اس حسرت سے مرتا ہون کہ سو سو چ کرتا ہون
کہین آویگا وہ پردہ نشین مجھپر بھی نظر میرے

خدا شاہد مجھے جینے سے وہ فرما مبارک ہو
دم مرگ آوے وہ عیسی نفس بالین پر میرے

مین اوسکے سامنے یارو نہ رؤن کس طرح دیکھو
ہنسی ہے دیکھکر وہ سنگدل چشم تر میرے

۱۱۸ تراب اس چشم گریان کی نہوتی گر مدد مجھپر
جلا دیتے مجھے اکدم مین یہ داغ جگر میرے

مین جسکے پاس جا سکتا نہین دشمن کے روکے سے
نظر پڑتا ہی منہ اوسکا مجھی دلکی جھروکے سے

چمن زار خلائق مین دل ہی گل عجایب ہے
تشابہ جسکو ہی صورتین بنلو فرکی کوکے سے

مین سو تی جا کتی اوسکو نبھولا ہوگا اکدم بھی
کبھی جینے لیا ہوگا نہ میرا نام دھوکے سے

صبا سن باغبین جو گل نہین بھولی سمانی تھے
گئی مل خاک مین آخر وہ اک صرصر کی جھونکے سے

تراب اوس بیوفا کی فصل پر چون جرا ایسکر
وہ مالک ہی جو چاہے سو کرے کیا ہوگا ٹوکے سے

۱۱۹

مرزا تراب کی غزل

دیوان تراب

ردیف یائے تحتانی

۱۲۲

جسطرح پھولون مین ساری باس ہے
ویسا ہی ہر رنگ سب کے پاس ہے

برملا کیونکر کہے وہ سب سے حق
شرع کی جسکو ذرا بھی پاس ہے

جاے خالی مین بسے ہین دیو بھوت
دل مین گر حق ہے تو کیا وسواس ہے

تراب اوسکے تئین کیونکر نہ حاصل ہو قبولیت
رہے مرشد کی خدمت مین جو بیخود ہو کی اک مدت

۱۲۳

بڑی ہین دل مین جسکے بسوا و حرص کے پھندے
اونھین از ارمت کہنا ہین وہ نفس کے بندے

گھمنڈ اپنی عبادت کا نہ زاہد اوس پہ کرنا
گناہونسے جو اپنے ہین نرات شرمندے

کیسے گھر وہ جاوے کسطرح سے بے تکلف ہو
کھڑے ہین جسکے دروازے پہ ہو سو غمزدے

بتوں پھوروں کی روتی کسطرح کٹتی ہے تلخی سے
جب اوسکی لعل لب کی یاد آتی ہین نکر سے

زبردستونکی آگے زبردستونکی کیا طاقت
کوئی شیر و نہنگ پنجہ لڑسکے ہین کہین ایسے

جو بے تکمیل ہو مرشد کی صحبت سے جدا بیٹھے
وہ ناقص اسطرح ہے مرغ کی انڈی ہو جو کند

تراب اوسکے تئین کیونکر نہ حاصل ہو قبولیت
رہے مرشد کی خدمت مین جو بیخود ہو کی اک مدت

۱۲۴

جسطرح پھولون مین ساری باس ہے
ویسا ہی ہر رنگ سب کے پاس ہے

برملا کیونکر کہے وہ سب سے حق
شرع کی جسکو ذرا بھی پاس ہے

جاے خالی مین بسے ہین دیو بھوت
دل مین گر حق ہے تو کیا وسواس ہے

۱۲۵

۱۲۶ برحق ہے گروہ دعوے شیخی کرے تراب
ہووے جو آل پاک محمد حنیف سے

غیر سے ملنا ترا یارون پہ کیسا جبر ہے
کیا کرین کچھ بن نہین پڑتا ہی وقت صبر سے

چھپ گیا عارض پہ چشمکی منھ پہ زلف دراز
گھر گیا چار و طرف سے چاند پر کیا ابر ہے

کسطرح دانا کو ہو نادان کی مجلس لطف
صحبت ناجنس دنیا مین عذاب قبر ہے

پیر و پیغمبر کسیکی بھی نہین سنتا ہے بات
الامان یہ نفس خود سر کیا ہی کافر گبر ہے

۱۲۷ چاہے کوئی جبری بنے اور چاہی کوئی قدری تراب
مذہب اپنا تو میان اہل قدر جبر ہے

مدعی کیون نہ مجھی دیکھ حسد سی جل جاے
دیو ہو تو مرے پیرونکی مدد سی جل جاے

ہمتو ٹھنڈی ہین عبث گرم پڑی ہے کوئی
کیا عجب مدعی خود قہر صمد سی جل جاے

تاب دیدار وان کیسے ہو موسی کو جہان
طور سا کوہ تجلی احد سے جلجاے

رنج بیٹی کا کہین باپ سی جاتا ہی سہا
کیون نہ والد کا جگر داغ ولد سی جلجاے

۱۲۸ تو تو رکھ سکے اوپر اپنی نظر نیک تراب
جو کوئی دیکھے تجھے دیدہ بد سی جلجاے

مرا خورشید جمال گھر سی باہر اکقدم نکلے
نہ مہتاب آسمان پر شام سی تا صبحدم نکلے

بوقت نزع چھاتی پر تو اسکی گر قدم رکھدی
ہو جانکندنی عاشق پہ آسانی سو دم نکلے

بھری میدان پانی سے گیا خشک ہو سبز
ترا مجنون یا ہانین اگر یا چشم نم نکلے

مرا حم ہو نہ گر یہ مری اسوقت ہی ناصح
مجھے رونی دے جی بھر کر ذرا تو دل کا غم نکلے

اشک گرم و آہ سرد عاشقونسے الحذر
سبز ہین عشق کی اب وہوا کچھ اور ہے

ہے جو انمین کچھ ادا دی اوسکی مکھڑے کی چمک
تابش خورشید و تاب استوا کچھ اور ہے

کچھ تو ہے بیمار ہجر اپنے عشق مین
بیگنہ یون ظلم ناحق نارواکچھ اور ہے

مٹھکے حجرے مین زاہد شیخ چلی بن گیا
عاشقونکا احتکاف وانزوا کچھ اور ہے

کہہ نہین سکتا سو نہین ہر مضغہ نحمی کو دل
قلب ذاکر فارغ از حرص و ہوا کچھ اور ہے

۱۳۲

حق عیان کس سے کہون پنہان کہون کس سے ترآب
ظاہر و باطن نہین اوسکی سوا کچھ اور ہے

عاشقی مین بادشہ کو بھی گدائی نقد ہے
نوبر دیونکی محبت مین جدائی نقد ہے

دل مدینا خوش ادائی پر کسی معشوق کی
عاشقونکی حق مین ادنسی کج ادائی نقد ہے

عشق کا بیمار کوئی جیتا نہین سنا
عشقبازی مین تو یار و جانفدائی نقد ہے

اوس سے اب دیدار کا وعدہ حشر کو ہی عبث
جسنے دل پر یار کی صورت دکھائی نقد ہے

۱۳۳

کیون نہو اصل بحق نکلی جو عالم سے ترآب
بندہ جب بھولی خودی سے تب خدائی ہے

بن لسے کیا کہون بستی کہان محبت ہے
کہ ولکا گھر تو وہی ہی جہان محبت ہے

محب جانی کہ محبوب غیر کیا جانے
اگر کہیکو کسی سے نہان محبت ہے

رقیب کیون نہ مخالف ہو بر ملا اوسکا
جو اپنے یار سے رکھتا عیان محبت ہے

تو مجھسے اپنی محبت کا حال پوچھے ہی کیا
بدل او جان مجھے تجھسے ہان محبت ہے

ہزارون اور بھی چاہتے ہین پر سچ کہہ
کسی سے تجھکو بھی اے مہربان محبت ہے

شرمین نامہ اعمال اماؤنگا مین کیا
کھینچکر لاوے مجھے یار کی تصویر کوئی

پیارے تیرے زلف کو جبسے دیکھا ہے اپنے
شمع کے مکھ پہ رکھی ہے کہیں بگلگیر کوئی

۱۳۶ کچھ بھی گر شعر و سخن کا اوسے ہو شوق **تراب**
کہدو دکھلادے اوسے کہکے یہ تحریر کوئی

گر عشق سے جنون کی ویرانگی نہوتی
مجنون کو پھر تو اتنی دیوانگی نہوتی

ہوتا گذار تیرا گر عشق کی گلی مین
اے عقل پھر یہ تجھکو فرزانگی نہوتی

کاہیکو دربدر یون پھرتا غریب حیران
گر یار سے اور تجھ سے بیگانگی نہوتی

ولی یہ وہ پنجرھتا اسطرحسے نہ ترتا
منصور کو جو حق سے مردانگی نہوتی

دشمن لگا نہ بن سے کچھ اوس سے گر نہ کہتا
۱۳۷ اوسکو **تراب** تجھسے بیگانگی نہوتی

غیر و نسی مہر سے نامہربانگی ہے
یار اردوستی کی یہ اچھی بانگی ہے

تو اپنی منہ سے پیار سے گالی بھی کسیکو
خوبو پہ نامرتب یہ بدزبانگی ہے

کیا بوالہوس کا منہ ہی عاشق کرا گی بولے
بلبل کے سامنے کیا کنجشک خانگی ہے

ہی چند روزہ مہمان آیا ہی جو کوئی یان
نت کوچ لگ رہا ہے ہر دم روانگی ہے

توحید کی سمجھ مین جو ہے **تراب** یکتا
۱۳۹ اوسکو نہین کسی سے ہرگز دوگانگی ہے

مدار الخلافت آسمان کبریائی ہے
جہان کا مین ہمانبان ہون جہان کبریائی ہے

ہمین ہی حکم سلطانی ہمارا کوئی نہین ثانی
ہماری منہ سے سبحانی بیان کبریائی ہے

۱۴۱

غافل نہ کہہ مزہ یہ دنیا سے کم نہو گا
پیدا جو کوئی ہوا ہے اک دن اسی فنا ہے
اب کی تو منہ دکھا دے مرتا ہوں میں جلا دے
کہتے ہیں سب مسلمان اس بت کو دیکھ کر یاں
یار و مصیبت اپنی غیر سے مت کہو تم
حادثہ تو ہے یہ اک کہ ہم نہ ہونگے
کہتا یہ نالۂ افسوس ہم نہ ہونگے
پھر ہم کسی سے عشق تم ہی سے نہ ہونگے
ایسے تو کوئی جہاں میں کافر نہ ہونگے
احوال پر ہمارے کوئی چشم نم نہ ہونگے

۱۴۲

دنیا کے رنج و غم سے ناخوش تم اب نہ ہو
اللہ والے کوئی بے رنج و غم نہ ہونگے

۱۴۳

صفا میں آئینہ سے صوفی کی دل سے کیا زیادہ ہے
نہیں سمجھ گردش ساغر سے کم معشوق کی چتون
مقابل کون ہو اس ترک ظالم کے خدا حافظ
وہ دلبر پھر جھانک تاکا بدھر لگا کرنی
کہاں یہ لوح محفوظ اور کہاں وہ لوح سادہ ہے
وہ مست چشم کیا ہے ساغر لبریز بادہ ہے
مژہ ہیں جسکے تیر ناوک و ابرو کباده ہے
نہیں معلوم کیا منظور اب کیا ارادہ ہے

۱۴۴

کوئی کرتا ہے بہ اظہار کوئی رکھتا ہے محض انکار
تراب ایسا برا بدکار کوئی درویش زادہ ہے

دشمن ہوئی ہیں جانی ہماری تو جان کے
بانکے بنے سپاہی یہ لڑکے چٹان کے
بانے دکھائی یار نے جب اپنے کان کے
حلقہ بگوش دل ہوئے ساری جہان کے
مژگان راست تیر ہے ابرو سی کج کمان
قربان ہیں ہم تو یار کی تیر و کمان کے
کرتا ہے مہربانی جو غیر و نپہ نت نئی
ہیں شکوہ مند ہم بھی اسی مہربان کے
ناصح کہاں گئی تری پیری و عقل سب
رسوا ہوا تو عشق میں نوجوان کے

سید کو نمانے نہ کوئی شیخ کو جانے
سالار نجیبون کے بنے کنجڑے اور گدے

بد ذاتی سے آپسمین نہین ایک موافق
کہنے کو وہ ہذات ہین اور معبانی ہین حقہ ہی

جو علم نرکھی ہو تمیز اوسکو کہان سے
جاہل کی نظر مین ہین کتابین سبھی ردی

کاغذ کو کوئی پوچھے نہ کوئی پوچھی جمع خرچ
حیران ہون کیونکر نہ کچہری مین مقدمہ ہی

ارذال کی توقیر ہے اشراف کی خواری
بازار مین سب قیمتی اجناس ہے مدی

کسطرح سرانجام ہون دنیا کے امورات
دانا وہ ہے جنکی ہی تصور پر گبدی

جو اہل سخاوت ہو **تراب** اوسکو نہ بد کہہ
۱۴۶ ناپاک کہین رہنی ہے بہتی سے ہے حوندی

یار وہ نوجوان جاتا ہے
جسکے پیچھے یہ جہان جاتا ہے

وہ جو مسکرا ہے قتل سے میرے
سب کا اوسپر گمان جاتا ہے

شیخ جی اوسکے ہاتھ سے بچیو
یہ جو بانکا پٹھان جاتا ہے

دیکھکر مجھکو کل کہا اوس نے
کون یہ ناتوان جاتا ہے

بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب
یہ وہ ایمہربان جاتا ہے

توکڑ ہانے کے واسطے جسکے
غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا **تراب** اوس سے توکری تقریر
۱۴۷ جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

جو نہ مرتے نزار کے مارے
مر گئے انتظار کے مارے

دونو عالم سے ہاتھ دھو بیٹھے
آج ہم ایک یار کے مارے

جواب دوست نگارش یافت

سنہ ۱۵۷

ردیف یائے تحتانی

جو ہی تقریر پر راضی تو دل اسکا کیا
داد خوہی کی یہی ہے داد خواہی کا مزا
بہر قتل عاشقون کے ادسکی تلوارین ہین بے تاب
تجھ سے اے شانہ کیا اتنی تمنا ہی نہ تھی
حلال ہے اوپر سے کیا ہے خون عاشق کا

دیوان شاہ ترابؔ

ردیف یائے تحتانی

اوسی خانہ خرابی کی بلا ہے
کہان اوسکون آرام کا نام
کہ اسکا جلوہ ہر سو رونما ہے
سر اسکا جلوہ ہر سو رونما ہے
قرار دل سکو کیونکر ہو جسکا
تصور ہے تکلف صانع کا
تصور ہے تکلف صانع کا
تو ہین کیون کر ہو ہر دم
تو ہین کیون کر ہو ہر دم
ترابؔ اپنی مخالف کی قوت کی
ترابؔ اپنی مخالف کی قوت کی

ولہ

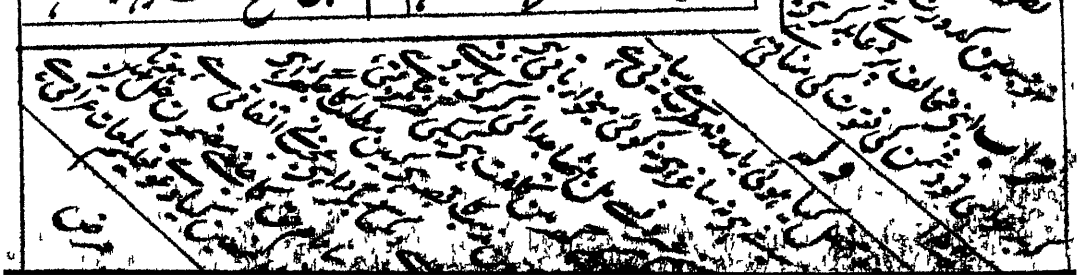

مرض ہو عشق کی جسکو ترابؔ اوسکی دوا کیا ہو
نہ وان غلبہ ہے سودے کا نہ وان بادہ مراقی ہے

غم کے چھپا رکھنے کو گھر چاہیے — دل کو مرے لیجیے گر چاہیے
بس ہے ترا آنکھ اوٹھا دیکھنا — ہم پہ تری نیک نظر چاہیے
دیکھ لیا ہمنے تمھیں سب کہیں — جایئے اب آپ جدھر چاہیے
ناز و ادا خوبیاں سب کے ہتھیار ہیں — یار کو کیا تیغ و تبر چاہیے
نام نہ لے عشق کا اے بیہوس — داغ تو سہنے کو جگر چاہیے
فضل خدا ہو تو بلا دیتی ہے سب — دار بجانے کو سپر چاہیے

جسنے کیا سب سے ہمیں بیخبر
ہمکو ترابؔ اوسکی خبر چاہیے

۱۵۵

وہانسے پاک آیا یا نسی کیا ناپاک جاتا ہے — جو اس عالم سی تر دامن بزیر خاک جاتا ہے
یہی کہتی ہیں سب رو رو گہی لگ انکھ تب کیا ہو — ترا عاشق جہان بادیدہ نمناک جاتا ہے
یہ صورت ہی مری جسدنسی ہیں اوپر ہوا شیدا — کوئی گھر جانتا ہی کوئی منھ تاک جاتا ہے
غلط ہی گر کہون سنتا نہو گا یار کو ٹھہر کر — مرا نالہ بلند از گنبد افلاک جاتا ہے
خدا حافظ الٰہی خیر کیجیو کہتے ہین ہر اک — جدھر وہ دشمن جان قاتل سفاک جاتا ہے
مبادا چاندنی ماری جیسا ہی وہ منھ اپنا — جب اوسکی آگے کوئی خستہ جگر دکھا جاتا ہے

ترابؔ اوس بوستان سی کوئی نسبت کسطرح لاوی
نہ وان تک عقل پہونچی ہی نہ وان ادراک جاتا ہے

نصیحت سے تری سمجھو نہین کچھ فائدہ پر یہ
یہ زخم عشق کو ناصح نہین مرہم سی ناتا ہے

نہین رہنا کسیکی گھر مین کوئی بی بہت آتا
دل عاشق کو مشرق تو نکو در دو غم سی ناتا ہے

قلندر ہو کہ دم مارو نہین اب کیونکر مخنث کا
نہ کچھ رستمی سی رشتہ ہی نہ کچھ ادہم سے ناتا ہے

۱۵۹ **تراب** اب کون آئی پاس تو ہمسے سبکی اس
فقیر ہین سوا پیر دان کی کس کو پیسے ناتا ہے

اہل دنیا کی لذت لیکے کس منہ سی ہنسے
پیا ہے رونا ادسی جہان مین جو کوئی بھنسے

ہاتھ اوسکی زلف پر کل رکھدیا الشوخ نے
کیا ہی جھنجھلا کردہ بولا رہ تجھے کالا ڈسے

میکدہ تنخانی سب آباد ہین اسوقت مین
خانقاہین سونی ہین خالی پڑی ہین مدرسے

یار دو شہر عدم سی آئی ہین اس ملک مین
کیون بھرے جاوے الٹی ادھر کرین کسے

کہتے ہین مثل جرس ہر اک باواز بلند
ہاسے سب ساتھی ہی ہمسے اگی چل لسے

مل گئے وہ خاکمین سارا بدن سر گل گیا
جو بچ پھرتے تھے بانکی غنڈی بھولو نہین لسے

۱۶۰ **تراب** جاسے اندیشہ ہی گھر خالی رہی جبتک
دل مین جب حق لگیا تا دہگئے سب سوسے

سنتا وہ کسیکی نہین ہی سبکو ڈراوس سے
کیا منہ جو کہی حال دل نامہ براوس سے

جل بھن کے ہوئی خاک ہم اوس شوخ کی غم مین
جز باد صبا کون کہی یہ خبر اوس سے

کیا کہیے بیان اوسکا کیا ہی نہین جاتا
الفت ہوئی ہی دلکو مری اسقدر اوس سے

ہر چند شہائی کی بہت چاٹ مضر ہے
پرہیز کسیطرح نہو گا مگر اوس سے

گر ہجر مین دکہ ہی تو ملاقات مین سکھ ہی
دل کیونہ ملی عشق مین باز دگر اوس سے

دنیا مین جسکی دوست ہین عقبیٰ مین سب ہین — اک آشنا بہت ہے بہت آشنا نہ دے
مین کیون نہ بیحیائی سے جاؤن وہان اگر — رخصت یہان کے آنے کی اوسکو خدا نہ دے
پیارے یہ پھر نکمتیو کہ مجھسے بہت نہ مل — الفت مری غضب ہے کہین جی گنوا نہ دے
الفت تری خدا نہ کرے ہو کسی سے کم — ہمکو خدا کہو اسطے ایسے دعا نہ دے
یہ نازنین ہین ہے دنیہین جنکو ہوا کی تاب — جنبش چمنمین پھولونکو تو ایصبا نہ دے
نعمت یہان کی اور نہ کچھ چاہیے ہمین — نعمت بڑی یہی ہے اگر کچھ بلا نہ دے

۱۶۴ — ممکن نہین ترابؔ کسیکو وصال یار
جبتک خیال غیر کا دل سے اوٹھا نہ دے

پیر چاہے جسے وہ پیارا ہے — ہم اوسی کے ہین جو ہمارا ہے
نہین چھپتا ہے عشق مرشد کا — پیر کی در داشکارا ہے
دل مین جسکے سما گیا ہے پیر — کب وہان اور کا گذارا ہے
پیر کی مار سب سہی جاتے — فقط اک ہجر ناگوارا ہے

۱۶۵ — کب ترابؔ اوسکو بھولے جیتے جی
جسکی الفت نے اوسکو مارا ہے

جسے ہو دید کی خواہش اوسکو رنج دوری ہے — جو اوسکی یاد مین خوش ہے اوسے ہر دم حضوری ہے
ہمین تو لاتعین دیکھ پڑتا ہے تعین مین — حقیقت سے نہین خالی ہمارا عشق صوری ہے
ترستا ہے دل اسکی دیکھنے کو چشم ظاہر سے — کہان انا مہ و پیغام سے اوسکو صبوری ہے
جو میرے دل کو پیکل دیدہ و دانستہ کر بیٹھا — اوسی غافل اگر کہیئے تو اپنی ناشعوری ہے

۱۶۶ — نظر اوپر لگا دل کا دور و مشکل ہے
دکھنا جسکا دور و مشکل ہے
اوس

اوسکے چڑھنے کی بلا مین ہوگا کون
آفت ہجر جس پہ نازل ہے

خط نہ لکھے نہ کچھ پیام کہے
آہ اتنا وہم سے غافل ہے

چھاگیا آرزو سے سینۂ دل
عشق مین یہ تو نقد حاصل ہے

جاکے گو تجھ مین رہ نہ آئین
یاد آتی جب اوسکی محفل مین

جسکو دیکھا سو ہجر مین فراق مین ایک
اس زمانے مین کون واصل ہے

۱۶۹ — دور میری کہو تراب سے جاے
وہ تو اس فن مین پیر کامل ہے

کل سے آج اور ہی حالت دل ہے
عالم مرغ نیم بسمل ہے

قتل پر اوسکے اتنی تندی کیا
وہ تو صید غریب قاتل ہے

ننگ و ناموس سے گذر جاتا
عاشقی مین یہ پہلی منزل ہے

ہجر مین دل کو دے خدا تسکین
صبر تو بحر غم کا ساحل ہے

مہر و مہ ہمنے دونون دیکھے خوب
کوئی اوسکے نہین مقابل ہے

مینے اکدن تراب سے پوچھا
کون تیرے کرم کے قابل ہے

۱۷۰ — منسکے بولا مین کسکو بتلاؤن
جس پہ فضل آشنا سے شامل ہے

تو جلوہ گر ہو جسدم میرے حضور آوے
انکھون مین روشنی ہو دلمین سرور آوے

مین اک نظر نہ لون تری سوا کسی پہ
گو سامنے مرے کوئی غلمان و حور آوے

کب آئینہ تو ہوا ہووے کسی پہ روشن
جبتک نہ اوسکے دلمین وحدت کا نور آوے

کسی یار جب ہمارا اپنی چاہ کرتا ہے
غم و درد و فراق اپنا مری ہمراہ کرتا ہے
جہان وہ سنگدل ظالم گذر ناگاہ کرتا ہے
وہی ہوتا ہے اے یارو جو کچھ اللہ کرتا ہے

بھلی ہے سب سے یاد اوسکی یہی تو ہے مراد اوسکی
۱۷۳ **تراب** اس بات سے تجھکو وہی آگاہ کرتا ہے

جو دلمین سمائی ہے وہ نکلی ہے زبان سے
تعریف نکر میری تو ہر پیر و جوان سے
مفتون ہوا جو کسی پر دل و جان سے
معلوم تو ہو تجھکو مرے سوز نہان سے
اوس لعل شکر خاے بت غنچہ دہان سے
کوئی دان سے نہ آتا ہے نہ جاتا ہے یہان سے
ہشیار ہو اے مرد مکاں آب و نان سے
جو شبہہ کہ باہر ہو مری وہم و گمان سے

پیش آئی **تراب** اپنے نصیبون سے وہی بات
۱۷۴ جس بات کی امید نہ تھی ہمکو جہان سے

یہ میرے کڑھانے کو ہے تقریر کسو کی
مین خوب سمجھتا ہون یہ تدبیر کسو کی

جو چاہے لیلیٰ اور مجنوں کو دیکھے
تجھے دیکھے تری مفتوں کو دیکھے

جدائی مین کوئی غمخوار بن کے
ذرا میرے دل محزوں کو دیکھے

ہوئی آنکھ آنسوؤن سے بحر مواج
کوئی اس چشمۂ جیحوں کو دیکھے

چمن مین پھر نہ بلبل نام گل لے
جب اوسکے عارض گلگوں کو دیکھے

نہ مارے لات قمری سر پر کیون
اگر اوس قامت موزوں کو دیکھے

اوسے کوئی کیا لکھا دے کیا پڑھا دے
نہ خط دیکھے نہ وہ مضمون کو دیکھے

لیا دل اوسنے میرا ایک دم مین
کوئی اس جادو و افسون کو دیکھے

نظر ہر حال ہے جسکی خدا پر
کہان وہ گردش گردون کو دیکھے

ترابؔ اوسکو کہان چون و چرا ہو
جو ہر صورت مین اوسنے چون کو دیکھے

۱۷۰

ہمکو بیدل کر تم اپنے گھر چلے
دلبری عاشق کی اچھی کر چلے

ہو شہید و نہین وہی اب سربلند
جسکی گردن پر ترا خنجر چلے

دل تو تیرے بسمین ہو جاتا ہی جان
کیا کسیکی تجھسے اے دلبر چلے

بعد عمرے ہاتھ آیا وصل یار
شب تو منزل پہونچ گودن بھر چلے

راہ رہ کے وہ کھڑا ہے چار و طرف
کسطرف جائی کوئی کیدھر چلے

دس قدم اوسکی طرف چلتا ہی یار
شوق سے جو اک قدم اودھر چلے

چاہیے سالک کے تئین مرشد **ترابؔ**
رہنما بن راہ کوئی کیونکر چلے

ترا پانا پکا تیسر نہیں ہمیشہ رہتا ہے
مسافر اونگھ ستابی کر نہیں اب رات باقی ہے

جرا نہیں بھی اوسکی خو بدلی انہوں نے
وہی غمزہ وہی عشوہ وہی حرکات باقی ہے

گلشن دل شتابی میں اگر جیتا رہا تو کیا
ہوئی ہیں اوسپر سو برس فقط اکی بات باقی ہے

وہ میری چشم تر کو دیکھ چلتی وقت کہہ بیٹھا
ہوا ہی تر نہیں بدلی ابھی برسات باقی ہے

مرا اعمال نامہ لکھ کر اگا کاتبین بولا
جو یہ سیئیات ہون نظری تو یہ حسنات باقی ہے

۱۸۳ ترا ب آگے نہ کچھ کہیئے اوسیکا رنج و غم کیجے
اوسی کے در پہ مرجیئے یہی کھات باقی ہے

بھلا ہمکو نصیبون سے ملا غمخوار ساقی ہے
ہمین اب مر کی کیا کمتی ہمارا یار ساقی ہے

وہ ہمکو جام بھر بھر دیہی اور نکو تکا رہ
ہماری جی چھپانیکو بہت ہشیار ساقی ہے

خبردار ایسی ہشیاری آنا محتسب ایدھر
تمھاری ہوش لینیکے لیی تیار ساقی ہے

تماشا دیکھیو یہ بدمستونکی مجلس کا
صراحی مست ساغر مست سر شار ساقی ہے

شراب عشق معنی ہی جو ہر صورت ہی متوالا
اوسی تو میکدہ ہی سب در و دیوار ساقی ہے

رگ درویشی مین میری بخود یکا نشہ چھایا ہے
مجھے جام مئے گلگون نہین درکار ساقی ہے

۱۸۴ ترا ب البتہ تجھکو وان ملین کی جام کوثر کے
کہ تیرا جد اعلے حیدر کرار ساقی ہے

نجانون مرے دلکو کیا ہو گیا ہے
تجھے دیکھ سب سے برا ہو گیا ہے

ہوئی ترک سب سے مری آشنائی
تو جب سے مرا آشنا ہو گیا ہے

جو گرد اپنے پانو سے تو نے اڑائی
مری چشم کا تو تیا ہو گیا ہے

قمر چاہے کھل جا پانی پیسے — تری روشنی جگ مین پھیلا رہے
تعجب ہے کر دل مین ہوا وسکے میل — قبا جسمانی صاف دا جلی سے ہے

تراب اسطرح در پہ پیرون کے رہ

۱۸۸ مساجد مین جیسے مصلی رہے ہے

میر لیطر فسی اور کوئی اوسکو کیا کہے — یا اشتیاق وصل کہے یا دعا کہے
عاشق امید وصل مین گریون چھپا تو کیا — ہجرت مین جان لب ہی کوئی اوس سے جا کہو
قاصد مرا تو دیکھتی ہی اوسکو غش ہوا — فرصت نہ پائی اتنی کہ کچھ مدعا کہے
کوئی اوس سے کیا کہی جو سنا تا ہی سب سے یہ — پیغام دور والون کو میری بلا کہے
کھل جا ہی دل نسیم سحر سی کلی کبطرح — حب آشنا کوئی سخن آشنا کہے
عاشق کی ساتھ جسنے نہ کی ہو کبھی وفا — اوس آشنا کو کیون نہ کوئی بیوفا کہے

اب تو خراب عشق مین اوسکے ہوا تراب

۱۸۹ چاہے کوئی برا کہے چاہے بھلا کہے

عشق مین اب مجھسے کچھ بنتی نہین تدبیر سے — جو مقدر ہی سو ہوگا مین ہون اور تقدیر ہے
ہی درد دلسی کشن میل کی یہ تقریر سے — جو کسیکی پیر کھوئی اوسکو کیسی پیر ہے
قصہ فرہاد و مجنون لکھگئے ہین لوگ خوب — یار و میری بھی کہانی لائق تحریر ہے
مجھکو کوئی صورت نظر پڑتی نہین اسکے سوا — بس گئی جسدنسی میرے دلمین وہ تصویر ہے
کیون نہو عاشق کو زیب یار سی دلبستگی — دار و دیوانہ آخر حلقہ زنجیر ہے
قتل پر عاشق کی ابرو کا اشارہ ہی بہت — ہاتھ مین تیرے یہ کیون بیکر شمشیر ہے

کب عشق کی بات محتسب ہے — افسوس یہ راز ہم کیا ہے
کھلتا ہے وہ آپ جو بہ بیت — دل جسکا گداز ہو گیا ہے
امت میں تری یہ خاصیت ہے — اے بندہ نواز ہو گیا ہے
جس سے میں بھی نہ بولتا تھا — وہ محرم راز ہو گیا ہے
کیا کہیے تراب کی لیاقت — یہ مشرق مجاز ہو گیا ہے

۱۹۲ — پر شکر کہ ناخدا کے باعث
پار اور سکا جہاز ہو گیا ہے

چاہی کوئی دیوانہ نہ نجیر کو دیکھے — دل کو مرے اور زلف گرہ گیر کو دیکھے
پتھر کو کیا پانی اور لوہے کو کیا نرم — واللہ کوئی عشق کی تاثیر کو دیکھے
کیا شکل ہے کیا حسن ہے کیا رنگ ہے کیا پیار — کوئی خوب سے مرے یار کی تصویر کو دیکھے
واں صید کو پھر لاکے بناتے ہیں نشانہ — نے زخم کو کوئی دیکھے نہ کوئی تیر کو دیکھے
آواز پہ مارے ہے خدا کام نہ والے — وہ ترک اگر آنکھ سے نخچیر کو دیکھے
گھائل کو دم نزع نہ کھا خم ابرو — قاتل وہ تجھے دیکھے کہ شمشیر کو دیکھے

۱۹۳ — کسطرح نہ دل دے وہ کرے کیوں نہ للچا سا
بیدل جو تراب اوس بت لگیر کو دیکھے

غیر کو کیا کہا نہ مجھ سے بدگمانی ہو گئی — یار کی کہدن جو ہمپر مہربانی ہو گئی
اوسنے میرے گھر میں کل تشریف لا زاہد کیا — دشمن کے پوچھو کیا گرانی ہو گئی
نا امید میں سنا مشتاق نے پیغام وصل — جان بلب تھا از سر نو زندگانی ہو گئی

۱۹۵

پیاری مبری انکھو نکو دیا چاہیے بوسہ
دنرات تری غمین پھلے جاگی اور روئی

کچھ عمر عزیز اپنے کی ہم قدر نجانی
افسوس صد افسوس کہ غفلت ہی مین کھوئی

۱۹۶

کہہ اللہ ہی اللہ ترابؔ اور نہ کچھ کہہ
جز نام خدا اور سے سب بیہودہ گوئی

بلبل نے باغبان سے کہا کل پکار کے
آئی خزان چمن مین گئے دن بہار کے

مرجھا گئے ہین غنچے اور کمھلا گئی ہین گل
نرگس یہ دیکھ رہگئی آنکھین پسار کے

اب سیر باغ دیکھنے آتا نہین کوئی
چمنو نمین وہ صیر لگا گئے خاشاک و خار کے

صورت یہی ہی حسن مجازی و عشق کی
کوئی نہین جہان مین قابل پیار کے

جب سادہ رو جوانی پہ آیا اوخط بڑھا
تب ناپسند ہونے لگا دوستدار کے

محبوب تھی ملاحت و خوبی و سادگی
جاتا ہی اب کوئی نہین کو چمین یار کے

وان حسن عارضی تھا یہان عشق عارضی
باہم تھے وہ اسی سے سبب اعتبار کے

جسنے یہ بنایا رہیگا وہی بنا
قربان جایئے غرض اس کردگار کے

۱۹۷

ایدھر سے جی اوٹھا لے خدا کی لیے ترابؔ
دلکو ادھر ہزور لگا مار مار کے

کٹی کیا بیکسی تمین نہ کوئی بھیم کوئی لگے
اگر سوئی تو کیا سوئی اگر جاگے تو کیا جاگے

لیا دل سخت کہتی ہو نرد تجھکو بنا دینگے
مجھے بیدل و دانہ جانکی دیتی ہو دم دعا گے

وہ حلوائی بچہ گو لوزا اگر اچھی بناتا ہے
کہو عاشق سے لیکر قاش دلکی بھوئی اوپر آگے

بتا ای برہمن دانی تجھے کیا اولئی شئہ ہی
پڑی ہین جنکے سر مین تری نار کی دعا گے

زبان پر بہ سی گفتگو ہو کسی کی
مری شکل تو ہو بہو ہے کسو کی

عزیزا بہ تجھے کیون نہ یوسف کہون میں
تری پیرہن میں تو بو ہے کسو کی

تو مشتاق دیدار سے اپنے مت کہہ
بھلا یہ بھی کچھ آرزو ہے کسو کی

رقیب اوسکے کوچہ میں بیٹھے ہین ہر دم
شکایت ہی کو یکو ہے کسو کی

تجھے آئینہ سا دیکھا منہ دکھا دے
جلا کب تیے روبرو ہے کسو کی

رخ و دست و آئینہ ہم بھی دیکھتے ہین
جہانہین جو شکل عدو ہے کسو کی

تراب آنکھ سے میری کوئی اوسکو دیکھے
تجلی عجب چار سو ہے کسو کی

وہ ملنے کو کہے اور یون مکر جاے
تڑپ کر ہاے عاشق کیون نہ مر جاے

عیادت کو جو آیا وہ دم نزع
غنیمت ہی اگر اکدم ٹھہر جاے

نہین چھوٹے کا بچھسے کوچۂ عشق
کہو واعظ سے یار اپنے گھر جاے

بھلا کیونکر اودھر مین پھر نہ دیکھون
لگی ہے یار پر میری نظر جاے

تو اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کر قتل
لہو سے آستین تیری نہ بھر جاے

یہ دریا وہان طوفان آوے
ترا عاشق جہان با چشم تر جاے

مبارک ہے وہی دم زندگی مین
خدا کی یاد مین جو دم گذر جاے

کر دھر اے عزیز دے تامل
طلب مین یار کی جی تک اگر جاے

جدھر جاؤن **تراب** اودھر وہی ہے
کوئی اوس سے کہان بھاگے کدھر جاے

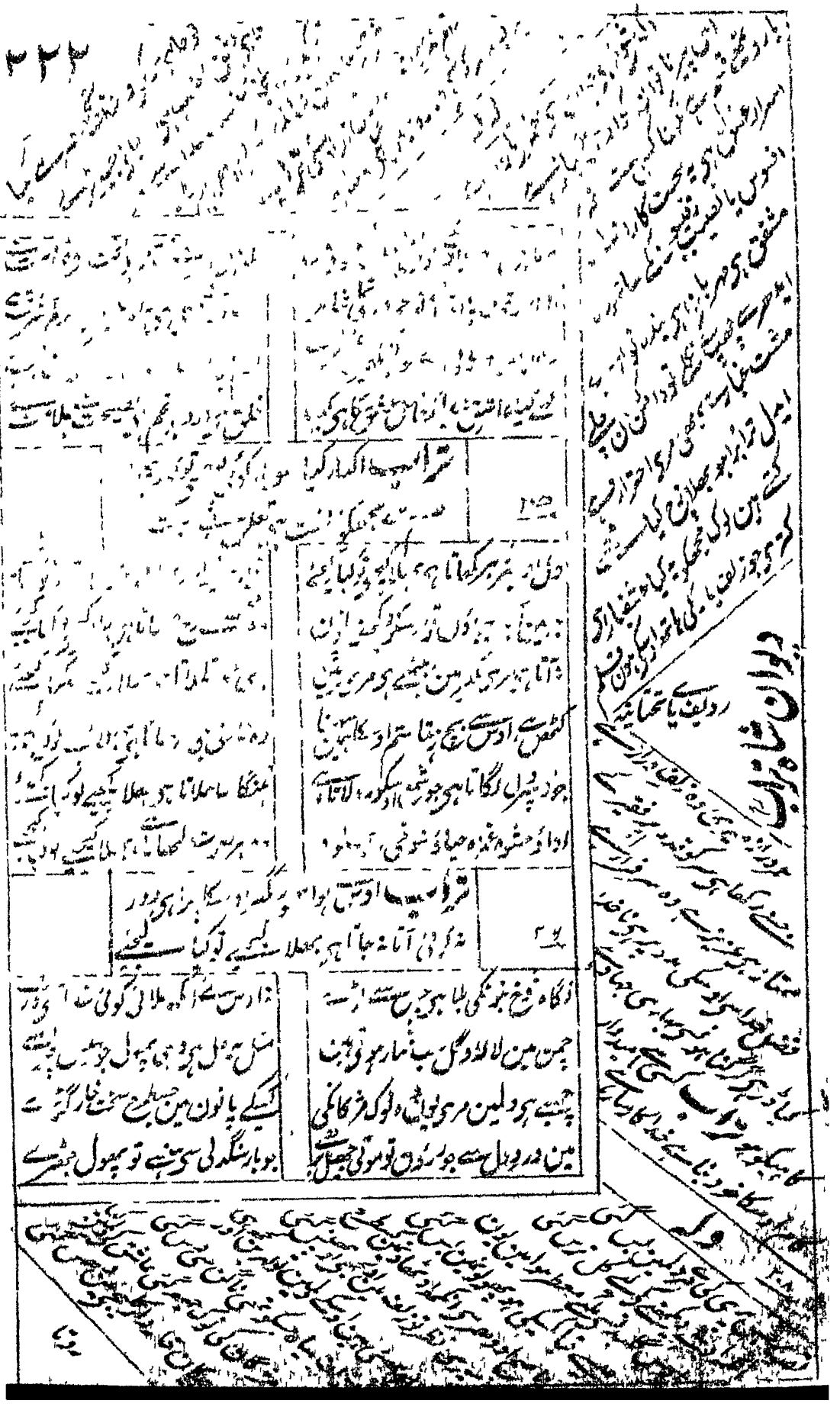

روتا ہون مین اوسکی تمنا وصل مین
حالت یہ میری دیکھ اداسی بیٹھ رہی گی

مارا پڑا ہجر عشق مین طال اللسان ہوا
بلبل جو چپ رہی تو بلاسے قفس رہی

کہتا تھا اک غریب جدا قافلے سے ہو
کیا جانیے کہان وہ صدا آجرس گئی

۲۰۹ کبتک **تراب** یار سے غافل رہیگا تو
غفلت مین عمر تیری تو باون برس گئی

تا مو عشق مین ہو خلق مین بدنام ہووے
درد سے کام پڑ اعیش سے ناکام ہووے

یاد تم جنکی زبان سے تھے دعا کی خواہان
لب خموش لے وہی طالب دشنام ہووے

مرغ دل دور کے کہان جا تیری پھندے لیے
خال جو دان بنی ہووی سیہ دام ہووے

رام رام اونکو کہو جا ہو کرد اونکو سلام
وہ بت شوخ کسیکے نہ کبھی رام ہووے

عید کے چاند کا دھوکا رہ مصانہین پڑا
جلوہ گر وی جو سر شام لب بام ہووے

ہمیزم ترسے نکلتا ہی دھوان جلتے وقت
آہ کرتے ہین وہی عشق مین جو خام ہووے

۲۱۰ شام سے صبح ہوئی یار نہ آیا اب تک
کون کہتا تھا **تراب** اوسکا یان شام ہووے

کیون نہ اب سست ہو نبض دل بیمار چلے
نیمجان چھوڑا اوسے یار دل افگار چلے

یون بھی آتا ہی عیادت کو کسیکے کوئی
نہ دعا کی نہ دوا اور دے مار چلے

عشق کی غمین پھنسا تھا جو بہت روز دنسے
غم ہجر انمین اوسے کرکے گرفتار چلے

غلبۂ عشق دوجانب تو جتا ہی کیلئے
موت دونونکی آپسمین عجب تھی یار چلے

کبھی ایدھر سے نگہ لڑتی ہووادھر کبھی
کیا عجب عاشق و معشوق سے کوار چلے

گیا ذوق اشنائی کا مزہ پایا جدائی کا
ہوا شوق ابہ رہائی کا گرفتار بلا اپنے

۲۱۳
تراب اوسکا تپاک و پیار ہے سب کو بجا ازبر
ہم اوسکے لطف سے شفقت سے غمخوار ایسے بار آئے

جی خدا پر دہی لگا بیٹھے
جو دو عالم سے دل اوٹھا بیٹھے

پھر نہ دیکھا سر کا در دانہ
یار کے در پہ جب سے جا بیٹھے

ہم دعا گو تھے یار جنکے سدا
گالی ہمکو وہی سنا بیٹھے

کون اوس سے جا کے کہہ اوسے ق خوب ہم تجسے منہ چھپا بیٹھے

انتظار ہین تیری بر سر راہ
کبتلک رہتی ہم بھلا بیٹھے

خلق سے جو نہین کنارہ کش
شہر سے وہ کنارے کیا بیٹھے

نرسے ہو کیکے کام کے کچھ
شکل درویش دے بنا بیٹھے

دیکھ پڑتا ہے کچھ تو اون کو حق
دھیان جو اوسطرف لگا بیٹھے

۲۱۴
دل سے سب خطر ہی اوٹھ گئے ہین تراب
جب سے ہم پاس تیرے آ بیٹھے

ہر گھڑی ہی بات جدائیکی سناؤنہ مجھے
جی جلاؤنہ مرا ہاے کڑہاؤنہ مجھے

وصل مین آج ذرا چین سے نیند آئے
اب تو جی بھر کی مین سوتا ہون جگاؤنہ مجھے

تجسے ملکے بہت رنج اوٹھائے افسوس
اختلاط اب نکر مجھسے بناؤنہ مجھے

جا تو خدا لگتی کہو کر پیغام زبانی مجھکو
دور سے مہر کر و پاس بلاؤنہ مجھے

ادھر ادھر مجھکاؤ بہت بہکاؤ
چاہ مین اپنی کنوئی مین اور جھنکاؤنہ مجھے

عقل سے بھی بچھتا ہون مین تو اسبات کے قابل نہین
بار دو اب عشق مین دیوانہ بنا دو مجھکو

کیطرح بھولون اوسکی جسکا قصہ ہی نہین
نقش پا ہو کے وہان بیٹھا ہون اوٹھا دو مجھکو

اوسکو کوئی بات بھلی من چلی کہتا ہون
مین بھی واقف ہون سمجھتا ہون سکھا دو مجھکو

خوب آتی ہی مدلل کیطرح سے
کچھ ہنسی مین نا سہی مجھسے دلا دو مجھکو

۲۱۵
تراب
دل
تمام عمر مری عشق مین خراب ہوئی
کبھی چاہ مری جاگی نہ عذاب ہوئی
نہ آنکھ بھری کبھی جسے وہ نظر آیا
مرے تو دیکھی اوسمان اوسکو دیکھی ہی

ہم اوسکے تصدق ہین جو ہو شوخ کامل | بندہ ہین اوسیکا ہون جو ہو سیمکا ہو ولا

کیونکر **تراب** اوسکو کہے ہادی برحق
جو اندھے کو دکھلا دی اور بھولی کو چتا وے

ہمکو نہ بد سنائیے غیر دینہ ڈھال کے | یارو نسے بات کہیئے زبان سنبھال کے
معشوق اگلی خوب ہی اور یطرح کی تھے | ہین بیطرح یہ شوخ طرحدار حال کے
کیا کام اونکو دلکے بنا دیگا ٹسے | جو عرق ہون بنا دین نفونکی بال کے
ممکن نہین کہ پھر وہ کیسکے اسیر ہون | جو مرغ اوڑ گئے ہین پھنسی تیری جال کے
عاشق بیچارے کیون نہ ہین زار و نوان | دیدار کے ہین بھوکے پیاسے وصال کے
مست گرم ہمپہ غصے سی ہون مثل آفتاب | قربان ہین ہم تمھارے جلال و جمال کے

سمجھے عبث **تراب** گدا کو کوئی حقیر
شاہون کے چیلے ہین یہ فقیر دسکے بال کے

کہو جو چاہو یہی وقت لن ترانی ہے | یہ تو شباب ہی پیارے نئی جوانی ہے
کبھی نہ تمکو رقیبو نسے بدگمان پایا | ہمیشہ آپ کو ہم ہی سے بدگمانی ہے
کسیطرح سے نہین ظلم سے تم آوگے باز | وہی کروگے جو کچھ اپنے جی مین ٹھانی ہے
مرا اور اوسکا عجب قصہ محبت ہے | عجب طرح سے ہم الفت نہانی ہے
سنا ہی قصہ شیرین و لیلی و مجنون | کوئی لکھے تو ہماری عجب کہانی ہے
پوچھو ہمسے حقیقت اور معرفت کی بات | کسی سے کیا کہون یارو جو مینے جانی ہے
تراب کیا کہے معشوق کے تئین نکا نشان | کہ بے نشان کا نشان محض بے نشانی ہے

ولہ

یار دا کون بھی دھرائی ہے
رہی ہے یون ہی خبر اوسکی سو ہمنے پائی ہے
حاضرات اوسکی عبث چاہتی ہو غلامون مین
غلط ہے اپنی یہ تو وہم اپنی بڑائی ہے
کہان جو تھا اپنی بلا یا مین اوسی کہنے لگا
مجھ سے اسمون کو ہم خدائی ہے
شاہ ہوتی ہین کہین یہمین فقیری **تراب**
وہ کیسطرح نہین سکتا کہ اوسنے کی بڑائی ہے

ولہ

کب ایسی شوخ چشمو سے کوئی آنکھ لڑسکتا
بھلا فرہاد بیچارا تلخی جان کندنی کب ہے
عبادت کو کبھی اوسکی نہ پیرین ایکیا آئی

۲۲۲ **تراب** اپنا گریبان پہ ڈالی کیون نہ اسکندر
جو نوشابہ کے دامن سے لگی سنجاف دارائی

خلق مین شور قیامت قامت بالا سی ہے
جو بلا آئی جہانمین عالم بالا سی ہے
اندرون برد داغ دیرون نم غم سے فغان
کیفیت دلکی زیادہ لالۂ حمرا سی ہے
چاہو شربت سیلا کھو اور چاہو منوالا کھو
اوسکو ہم چشمی چمن نرگس شہلا سی ہے
ہر کف رنگین کی قبضے مین ترے اعجاز حسن
جسطرح اعجاز موسی کو ید بیضا سی ہے
قسم باذنی تو کھی اور قسم باذن اللہ کی
جان ترے لب کو کیا نسبت لب عیسی سے ہے
زلف مشکین دیکھتے ہی ہو گیا کچھ اور رنگ
دلکی وحشت اسقدر تو غلبۂ سودا سی ہے

۲۲۳ **گو تراب** اوسنے بہت کین مجھسے بیپروائیان
پر نہ مجھے پروا ہنوز اوس شوخ بیپرواسی ہے

ہے وہ تر دامن جسے آلودگی دنیا سی ہے
مرد زاہد اہل دنیا طالب عقبی سی ہے
بندگی مخلوق کی تو فی الحقیقت شرک ہے
بندۂ مومن وہی ہے جسکو مولی سی ہے
خود وجود بحر ہی محو موج ہی خود ہی حباب
یہ وہی جانے جسے کچھ معرفت دریا سے ہے
دیکھ پڑتا ہے جسے عالم مین ظاہر اک وجود
جسطرح ادنی اسی ہے وہ اوسطرح اعلی سی ہے

ذوق ہے جسکو مسمی کی حضور ایسے **تراب**
شوق اوسکو کچھ نہین پھر دعوت اسماء سی ہے

نرگس کی انکھین کھل دیکھیے اوسکی خونی نہین کی
مجھسے کوئی نہ سکے نہین یارو قسم نہین کی

مجنون ہے مشتاق لقا دنیا و دین سے او بلکہ کیا
لیلیٰ سے دل ایسا لگا پروا نہین کونین کی

عاشق کی جبین آرزو ہرگز نہوا کسیکی
ہاتھہ آوے خاکا وسکو اگر مشوقکی نعلین کی

پروانہ جلتا تھا ادھر اور شمع روتی تھی ادھر
سوز و گدازش مین کٹی شب اسحر اندیشی کی

دن بیقراری مین گیا رات انتظار مین کٹی
۲۲۸ اکدم **تراب** آرام سے گذری مجھ حزین کی

بارہا سنیھی تڑپکیا فرہاد کی تیشے مین ہے
عشق شیرین چرگیا اوسکے رگ و ریشے مین ہے

عاشقی پیشونکا کوئی گر پیر ہم دیکھا نہین
اک نہ اکڑا دستاد شاگرد و نکا ہر پیشے مین ہے

بزم فقر مین نجا اے مسکر و بے صفت
یان سمجھ کے پاؤن دھرنا شیر اس بیشے مین ہے

بس گیا جی مین مرا اوس حور طلعت کا خیال
دلمین اب کیا سما یا وہ پری شیشے مین ہے

مین اوسی پر محو ہون کہتا ہی جو مجھسے **تراب**
۲۲۹ دھیان نہ اسکا کہ مرے کسکے اندیشے مین ہے

انکھونسے مری یار نہو دور ذرا سے
ملتا رہے وہ مجھسے بہ منظور الٰہی

کیون ترچھی نظرسے وہ لگا دیکھے پھر آج
گر چشم نمائی نہین منظور الٰہی

اکدن بھی عبادت کو نہ ایا وہ دل آزار
مایوس نہو کیون دل رنجور الٰہی

ہوتا ہے نہین خشک مرا دیدۂ خونبار
چنگا ہو کسیطرح یہ ناسور الٰہی

ہرگز نہ کبھی یار کو دے غیر سے ملنے
عاشق کا اگر کچھ بھی مقدور الٰہی

زاہد تو سمجھتا ہی نہین عشق کی باتین
ہوئی نہ کوئی عقل سے معذور الٰہی

جسے کہتے ہین علما ذات بیچون
وہی گویا وہی ہے آپ شنوا
وہی صورت وہی خود حقیقت
وہی موسی وہی وعون ہین تما

وہی ہیچون یہ سب چون و چرا ہے
وہی سنے وہی نغمہ سرا ہے
وہی سب سے اوسنے ماورا ہے
یہ وحدت کا عجائب ماجرا ہے

تراب اس بات کو سمجھے وہی خوب
۲۳۳ حقیقت سے خبر جسکو ذرا ہے

مجھے خاکا وسکے پاؤ ونکی بتصدیر ہاتھ آئی
کہا عاشق سے کل اوسنے مری در پر تو حاضر ہو
معما حب ہو کہ جا ہر طرح ہی مدعا حاصل
جمکا تھا دل نخچہ انپر کہ لفوں نے کیا جبجیت
غضب ہے بار وبار اوسکی نجھراتی ہی نہ مرتی
مرا خط بڑھکے کل اوسنے کہا کیا خوب لکھا ہے

قیبون نے کیا بلوا تجھے اکسیر ہاتھ آئی
بری دولت ملی اوسکو جب اگیر ہاتھ آئی
حضور دائمی ابتو بہر تقدیر ہاتھ آئی
گرا تھا جاہ مین لیکن بچاز نخچہ ہاتھ آئی
بھروسہ ہی ترک چشمو کو عجب شمشیر ہاتھ آئی
یہی انعام پایا مین یہی تحریر ہاتھ آئی

دکھاؤنگا مین سب سے خوب اپنا نامۂ اعمال
۲۳۴ **تراب** اوس سوخلی مجھکو اگر تصویر ہاتھ آئی

ہمکو کچھ دولت نہ کچھ اسباب شاہی چاہیے
گاذخر ہی وہ نہین جسکو حقیقت سے خبر
کیون ہو وہ جفا ناز وادا کرنا ہے یار
لاش پر عاشق کی کردی اپنے خنجر سے نشان

خاتمہ بالخیر ہو فضل الٰہی چاہیے
آدمی کو معرفت اپنی کماہی سے
عاشقون کے قتل پر اک نگاہی چاہیے
کچھ تو محضر پر شہادت کی گواہی چاہیے

منہ سے نہ کہہ اپنے کہ مرجاؤن تو دیکھون
مرجاے نہ عاشق ترے دیدار کے پیچھے

کرتا تھا رقیبون سے وہ اکدن مری غیبت
بیٹھتا تھا کھڑا مین کے دیوار کے پیچھے

جھک دیکھ مجھے کہنے لگا بات بنا کر
لاکھ چھپتا ہے وہ ہی تمکار کے پیچھے

وان آویگا آگے جو کیا ہے عمل بد
دوزخ ہے لگی ہاے گنہگار کے پیچھے

ق

ایمان ترا سب اپنا سلامت رہی کیا ڈر
۲۳۷ جاپین گے نبی احمد مختار کے پیچھے

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ۱۲

وہ گھر مرے آوے ہنسا دی مجھے
جو گھر اپنے جا دی رولا دے تجھے

یہی ہے مری اب خدا سے دعا
الٰہی پھر اوس سے ملا دی مجھے

مین اپنی ہی بس مین اوسی کر رکھون
عمل کوئی ایسا سکھا دے مجھے

نہین اوٹھتی ہے دل سے یہ آرزو
کوئی برمین اوسکے بٹھا دی مجھے

ترا زور جب جانون اے سیل اشک
کہ اک پل مین اودھر بہا دی مجھے

نہ خط لکھ سکے جو نہ کچھ کہہ سکے
وہ تصویر اپنی کھچا دے مجھے

مری یاد قاصد دلانا اوسے
مبادا وہ غافل بھلا دے مجھے

اوٹھا منہ سے برقع ذرا مسکے بول
تنک اپنا جلوہ دکھا دے مجھے

مرے دل کو ناحق کیا تو نے قتل
خدا کے لیے خونبہا دے مجھے

تجھے کب کہون گا مسیحا نفس
کہ جی مار کے پھر جلا دے مجھے

کل اک در دمارے نے مجھسے کہا
وہ بیدرد ہی جو دوا دے مجھے

ہے دل مین میرے یہی درد ہے
تو ہی پیر ایسی دعا دے مجھے

غنچہ و گل نے کیا بلبل پہ گلشن مین ستم
اور سمت ہنسا وہ کھلا اسطرف فریاد ہے

جبل سے تہمت بلا کو پر کردست قتل کی
شانِ قہاری خدا کی صورت جلاد ہے

چبھ گئی دل مین مرے مژگان مین ہے اوسکی خلش
یار کی مژگان نہین یہ نشترِ فولاد ہے

یار چوٹی کھولکے عاشق کا دل کرتا ہی صید
جال کھلا کر جو پھانسے وہ بڑا صیاد ہے

شاہ صفا غم کرتی ہین ہزار دان قلعہ فتح
نفس پر کوئی فتح پادی تو مبارکباد ہے

جاگتے سوتے ترابؔ اوسکو ذرا کدم بھولنا
اور سب بھولے پر اتنی بات رکھنا یاد ہے

۲۴۱

مہینو نین مبارک اُس جہت سیاہ مرضان ہے
کہ روز عید عاشق کو میسر وصل جانان ہے

جو کرتا تھا سدا پہلو تہی یار اونکی ملنے سے
بغلگیر اوس سے ہونا عید مین ممکن ہی آسان ہے

ہر اک معشوق بن ٹھن کر دکھاتا ہی جمال اپنا
سحر سی شام تک ہر بزم جلوہ گاہ خوبان ہے

کہین دف ہی کہین مطرب کہین مے کہین ساقی
جدھر دیکھو اودھر عیش و خوشی کا ساز و سامان ہے

رہی بھوکا پیاسا جو یہان بہر خدا چندے
ترابؔ اوسکو وہان شہد و شیر حور و غلمان ہے

۲۴۲

انکھ مین جبتی ہین بن چاند ستارے پیارے
ہجر کی رات مین بھاتی نہین تارے پیارے

غیر سب رہتے ہین برسات مین خوش یار کے ساتھ
فقط اک ہمسے ہوئی دور ہمارے پیارے

جھڑ لگی آنسوؤنکی آہ کی بجلی چمکی
کیئو جیسو ز سحر تم یانسی سدھارے پیارے

کیا ہی رو رو کی ہوئی دیدہ تر بحر رواں
ہی عجب سیر یہ دریا کی کنارے پیارے

آیت رحمہ نہ پڑھنا نہین بادل گرجا
دل ڈھر کتا ہی مرا خوف کی ماری پیارے

دیکھیون مین ہمی ٹک ہلال عید
ق
ذری ابرو کو اپنے خم کردے

۲۴۵

ایک دم یار کو نہ بھولون تراب
کچھ دعا ایسی مجھپہ دم کردے

چور اوسکے تیغہ ابرو کا ہر ہر بال ہے
اک اشارے مین وہ دو کرتا ہی کیا اقبال ہے

۲۴۶

بار دا کیا پوچھتا ہے فقر مین حال تراب
چین سے کٹتی ہے اوسکی خوش ہی فارغ بال ہے

دیوان تراب

انکھین ہوئین روتے روتے سوجے — یان نام کوئی نہ خواب کا سے لے
جسطرف وہ آنکھ بھر کے دیکھے — لبریز ہون بن شراب پیالے
بکھرے ہے زلف چھٹکی اسطرح — ہون چار پہ جون سحاب کالے
کیون باغ نا دہر ہی باغبان جب — بلبل کی جگہ غراب پالے
گل پھول کے جھڑ گئے ہزارون — خشکی سے ہوئے خراب لالے
دل غم سے ترے جلا بھنا ہے — لے ہاتھ مین یہ کباب کھالے

۲۵۰ دل دیکے تجھے مزہ یہ پایا
جی دیکے بھلا ترابؔ کیا لے

یان تلک دلمین جدائی کی گرانی رہ گئی — وصل مین چھوٹا نہ داغ اوسکا نشانی رہگئی
دور سے وہ منہ دکھا کر لیگیا صبر و قرار — سامنے آوے تو جی دون جانفشانی رہگئی
دوستو کیا کہیئے اوسکا ماجرا پھر اینکو مین — مہربانی گھٹ گئی نامہربانی رہگئی
خط نکل آیا گئی اوڑ سادہ روئی کی بہار — ہمسے ابتک دلمین اوسکے بدگمانی رہگئی
وہ تجلی ہے کہان مشتاق ہو جسکا کوئی — ناحق اب یار و نسی اوسکو لن ترانی رہگئی
مٹ گئی لیلی ہوا مجنون ہوا قصہ تمام — عاشق و معشوق کی جگ مین کہانی رہگئی

۲۵۱ منتظر ساعت کا رہ غافل نہو حق سے ترابؔ
آئے دن چلنے کے تھوڑی زندگانی رہگئی

خداہ پناہ فقیرون کی کبریائی سے — کہ ادنکو ننگ ہے دنیا کی بادشاہی سے
خدا کی لوگو نسے ڈرتے رہو خدا کے لیے — کہ بیخود یہمن ہی نسبت ادنھین خدائی سے

رہے ہیں کی تو معشوق کرتا ہی نہین — شہ کی آگے کیا حقیقت ہے گدا کیواسطے
واعظا تو ہی بکھر مسکو ہوا تو بیحواس — مین تو رسوا ہون اوسی کا وا کیواسطے
وہ تو ہے دلمین تو کعبہ چلا ہی جسلیے — شیخ جی باہر نجا گھر سے خدا کیواسطے

۲۵۴ — کسطرح دنیا مین گذری جین سے اسکو تراب
حو یہان پیدا ہوا رنج و بلا کے واسطے

کم کوئی فقرا سے ملتا ہی خدا کیواسطے — دفع اعدا کے لیے یا کیمیا کیواسطے
اہل دنیا کی غرض لگتی ہی جب درویش سے — کہتے ہین اپنے حصول مدعا کیواسطے
اے خدا دانو یہی ہے جسے میری التجا — حل کر دمشکل مری مشکل کشا کیواسطے
مدعا حاصل ہوا تو پھر گئے کہنے لگے — کیون خوشامد کیجیے انکی دعا کیواسطے
ایسے لوگونسے کرین درویش ناحق اختلاط — صحبت اونکی زہر ہے اہل صفا کیواسطے
شاہ جی اوسکو نہ کہنا ہی وہ بھک منگا فقیر — اغنیا سے جو ملی فشو و نما کے واسطے

۲۵۵ — سایۂ درگاہ کاظم ہمکو کیا کم ہے تراب
کیون پھرین ہم دربدر ظل ہما کیواسطے

غلط نہین جو کہون روز و شب برابر ہے — کہ جلوہ گر رخ و زلف اوسکا اب برابر ہے
خدا رقیب کو مارے عتاب سے تیرے — تیرا عتاب خدا کا غضب برابر ہے
نظر سرد کی کسطرح کیجیے مدح تیری — وہ تیرے قامت نازک کی کب برابر ہے
گلی مین تیری رقیب و حبیب یکسان ہے — عجب قدر ہوس اور طلب برابر ہے
بھلا کہے اونھین جا ہی برا کہے کوئی — جو تیرے والے ہین اونکو تو سب برابر ہے

۲۵۸

اہل جہان ہین خراب اپنی عمل سے **تراب**
وضع بد روزگار دیکھیے کبتک رہے

۲۵۹

بلائے جان تری زلف رسا ہے — یہ کالے نے ہزارون کو ڈسا ہی
مخنب گوندھے ہے چوٹی تو نی کسکر — مرا دل کیون شکنجے مین کسا ہے
فتنہ بن معطر کرکے جیکن — تو خود کل ہے اور پھولون ہیں باسہ ہے
طواف دل ہوا ہے فرض مجھ پر — تو اسے نام خدا جب سے بسا ہے
ہم ایسے ہونگے بھیتر ے تمارے — ہمارے تو نہین کوئی آپ سا ہے
رخ اوسکا صبح ہے اور زلف ہی شام — یہی چرچا یہان صبح و مسا ہے
تو اوس سے بدگمان رہتا ہے ناحق — یہ تیرے دلمین کیسا وسوسا ہے

۲۵۹

بظاہر رند ہے باطن مین زاہد
تراب ایسا بھی کوئی پارسا ہے

ہم نہ دیکھا کد ھر کہان ہی گئے — بھلے تم چھپ کے کل یہان سے گئے
کچھ تو صیدون پہ اپنے کھاؤ ترس — گھر سے اوجڑے اور اتنان ہی گئے
اوٹھ گئے چپکے بزم سے میری — آج تو کچھ وہ بدگمان سے گئے
ہین جھڑکا اوسے لگایا منہ — آہ ہم قدر برگ پان سے گئے
باغبان نے چمن ترا چھوڑا — گل سے گذرے ادبوستان سے گئے
مرگئے ہم اسی تفکر مین — اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
وائے حسرت **تراب** بارو گر — پھر نہ اسے جو کوئی یہان سے گئے

منہ چھپا لیتے ہو دیکھتے ہی دور سے — اب بھلا کیا دیکھنے کو آوین ہم تیری گلی

کیا کہین تجھکو کوئی گلرو لبھایا ہی ترا ب
۱۶۳ خیر تجھ پہ یہ طرح سے آج تیری ڈھلی

نہ منہ پہ شعلہ رو یونہی سکو شب — کاکل نہین یہ کافر الش پر ست ہے
ایدھر ہی زلف چھٹکی اودھر جوتی کھلی — کیا خوب ملک ہند کا بے بند و بست ہے
عہد طبی نہ دلکو ہمارے دلاوے یاد — وہ اور ہی خیال مین مست الست ہے
غنچہ سے مست امید کشایش کوئی رکھے — کیا دیکھا وہ کسیکو جو خود تنگدست ہے

اوس چشم شرمگین سے بچاوی خدا ترا ب
۲۶۴ ہتھیار باندھے ہے یہ طرح یہ ترک مست ہے

لاف خوبی کا نہ پھر شمع نشین مارے — تو اگر اوسپہ ذرا گوشۂ دامن مارے
بسملون کو تری سب یکمکے کہتے ہین یہی — ہین یہ اوس کافر بیرحم کے جیتون مارے
ایک بلبل کو کیا ان تاب جو دیکھے اوسکو — جسنے اک جلوہ مین سو سو گل گلشن مارے
اوسنے محجوب ہو برقع مین جو پھیرا منکا — رہگئے عاشق دیدار کھڑے سن مارے
یارو وہ قاتل بیدرد بلا ہے کوئی — جسکے ہاتھونسے گئی شیخ و برہمن مارے
مت اوٹھاتھ رقیبون پہ نمارو سرراہ — اپنے ہاتھونسے اونھین میان ترا دشمن مارے

ہجر مین وصل سے اوسکے نہ ڈر آس ترا ب
۲۶۵ جسکے دروازے پہ بیٹھا ہی تو آسن مارے

نازدا داسے باندھ کے ہتھیار سو گئے — تسخون پہ دل کے آکے ستمگار سو گئے

پیدا کیا جاہ اسنے عبادت کی واسطے
کیوں پیٹ بھرے کھائے خیرات کے ٹکڑے

اعمال اچھے ہین تو امید بہشت ہے
پھل پائیے وہان جو یہان تخم بوئیے

۲۶۸

جیتے مرے جو یاد مین اوسکی جبھی ترآب
جیکو نہ ہار ہے اور غفلت مین کھو ہے

خواجگی پر اپنی ہار ہی لات کوئی تب جائیے
ابان کہ بیچے ہمارے ہات کوئی تب جائیے

اپنی ہستی سے الگ ہونیسی کی رائیے
مر رہی ہیئے ہاے ساتھ کوئی تب جائیے

جسطرح کہتے ہین برحق نیز آن پیچھے
کلمہ الحق جانی ہی بات کوئی تب جائیے

یون فقیر یکا مزہ پاتا ہت و شوار ہے
چھوڑ دی دنیا کی سب لذات کوئی تب جائیے

عقل والے جانتے ہین خوب تدبیر جہان
حق سے ملنے کی بنا دی گھات کوئی تب جائیے

نرد بازی مین جیتا وہ اور کو خود ہار جائے
شرط یہ کہ آپ ہو دی مات کوئی تب جائیے

اوّل و آخر وہی ہی ظاہر و باطن وہی
غیر حق کر دی ہمین اثبات کوئی تب جائیے

با وجود کاروبار غفلت اس عالم کی بیچ
یاد حق کرتا رہی دنرات کوئی تب جائیے

۲۶۹

کیا عبادت خالصًا للہ مشکل ہی ترآب
بے صفت ہو آشنا ذات کوئی تب جائیے

یار دیکھون کہین وہ شکل قمر آتا ہے
رات صبر ہمین مجھے چاند نظر آتا ہے

ق

چاہون ہر روز وہان جاؤن نہین کچھ مشکل
پر مری دل مین یہ وسواس خطر آتا ہے

ہے وہ لڑکا کہین شرما کے نہ کہہ بیٹھے یہ
کیا ترا کام ہی یان کیون تو ادھر آتا ہے

نیند اوڑ جاتی ہی آنکھون سے شب وصل مین ہاے
جس گھڑی دل کو صری خون سحر آتا ہے

دلکی آنکھوں نسی نہیں ہوتے ہو اک لحظہ جدا
اب ملو یا نہ ملو کچھ نہیں ہے کام مجھے

منہ لگاتے نہیں اور کتنی ہو آدوگے
خوش نہیں آتا ہے یہ بوسۂ پیغام مجھے

خط کا آنا ہے آخر کو گنواے کا جمال
غیر اسکے نظر آتا نہیں انجام مجھے

۲۷۳ کل جو جھوٹے سے **تراب** اسنے مرا نام لیا
نیک نامون مین کیا عشق کے بدنام مجھے

کیون دیکھکر ہمین تو ہنسی ہو کہان چلے
آئے ہین دیکھنے کو تری ہم یہان چلے

ماری خوشی کے پھولی ہر اک غنچہ و کلی
گر سوی باغ وہ گل غنچہ دہان چلے

عزم سفر ہے تجھکو نکر ہمکو اب جدا
ہم بھی چلین گے ساتھ تری تو جہان چلے

جز بیدلی ہمین نملا تم سے اور کچھ
دل تیرے نذر کرکے ہم اے دلستان چلے

تلوار لیکے آج چلا ہے کہین وہ شوخ
کسکی اجل ہو دیکھیے کس پر کہان چلے

بلبل کی نیض مست ہے کیونکر نہ یک بیک
گر تیز و تند باغ مین باد خزان چلے

۲۷۴ ہرگز نہ کیجیے سخن خیر مین قصور
کہتے **تراب** اسمین جہانتک زبان چلے

کرکے رنجور مجھے ہاے ادھر مار گئے
پھر عیادت کو لیے آئے تو جی مار گئے

بیکلی تب سی ہے یکدم نہین کل پڑتی ہے
مجھسے تم کہہ کے جو کل وعدۂ دیدار گئے

کوئی صیاد سے پوچھے یہ نیا ظلم ہے کیا
دام مین چھوڑ کے کیون مرغ گرفتار گئے

ہاے ہمدرد و نسی اپنے نہ کوئی ایک رہا
کس سے غم کہیے کہ سب محرم و غمخوار گئے

یار دیکبار بھی ہمسے نہ ملا وہ بخوشی
جسکے دربار مین ہم شوق سی سو بار گئے

کہو میرے صنم کے در پہ جاکے
عدم اوسکی کمر کو جب سے جانا
ہمین تب سے عدم کی آرزو ہے

۲۷۷ ترابؔ اوسکی گلی مین بیٹھ رہ جائے
اگر باغ ارم کی آرزو ہے

کیا کام ہمکو یار جو آتی ہے چاندنی
بی نرم یار کچھ نہین بھاتی ہے چاندنی
ہوتا ہے بر مین جب وہ پریزاد سیمبر
اوسوقت اوری لطف دکھاتی ہے چاندنی
بن یار کچھ نہین شب مہتاب کی بہار
حسرت مین ہاے مجھکو رولاتی ہے چاندنی
اندھیر ہے کوئی نہین کہتا ہے اوس سے جاے
جلد آ کہ تیری یاد دلاتی ہے چاندنی
کیونکر نہ دل سے نالہ شبگیر ہو بلند
کوٹھے پہ میرے جب لہراتی ہے چاندنی
خط کا غبار آنے لگا منہ پہ یار کے
افسوس چار دنکی یہ جاتی ہے چاندنی
منہ دھانپ کر نہ دل خستہ کیون بہت
زخمی کو مارتی دستاتی ہے چاندنی
کسطرح چاندنی کو کہون دیکھو سے خناک
مجھکو تو اوسکے غم مین جلاتی ہے چاندنی

۲۷۸ روپ اوسکے کو ری مکھ کا پڑی ہے ترابؔ یاد
کیا چوٹ میرے دل پہ لگاتی ہے چاندنی

رسوا ہون کیون زلف گرہگیر کے لیے
مجنون بنا ہون خاص یہ زنجیر کے لیے
لے مجھسے میرا ہی ترے قربان مرغ دل
ہٹتا ہے اپنے صید سے کوئی تیر کے لیے
کہتے ہے جب اوسکی ابرو و مژگان پہ ڈھال کے
تیر و کمان یہ خوب ہین نخچیر کے لیے
کہتا ہے ہنسکے واہ یہ تیر و کمان تو مین
رکھتا ہون اپنے عاشق دلگیر کے لیے

بس اوسکو دیکھتے ہی یار دو ہو گیا خود
سنبھل رہے وہی جسکو خدا سنبھالے

نگاہ پاکر پہ میرے لحاظ کرکے تو کہہ
خدا ہمیشہ یہ تیری نظر بحال رکھے

خوا یکبار کسی سے ملے اور پھر نہ ملے
عبث پھر اوس سے کوئی خواہش وصال رکھے

۲۸۱ تراب کا ہیلو در خور کرے امیرون سے
ملے وہ اہل دول سے جو کچھ کمال رکھے

جب تلک خط جیاہ باقی ہے
نفس ہر دو سیاہ باقی ہے

اوسکو تائب نہ کہیئے کچھ بھی جسے
دل مین ذوق گناہ باقی ہے

پھیر لی آنکھ یار نے سب سے
ہمسے دو ہی نگاہ باقی ہے

ہو گئے سب طرف کے رستے بند
فقط اک دل سے راہ باقی ہے

خط کے آتے سب اوس سے ہو گئی بد
صرف یہ خیر خواہ باقی ہے

یار سے اور ہم سے آج تلک
دوستی کا نباہ باقی ہے

آتے ہین دن بہار کے بلبل
صبر کر ایک ماہ باقی ہے

کچھ نہ پوچھو تراب کا احوال
دل مین غم لب پہ آہ باقی ہے

۲۸۲ شیخ فانی ہوا ہے جون یعقوب
تو بھی یوسف کی چاہ باقی ہے

کیا پریشان وہ زلف مشکین ہے
دل مرا منتشر اور غمگین ہے

جو کرے پیر ناتوان پر رحم
اوسکو کیا کہیئے ناتوان بین ہے

شور ہے خوبی ذقن کا ترے
اس زنخدان کا چاہ شیرین ہے

جسطرف موئی اودھر دوڑا دریا بہا
بج گئی وہ جو اوسے پہچان کے بیٹھے رہے
برخلافی جو کرے سلطان کی مارا پڑے
بڑھ کے باتین جو کرے عرفان کی مارا پڑے

۲۸۴ کسطرح کیجیے ترابؔ اوسکا بیان دے کو رام
اوسکو جو ترغیب دے ایمان کی مارا پڑے

جسسے ہم رند بنے پیر خرابات ہوئے
منتہی جام کے مشتاق ملاقات ہوئے
بت پرست اونکو بھلا کیون نگنی زاہد خشک
ہندشین اوس بت کافر کے جو نرات ہوئے
عشقبازیمین وہ کیا ہار گئی جیت رہے
شرط مد کی جو تری ہاتھ ہی خودمات ہوئے
گر یہ ہم جانتے اول سے تو روتے نہ کبھی
یار آویگا یہان آخر برسات ہوئے
کون منہ والی تری رخ پہ لپٹ جاتی ہے لٹ
زلف کی بال بھلے مار طلسمات ہوئے
شیخ جی تم بھی پھنسی سلسلہ زلف مین ہے
قید کافر مین بایں خارق عادات ہوئے
بندگی خوب ہوئی جن سے خدا کی واللہ
وہی مردان خدا اہل کرامات ہوئے
وے جوانمرد بڑی لوگ ہین کیا بات اونکی
اکی دنیا مین جو یون تارک لذات ہوئے
دیکھتے ہین جو عیان سب کہین اک ذات فقط
کیا صفت اونکی کہو نہین وہ عجب ذات ہوئے
کلمۃ الحق ہی کہ جز حق نہین موجود کوئی
ہم تو اسبات سے کچھ اور ہی اثبات ہوئے

۲۸۵ کل سے ہم بیٹھ رہے یار کے کوچی مین ترابؔ
مورد لطف و کرم اہل کیا عنایات ہوئے

ازل سے دلکو اوجھا کاکل دلگیر لے آئے
نکر مشتاق سے گھونگٹ کھاسخ قتل کر جھٹ پٹ
کہانسے کھینچکے مجنون کو زنجیر لے آئی
قضا تیری لپی کیا دھوندھ کی زنجیر لے آئی

جو کسیکا کبھی کہا نہ کرے
اوس سے کوئی ہرگز التجا نہ کرے

یار کی گالیون سے جو خوش ہو
حق مین اوسکے وہ کب دعا نکرے

پیر بھائی مین اوسکو کیسے کہون
جو مرے درد کی دوا نہ کرے

یار ہی اوس سے نہ کیجیو یارو
ہے وہ بیدرد کچھ دعا نہ کرے

آئینہ ٹوٹے کے وہ کہتا ہے
سامنے میرے کوئی ہوا نہ کرے

مجھکو پروا نہین تجھی کی
مجھکو اللہ خود نما نہ کرے

عاشق بیقرار اوسکا ہے
کسطرح عرض مدعا نہ کرے

گھر سے اپنے وہ ابتلک نہ پھرا
ہجر مین کیون جگر جلا نہ کرے

ہمتو خوبون سے ہوگئے ہین آس
کوئی خوبون سے آسرا نہ کرے

بوے گل سے کوئی بتادے خبر
کچھ بھی ایما اگر صبا نہ کرے

دلمین جسکے تو بس گیا ہے تراب
نام غیر اوہ کیون لیا نہ کرے

صنم کے دیکھنے کو اے دل کیا تلملاتا ہے
کہان تک اوسکو سمجھاؤن پھر بار بار آتا ہے

مجھے پھر بیخودی کوئی وان اگر آتا نہین یارو
یہان آکر کرد نہین کیا نہین کچھ مجھکو بھاتا ہے

وہ مجھسے کہگیا تھا جلد مین گھر سے پھر آؤنگا
تو کیون مایوس ہوتا ہی عبث آنسو بہاتا ہے

کہون کس سے کہا تھا قسم کرکے گیا تھا وہ
مرا ہمراز کوئی ایسا نہین اوسطرف جاتا ہے

مرے وعدے کا وعدہ تھا نہ آیا ہوگئے سو چند
کہے کون اوس سے اب بھی آزیادہ کیون ستاتا ہے

کہو انصاف سے بارو مجھے کسطرح صبر آوے
خبر آنے کی جھوٹی بھی نہین کوئی سناتا ہے

ردیف یائے تحتانیہ

وہ شکل کیا بتائی
اوسکی زلف رسا کے ہون صدقے
مجھکو وان تک کہان رسائی
دام کہئے تو ہونگے کے ہار
عشق مین کچھ نہین کل رہائی
اپنی ہی بخت کی برائی ہے
کون اس صید کی کرے وارد
دیکھ پیرون بچھ نہین سکتا
شاہ کا مصاحب ہے
یہ دل تراب کا وہ شوخ ہے

دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے
کون یہ ناتوان جاتا ہے

بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب
یہ وہ اے مہربان جاتا ہے

تو کڑھانے کے واسطے جسکے
غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا **تراب** اوسکے آگے بولے اب
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

ہین دیدہ ترین مرے دریا کی تماشے
اے برہمن آ دیکھہ یہ گنگا کے تماشے

کیون گھر سے نہ گھبراے کے لون رہ بیابان
دکھلاتی ہی دشت مجھے صحرا کی تماشے

انکھہ اوسکی جھپک جانہ پھر آنکھہ لگاوے
دیکھے جو تری عاشق رسوا کے تماشے

یار وہ مرے گھر مین پھر آوے کہین اکدن
دکھلاؤنگا مین اوسکو دل شیدا کی تماشے

عالم وہ کہان جو قد بالا کا ہے تیرے
دیکھے ہین بہت عالم بالا کی تماشے

آولکو ذرا اپنے مرید اسے ملا دے
بندہ ہون دکھاؤن تجھے مولا کی تماشے

کہہ اوس سے **تراب** اپنی تماشے پہ نہ پھولے
۲۹۲ دیکھے نہین اوسنے ابھی فقرا کے تماشے

سینے سے اگر یار نہ پیکان نکل جاے
قربان ہون تیرے تری یہ کیون جان نکل جاے

مرتا ہون غم ہجر سے دکھلاؤ ذرا منہ
مشتاق ہون دیدار کی ارمان نکل جاے

آتا ہی تو آ وعدہ نہ کر راہ نہ دکھلا
صبر آ ہی کسیطرح یہ خلجان نکل جاے

ہین خال و خط و زلف سبھی ظالم و کافر
ہندو سی کہان بیچ کے مسلمان نکلجاے

دیوانہ اوسے کرکے کہا لیلی نے دیکھو
مجنون کہین بی سر و سامان نکلجاے

دنیا سے جو کوئی جھاڑکے دامان نکل جاے
تراب

مرید دل مین سوا اوسکے نہین کچھہ
یہان نازل وہی وارد وہی ہے
گمان طالب کہ حضر رہنما ہے مطلوب
یہان موجود واردواحد وہی ہے

جو باز آئے صنم کی دوستی سے
ترابؔ اسوقت مین زاہد وہی ہے

کیا رویئے فراق مین کیا آہ کیجئے
یاد صنم مین اللہ ہی اللہ کیجئے
ڈریے خدا سے مانگئے اللہ سے پناہ
عاشق کی آہ پر نہ بہت واہ کیجئے
جس زلف و رخ کی فکر مین گذری ہی رات دن
ذکر اوسکا کیون نہ شام و سحرگاہ کیجئے
میرے بلاوے کو تو نے جھکائی بہت کنوین
مشہور کچھ تو جگ مین تری چاہ کیجئے
کوئی برہمن کرے نہ مسلمان کی زبانی
گر راہ حق سے ہم اوسے آگاہ کیجئے
جو اک نظر مین شاہ ہون کو چاہیے کرے فقیر
اوسکا خطاب کیون نہ شہنشاہ کیجئے

راہ وصول حق تو نہین دور کچھ ترابؔ
صاحبدلون کے دل سے اگر راہ کیجئے

۲۹۶

نہ دل کو کاکل دلگیر بھائی
دوانے کے تئین زنجیر بھائی
نہ کر مجھسے حجاب اے لیلی شوخ
کہ مجنون کا ہون تیرے پیر بھائی
مین دل کو چھوڑ بیٹھا تن بہ تقدیر
مری جی کو یہی تدبیر بھائی
وہ کب سنتا ہی ناصح تیری باتین
جسے معشوق کی تقریر بھائی
تو مت دکھلا مجھے شیرین کی تصویر
کہ مجھکو اور ہی تصویر بھائی
پر و بال اوسکے کب صیاد توڑے
اوسے تو وحشت پنجیر بھائی

مرے کون اوس سیمبر کیلیے
بو گھر گھر پھرے سیم و زر کیلیے

خبر اوسنے میری کبھی نہ لی
نہ بھیجا کسیکو خبر کے لیے

ادھر وہ کبھی پھر نہین دیکھتا
ترستا ہے جو اک نظر کے لیے

سمجھے عید ہو ماہ رمضان مین
اگر وہ ملے اک پہر کے لیے

کرم وہ کرے تو نہین کچھ بعید
کہ مشتاق ہون شب قدر کے لیے

سفر اوس سفر کو نہین کہتے مین
جو ہو کسب علم و ہنر کے لیے

ہم ایسا نہو گا رفیق و شفیق
ہمین ساتھ رکھلے سفر کے لیے

خوش آتی کاکل تو مکھڑے کے گرد
یہ ہالہ ہے زیبا قمر کے لیے

تو اپنی قبا کی ذرا آستین
بڑھائے مری چشم تر کے لیے

وہ بڈھے کو سودائی کہتے ہین لوگ
پھرے ساتھ اپنے جو لڑکے لیے

خدا نے ازل سے دیا ہمکو عشق
امانت یہی تھی بشر کے لیے

کرو عشق صادق کہ ہے فائدہ
ادھر کے لیے یا اودھر کے لیے

ہوا عشق مین اب تو بدنام خوب
تراب اک برہمن پسر کے لیے

جہد ہے ایسا مجھے اوس گلبدن کے واسطے
باغبان کوتاہ ہو جیسے چمن کیواسطے

یار بن سب مجلس عیش و طرب بے نور ہے
چاہیے کوئی شمع تابان انجمن کیواسطے

کہدو شانے سے اوسکے بیچ و خم جو ہے
کاکل پرچین و زلف پرشکن کیواسطے

تازنخدان گر رسا ہو زلف جانان بیش ہے
رسی چھوٹی چاہیے چاہ ذقن کیواسطے

چشمہ حیوان ہے لب اوسکا سکندر ہے وہ
سبزہ خط ہے خضر ہے زلف سیہ ظلمات ہے

دل کی شہ ہے عشق کی بازی تو ہے ہیچ مدان
جی نہین ہارا کبھی تو وہ کہتا مات ہے

طفل بازیگر ہے میرے بسمین کٹھ پتلی کیطرح
پھیرتا جاہون جدھر کرتا وہ اسکی میت ہے

۳۰۳ عشق کا دعوی ہے مجھکو یار شاہد ہے تراب
گر وہی منکر ہو تو مدعا اثبات سے

وہ دلبر سر پہ آپہونچا خنجر لے
الٰہی اب مین جاؤن دل کدھر لے

مین اوسکے غمسے مرتا ہون کہو جاے
خدا کیواسطے میری خبر لے

گیا خشک ہو جاتی ہے سرسبز
جہان جاتا ہون مین یہ چشم تر لے

اگر جنگل مین جاؤن آگ لگ جاے
کہان بیٹھونگین یہ سوز جگر لے

حقیقت کا مزہ سالک نپاوے
طبیعت سے نہ جبتک خوب مر لے

جسے چاہے وہ اک چتون مین مارے
پھرے ہے ناز سے اب تیغ و تبر لے

تراب اوس بت کو ڈر ہو گر خدا کا
تو بندہ ہو مرا دامن پکڑ لے

۳۰۴

مرے دل کا غم یار ہی کھو سکے
مین لاچار ہون مجھسے کیا ہو سکے

رولایا مجھسے جسقدر عشق مین
کوئی اسقدر اور کب رو سکے

نہ ہے صبح دہر کا جدا ئیکا ہو
شب وصل مین وہ کہان سو سکے

کبھی ہمکو وہ منہ لگاتا نہین
کوئی یار سے بات کہہ تو سکے

تراب اوسکو دی عشق نے مجھکو نخم
صنم دل مین اپنے اگر بو سکے

ردیف یا تحتانیہ

ولی

اور کوئی دیکھی ہے کبھی مجھسا بیکس و تنہا
کس طرح عشق مین مریض تجھے دیکھا جاے

نالہ و آہ مرا سنکے وہ بولا جاے
اس دوا اوسکا کہان شفا دیکھا جاے

وہ جوان مرد کہی پیر ہوا ہے
ہے وہ بیمار دوا دے تو اوٹھا دیکھا جاے

ہجر کا روز قیامت ہے تو اے ماہ ولی
کس طرح مجھسے وہ دیکھا ہے وہ دیکھا جاے

ولی

جب دل اوٹھی لال لب یار کا
کافر سے کیا لال لب یار کا

ان نہ کوئی پوچھ کہ نسبت ہے کیا
عشق مین مجھسے لب یار کا

جب ہوا ایک ہو گئی عاشق و معشوق تراب
کون تفاوت کرے کس سے ادب دیکھا جاے

خواجہ میر درد

خاکسار

خفاش کو کب مہر کی طلعت نظر آئے — ناصح تجھے معشوق کی پہچان کہان ہے
جبتک کہ ہے ہر مین نہ اوسکا وہ دلبر — صبر آئے مرے دل کو یہ امکان کہان ہے
احوال مراد یکھکے کہتے ہین اطبا — اس درد کی مان دارو درمان کہان ہے
مجنون کو ترے چاہیے صحرائے قیامت — اس وحشی کو یان وسعت میدان کہان ہے
اوس طفل برہمن سے کبھی دل نہ ہٹے گا — کافر ہے جو بھاگے تو مسلمان کہان ہے

۳۰۸ — کسطرح **تراب** اوسکو مین بندہ کرون اپنا
یوسف کی خریداری کا سامان کہان ہے

شب ہجر انسی مرتا ہون مجھی ہے غمکی بیماری — وہ اک دم یار کہتا ہی تجھے ہے دم کی بیماری
الٰہی خیر کیجو دردمند اب تو ہوا وہ خود — دعا جسکی کرے تھی دفع اک عالم کی بیماری
ترا عاشق بچارا ارزوے دل کا ہی مارا — یہی ہی سخت پیرہن بنی آدم کی بیماری
تو اپنی آستین نہ کھدی مری آنکھون تک سنکی — رولاتی ہی مجھے اس دیدہ پرنم کی بیماری

۳۰۹ — **تراب** آزار سے دل کی خبر کیا ہی طبیبون کو
کہے بن کیسے ہو تشخیص نامحرم کی بیماری

اے شاہ تو نے کچھ بھی لحاظ گدا نہ کی — مجھ بینوا کی طرف کبھی اعتنا نہ کی
معشوق تب ایا ہوا بادشاہ کا — سولی کی بندگی مین جیسا دنے خطا نہ کی
وہ بیوفا تو مار کے مجھکو چلا گیا — افسوس عمر نے مری کچھ بھی وفا نہ کی
رو تا رہا مین کچھ نہ کہا سسکے چل دیا — ایسی تو ہاے اوسنے کسی پر جفا نہ کی
دیکھا جو دردمند کو اوسکے طبیب نے — تجویز رفع درد علاج شفا نہ کی

نرکھ تو لکھڑی یہ اپنی نقاب جانے دے
اوٹھا لے منہ یہ برقع حجاب جانے دے

نہ گن کر وعدہ دیدار کر بروز شمار
مجھے بہشت مین جھٹ بیحساب جانے دے

تو ساقی اپنی خط و چشم میگسار کو دیکھ
لحاظ تشنہ بنگ و شراب جانے دے

ندی حریفون کو بھر بھر کے جام میرے خلاف
نہ دلجلا یہ طریق کباب جانے دے

وہ اپنی گھر سے پھر آدیگا جلد اے مشتاق
تو دل سے ہجر کا اب اضطراب جانے دے

جو اوسکو خواب مین دیکھا تو کیا ملا تجھکو
خیال خواب نکر ذوق خواب جانے دے

وہ بیوفا کا نہ مجھسے نام لے نادان
اوسے نہ خوبونسے کر انتخاب جانے دے

لگا نہ شوق سے بحر محیط مین غوطہ
کہان کی موج کہان کا حباب جانے دے

بتون کو دعوی خدائیکا ہے معاذ اللہ
نہ التفات اودھر کر تراب جانے دے

۳۱۳

وہ غم مرا نہ کبھی دیکھ بھال کے روئے
گلے مین غیر کے جو بانہہ ڈال کے روئے

یہ کیا عقیدہ ہی یار و یہ کیا محبت ہے
کہ پیر سے دم رخصت نہ بالکی روئے

شفیق اونکو سمجھکے وہ باغ باغ ہوا
جو پیڈ ہی سامنے ایک حرد سالکی روئے

قدیم یار کا رونا نہ اوسکو آیا یاد
جب اُسکی ہجر سے اوباش حال کر روئے

سہی نہ مرج کی کنجو نمین کسطرح جہتا
بہت فراق مین وان تنگ لال کی روئے

ہوا نہ دامن مژگان تر ذرا اپنا
تراب ہجر مین ابکی سنبھال کے روئے

یاد بازار گرم یار سے اغیار کی ہوئی
ارزان ہٹھائی حسن کی بازار کی ہوئی

ردیف یائے تحتانیہ

۳۱۴

دیکھ تو مجھسے غیر کی تعریف کی ترا
بات نا پسند مجھ بیمار کی ہوئی

۳۱۵

دل

دل کی ساتھ اسقدر نہ کیجئے
آخر اک دل جو رات بھر نہ کیجئے

کر گیا تھا وہ دو گھڑی کا قرار
کسطرح کیجئے دوپہر نہ کیجئے

تو لول اوسکا جلسے کیجئے
برمین جسکے وہ پیر نہ کیجئے

اوس پیشین گوئی پہ عاشق کی چشم
کہین ذرا ابکی تر نہ کیجئے

ہاتھ اوسکا ہی ہاتھ اوسکے ایک ہی
کب ہی ہاتھ اوسکے ایک پر نہ کیجئے

راہ

۱۲۸

اہ جنسے کی کسطرف ہی کھلے | دل جو اک طرف بیٹھ نہ لگے

۱۲۹

دستگیری ہی تراب اوسکی کر
غیر کے ہاتھ جسکی کرنہ لگے

۱۳۰

گو سے کوسے ترے ثمر نہ لگے | خوبروئی مین کوئی ابتر نہ لگے
بارک اللہ کیا جمال ہے واہ | منہ چھپائے کہین نظر نہ لگے
سنتے ہے میرے اک جہان ہی خبر | آپتک کس طرح خبر نہ لگے
جسکو ہرگز نہو خدا کا ڈر | ایسے کافر سے کسکو ڈر نہ لگے
ابرو خم کاہے کچھ اور ہی کاٹ | دم کو اوسکے دم مجرنہ لگے
زہبی چتون سے بار بار نہ مار | دیکھ زخم اور زخم پر نہ لگے
عین گرمی مین وہ گیا تھا ادھر | کیون ادھر آنسوؤنکی پھٹ نہ لگے
کیفیت دل کی کچھ بنجان پڑے | دل کسی کا کسی پہ گر نہ لگے

۱۳۱

جسگھڑی ہو وہ چار چشم تراب
کب مری آنکھ پھیر ادھر نہ لگے

اندنون بھٹکا کہین ادھر یطرف صیاد ہے | بلبل بستانسے کہدینا مبارک باد ہے
سادہ لوح اوس ہمن والے کو مت بے جا کوئی | گرچہ بھولا ہی پر اپنے کام کا استاد ہے
مار کر عاشق کو کسنے راہ اپنی گھر کی لی | شہر مین چار دانگ طرف غل ہے یہی فریاد ہے
مثل باد تند چلتی ہی سواری جسکی تیز | اوسکے رستی زمین خوں مشت خاک سر بباد ہے
خوش ادائی کی صفت کس سے ادا ہو یار کی | ہر ادا اسکے شوخ مین اوسکی نئی ایجاد ہے

عشق کی رہگذر مین اوسکے تراب
خوب تم چلے سنبھل کے گذر بیٹھے

خریدار اپنا جو پایا مجھے — تو دل لیکے ٹھینگا دکھایا مجھے
کیے اوسنے مجھپر ہزار دن ستم — بہت عشق مین آزمایا مجھے
رقیبون کے بر مین رہا گر تو مین — نہ روٹھا نہ کب ہی منایا مجھے
گیا اوسکی مجلس مین جب مدعی — بٹھایا اوسے اور اوٹھایا مجھے
فغان سنکے میری وہ کہنے لگا — مین سوتا تھا کسنے جگایا مجھے
وہ گھر اپنے بیٹھا خوشی کر رہا — مزہ درد و غم کا چکھایا مجھے
مین قاصد کا منہ کیون نہ میٹھا کرون — یہ مژدہ تو اوسنے سنایا مجھے
مری طرف رخ کرکے کہتا ہے یار — اودھر جلد لیجا خدایا مجھے
مین جاؤنگا مجھکو نروے کوئی — زبردست نے اکثر ملایا مجھے
خدایا خبر سچ کرے آئے جائے — کہ دم ناک مین غم سے آیا مجھے

۲۲۱ نہین کم ہے ظل ہما سے تراب
وہ زلف پریشان کا سایا مجھے

بہت اوسنے ابکی ستایا مجھے — نہایت جلایا کڑھایا مجھے
نہ تھا مین فریبون سے اوسکے خبر — گیا گھر وہ دے کر بھولایا مجھے
یہ کون اوس سے میرے طرف سے کہے — غضب تو نے رستہ دکھایا مجھے
نہ پیغام بھیجا نہ کوئی خط لکھا — بھلا دل سے اپنے بھولایا مجھے

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

لکھون اوسکو مفصل حال مین کیا
جو پہنچے کو مرے طور ار جانے

جو لذت وصل مین ہے ہجر کے بعد
۳۲۲ تراب تشنہ دید ار جانے

جو ابرو کو تیرے تلوار جانے
وہ قاتل اور کب ہتھیار جانے

وہ جان بخشے کو اپنے کیا خلاوے
جو عاشق کا فقط جی مار جانے

کرے ناصح نہ پھر کچھ ملامت
محبت کے اگر اسرار جانے

جو غمخواری کرے ہار دکسی کی
اوسے کیونکر نہ کوئی غمخوار جانے

نہین کچھ عشق کے دریا کا پایان
کوئی کیا اوسکا دار و پار جانے

خدا کے واسطے اوسکا نہ لو نام
جو کعبہ کو در و دیوار جانے

نہین اوس سے زیادہ کوئی نادان
جو بندے کے تئین مختار جانے

نتیجہ ہے یہی مخدومیت کا
مجھے اپنا وہ خدمتگار جانے

تراب اوسکے کرم کا اسرار کھ
۳۲۳ وہ جانے آگے اوسکا پیار جانے

گلی مین اوسکی رقیبونکا آج میلا ہے
یہان فراق مین عاشق پڑا اکیلا ہے

نہ چھو بجر مین کیا واردات ہی مجھپر
ہجوم آہ ہی اور انسو ونکا ریلا ہے

کٹھن ہی صبر غم عشق کس سی کھایا جاے
کہ دل کا رنج تو میٹھا نہین کریلا ہے

وہ باز بگرنے تماشا مجھے دکھایا خوب
عجیب عشق کی پردہ مین کھیل کھیلا ہے

تراب عشق مین اوس بر مین بچ سکی
کہ دہی کون ترا ہان تو کسکا چیلا ہے

اوس

اوس سے کیا بیباکی جسکے سراپا مین تمام
کچھ خرامی سے لگادی ہے ادا بھی چھا گئی

کیون نہ پھیلے سب مین تاریکی شب دیجور کی
رخ پہ تیرے زلف کی جلوہ نمائی چھا گئی

مارنے دو مین سے ایا ہی بت بیدرد کو ہاتھ مین
اوسپر اوس ہی کے خونخوار نمائی چھا گئی

بندۂ فانی ہوا اوسکا کہ جسپر اے نظاب
جب تجلی سے اوسکے تیری خدائی چھا گئی

۲۲۹ سنہ ۱۲۱۳ ہجری

دل مین چاہا وطرف سے اوسکی رسائی چھا گئی

کیا ستم سمجھے کیا اوسنے یہ ہمسے پوچھیے
مجھسے کہدی ہے تو میرے ہمنشین سے پوچھیے

کیا کہون کچھ تو خصلت خو تو اوسکی ہے یہ
میرے دامن سے کہ اوسکی آستین سے پوچھیے

ناوک مژگان پر اوسکے بار ہے عاشق کا دل
یہ ہی یکبار ہم اوس نازنین سے پوچھیے

گو ری کمر پر اوسکی لہراتی ہے کیا زلف سیاہ
زہر اس کالی کا مار آستین سے پوچھیے

جو خدا کو اوسطرح کب ہی نپوچھے اپ کو
اوسکو ناحق ہم کسی اور کہین سے پوچھیے

حال میرا صاف کہدیگا غیب مدعی
آدمی کا عیب بلیس لعین سے پوچھیے

ملک کی گھر اپنا کہا مومن کا دل کیا جان کے
خونی اس جھوپڑی مکانکی اس مکین سے پوچھیے

جو مزہ ملتا ہی تنہائی مین معشوق کیساتھ
کیفیت اوسکی کسی خلوت گزین سے پوچھیے

۲۳۰ ہجر مین منہ دیکھا اوسکا درد ہوتا ہی یہین
کیا ترا اب غمزدہ اندوہگین سے پوچھیے

وہ دوست اگر چاہی تو دشمن سے بچا دے
شرم اوسکی نگہبان ہو چتون سے بچا دے

ایمن نہین کوئی فتنہ دور فلکی سے
اللہ تری گردش دامن سے بچا دے

کسکو لکھون حال اپنا کس سے کہنا کہو ن ۔۔۔ ترکا اوس سے ابکی بالکل نامہ و پیغام ہے
وصل کی امید ٹوٹی مل گئے وعدہ سے ۔۔۔ وقت گرمی کا گیا سردیکا اب ہنگام ہے
یار کی کو چہ مین کتنے ہمکو دیتے ہین دعا ۔۔۔ کتنے کہتے ہین یہ عاشق لائق دشنام ہے

وہ رہے جگ مین سلامت عشق مین جسکے ترآب
یہ سلامت خلق کی سہنا ہمارا کام ہے

۳۳۲

دل مین جو بیٹھکے جھوٹ خواہش ایمان کرے ۔۔۔ ایسے کافر کو خدا جلد مسلمان کرے
پیرہن پھاڑ کے زاہد تو کرے رقص سماع ۔۔۔ جیب اوسے وہ صنم جنبش دامان کرے
عشق مین ہم تو خدا اسکی بھی کرتے ہین دعا ۔۔۔ خوش رکھے دوست کو دشمن کو پشیمان کرے
واہ کیا خوب ہے مجلس مین تری باغ و بہار ۔۔۔ یہ حکایت جو سنے نقل گلستان کرے
زلف لیکے جو شاعر ہون پریشان خاطر ۔۔۔ جمع کسطرح وہ اشعار سے دیوان کرے
دلمین ہے غم کا نزول آہ نہ کیونکر ہو طول ۔۔۔ تنگدل زیادہ کہان خاطر مہمان کرے
ابر و تب ہو مری آب روان انسو کی ۔۔۔ وہ بت شوخ نہ گنگا مین جو اشنان کرے
دلکو مین مین پکڑ ٹھکر رکھا اوسکے لیے ۔۔۔ ورنہ یہ وحشی ابھی سیر بیابان کرے
ڈالکے مجھپہ یہ مشکل وہ گیا اپنے گھر ۔۔۔ وہی پھر آئے تو مشکل مری آسان کرے
وہ تو آتا نہین یا مین نہین واں جا سکتا ۔۔۔ کسطرح کوئی ملاقات کا سامان کرے

عشق مین اپنی حقیقت تو کھلی مجھپہ ترآب
کہین اوسکو بھی خدا صاحب عرفان کرے

۳۳۳

کون زلفون سے اوسکی دلکو پریشان کرے ۔۔۔ کون منہ دیکھہ ترآب کو حیران کرے

۳۳۵

گرچہ خود ہے **تراب** سیف زمان
بات کہنا ہے اوسنے ڈر ڈر کے

جانان نہین کرتا ہی سفر اپنے وطن سے
عاشق کی یہان جان نکلتی ہی بدن سے

اب سینہ پر داغ دکھائے کسے بلبل
لالہ تو گیا ٹوٹ ہزارے کی چمن سے

کیا لگ گئی ہے ٹکٹکی حیران ہے نرگس
اوسکی بھی کہین آنکھ لگی میری بچن سے

ہرگز نہ گمان ہی ہو خطر صید کو ایسا
ڈرتا ہون مین جیسا تری ماتھے کی شکن سے

کوئی لاکھ بناوٹ کری ہرگز نہ ادا ہو
ہوتی ہی ادا اوسکی جو بیساختہ پن سے

بلبل نے کہا گل اوسے کل ہی ہی وہ چٹکا
بولے نہ کوئی آج ترے غنچہ دہن سے

۳۳۶

کسطرح **تراب** اوس سے ملون جو وہ کینکر
نزدیک ہی وہ جان سے اور دور ہی تن سے

بچتا نہ کسیطرح یہ دل چاہ ذقن سے
گر بار نہ کستا اوسکی زلفون رسن سے

زلفون سے نہ سیف چھاپ لی رخسار کو اپنے
آتی ہے بلا جگ مین بہت سر کہن سے

مرجان کہان اور کہان جان کا ٹکرا
اوس لعل کو نسبت نہین یاقوت یمن سے

کہتا ہی وہ صراف بچہ دلکو مرے دیکھ
ناخوش ہون مین اے قلب تری کھوٹی چلن سے

انکھون مین ہی لیلی کی رم آہو وحشے
کیون دل نہ لگی قیس کا صحرا ختن سے

مت گور پہ رکھ ہاتھ کسیکے دم تلقین
مردہ وہ کہین ہاتھ نکالے نہ کفن سے

مفتون ہوا جسپہ **تراب** ایسا مسلمان
اللہ بچاوے وہ بت شوخ کے فن سے

۳۳۸

لوح دل سے رقم عشق مٹا دیگا وہ
ہاتھ سے جسکے یہ نقش فگار آیا ہے

وہ بت شوخ مری حال کو کیا جانے ہی
غمسے جو مجھپہ گذرتا ہی خدا جانے ہے

عشق مین ہمنے تو کچھ اپنا بھلا دیکھ لیا
کیا ہوا کوئی جگ مین برا جانے ہی

دلربا پھر مرے یار دن کوئی حرف کری ق
بیوفا ہے وہ نہین رسم وفا جانے ہے

اب ہی لڑکا ہی خیر لیا ہی ادسی کچھ ہو
وہ پر بچہ فقط ناز و ادا جانے ہے

ہمکو کہتا ہے برا جان کے ماشوق ولے
بیخبر ہے نہین کچھ تو بھلا جانے ہے

دو تو ہو بہر خدا اتقین کرو ادسکے دعا
درد کی اپنی نہین کچھ جو دوا جانے ہے

اسطرح آنکھ ملائی دل مسکین سے تجھسے
وہ تو چتون کو تری تیر قضا جانے ہی

ہمکو کیا سمجھیگا وہ ہمتو بچارے ہین فقیر
شاہ خوبان ہی وہ کیا قدر گدا جانے ہے

۳۳۹

کیون جدائی سے ترابؔ سکی تو مضطر ہوئی
وہ تو ہے تجھسے ملا جسکو خدا جانے ہے

آیا ہی در پہ کوئی دور سے چل کے
مشتاق ہی دل اوس سے ذرا گھر سے نکل کے

دیدار کا شوق اپنے جو ولہا کیا مین ق
وہ شوخ پریزاد لگا کہنے یہ جل کے

ارنی تو یہان کہنکی بہت مر گئے عشاق
اس وادی ایمن قدم رکھو سنبھل کے

کل اوسنے مجھے دیکھکے جھٹ آنکھ چرائی
انکھین مری بھر آئین اور آنسو گرے ڈھل کے

ہر پیچ و گرہ مین ہی عجب طرح کا پھندا
بل جایئے اوس زلف گرہ دار کی بل کے

پہچانے اوسے کون جو آپی نہ جتاوے
آتا ہی جو ہر وقت نیا روپ بدل کے

گر دشمن پر ہے جرخ یہ دورہ ہی اولٹ سے — دورہ جو مرے پاکدامان نکالے
گھائل تو ہے عاشق ہی معشوق پہ قربان — بسمل ہو اگر تیر کا پیکان نکالے
لیلی کی مژہ چبھ گئی مجنون کی جگر مین — کیا پانون سے وہ خار بیابان نکالے
جو دیدہ و دانستہ کرے سہو سے تجاہل — کیا اوس سے کوئی جان کے پہچان نکالے

کافر کو کرے رام محبت مین ہو بدنام
کوئی جگ مین تراب ایسا مسلمان نکالے

۳۲۲

خدا بچاوے وہ کافر بچے کی چتون سے — لگے نہ آنکھ کسی شیخ کی برہمن سے
شیخ دی کہین زاہد کو رشتہ زنار — نکالو اسنے سلیمانی اوسکی سر سے
بہت نہ چھاڑ جھٹکا دیکے خاکسار دامن — غبار دل مین نہ رکھ یار پاکدامن سے
وہ گھر مین بیٹھ رہا کیون نہین نکلتا ہے — نکل نجا مین کہین عاشقونکی جی تن سے
کہان کی مولی کہان لگا لبنت کیسی بہار — رہان تو آگ لگی ہے اسار ٹھ ساون سے
جو در دپیر کیسکی نہین سمجھتا کچھ — ہین تو کام پڑا اوس جوان پرفن سے
کسیکو دیکھ پڑی کیا وہ شوخ پردہ نشین — جو چھپ کے سبکے طرف دیکھتا ہی چلون سے
لگا ہی دلپہ مرے گھاؤ جسکے غمزے کا — دہی ٹانکے اوسی نے مژہ کی سوزن سے
چمک نی جسکی کیا یار و چاندنی مین کھیت — مین خوشہ چین ہوا اوسی ماہرو کی خرمن سے
چمن مین دیکھ پڑی جسکو چار دن کی بہار — وہ کیا سمجھ کے دل اپنا لگا دی گلشن سے

جو کام اوسنے کیا دوستی کے پردہ مین
تراب کب ہی نہوتا وہ کام دشمن سے

وہ قاتل ہی ترا خونریز دیکھا ہاتھ پر کس کا
حنا سے کشت خون جس نے ترا اب ہتھیا باندھا ہے

نہیں ہے بند سے دنبے کی قدرت اوسکی چوٹی کو
بڑی افسوس مشاطہ نے فی الحق یا باندھا ہے

نشا ہوا نکھ دکھا کر لگا کہنے وہ متوالا
مری انکھوں کو تو نے تر زاں بیمار یا باندھا ہے

ادھر سے اوس کمان ابرو کا ناحق کیا ہے رخ پھیر
رگ جاں میں جسنے تیر کا سوفار یا باندھا ہے

نہیں لگتی ہے جسمیں جو شاد اوسکی اہ کیا جانے
وہ ظالم سنگدل پر جسنے میرا دل یا باندھا ہے

میں اک تعویذ اسکے لکھ کے دریا میں بہا یا تھا
قسمونے سنا جل بل کے کیا طومار یا باندھا ہے

اوسی غمخوار سے کہنا وہ اکثر خوار ہی یارو
کسی نے بھی کہیں مشرق کو غمخوار یا باندھا ہے

تری تسبیح کی ڈوری سی رشتہ ہی نہ توڑ اوسکو
ترابؔ اوس برہمن دل نے گر زنار یا باندھا ہے

ردیف ے یا تحتانی

دل تجھے کیسی بیقراری ہے
کسنے آنے کی انتظاری ہے

کبھی اوسنے تجھے نہ یاد کیا
تجھکو یون جسکی یادگاری ہے

غیر کے گھر وہ آکے بیٹھ رہا
یہ بھی کوئی راہ و رسم یاری ہے

منہ سے قاصد کے خوشخبری
وصل کی پھر امیدواری ہے

وہ تو کرتا ہے وان دنون کا بچار
ہجر میں یان نفس شماری ہے

کہدو اوس سے نہ تکھے جیٹھ کی راہ
ماہ بیساکھ ہمپہ بھاری ہے

نہ ہوئی ہوگی یون کسیکی ترابؔ
غم سے جو کیفیت ہماری ہے

یارکو دان شکار میں گذرے
یان مجھے انتظار میں گذرے

ستم کی آشنائیمین ہوئی حاصل رسوائی
ملا پھل عشق کا اچھا محبت کی سزا پائی

نچا ہوا لگا کسیکو بھر کوئی مومن و کافر
کہ سب ہین ہو فا آخر خصوصًا یار ہرجائی

جب اسنے کھر گیا جانان تر کر رہگیا مین ہان
مجھے یون چھوڑ کر گریان اوسکی جیمن دامن دائی

مرا دل غم کا مارا ہی کہ دلبر گھر سدھارا ہے
کسے یارو گوارا ہے یہ مہجوری و تنہائی

وہ عاشق کش بلا کا ہی جو دشمن اک گدا کا ہے
اوسے کیا ڈر خدا کا ہی وہ اک کافر ہی سودائی

نہ خط اوسنے لکھا مجھکو نہ کوئی قاصد ادھر بھیجا
خدا اوسکو رکھے جیتا تجھے بھی ہی شکیبائی

۲۵۰ ترا ب

تراب اوسنے قسم کی تھی کہ پھر آونگا مین جلد ہی
سبب کیا ہی جو اب تک بھی نہین تشریف فرمائی

رخ پہ خط سبز کی تحریر دیکھا چاہیے
سورۂ یوسف کی یہ تفسیر دیکھا چاہیے

مجھسے وہ کہتا ہی کیا دیکھیگا تو میرا جمال
گر یہی ہی یار کی تقریر دیکھا چاہیے

اوس پری کی آنچ مین ٹھہرا تھا سب دل
جل کے خاک اوسکی ہوئی اکسیر دیکھا چاہیے

شمع جسکا نام لی منہ سی تو جل جاوی زبان
اوس پری رخسار کی تصویر دیکھا چاہیے

اوس کمان ابرو کی بیڈھب پڑی ہی خنجر نگاہ
کس پہ اب لگتا ہی سیدھا تیر دیکھا چاہیے

جسکو طفلی مین نتھی کچھ درد اپنی پیر کی
نوجوانی مین اوسی پا پیر دیکھا چاہیے

وہ تو بن ہتھیار مارے ڈالتا ہی الامان
ہاتھ مین جسوقت ہو شمشیر دیکھا چاہیے

پھر لگی میرای نظر اوسپر ہوی مجھسے خطا
بخشتا ہی اب مری تقصیر دیکھا چاہیے

وہ دل آزار اپنے عہد کو بھائی مین ترا ب
کبتلک مجھسے رہی دلگیر دیکھا چاہیے

کون کہتا ہو فقیر و نہین ترا ایسا ہے رند
رند منش تو ہوئی صاحب عرفان کتنے

آشنائی مین تو خوبون کی برائی دیکھی
دل ملا بس سے بہت اوس سے جدائی دیکھی

رام رام اوسکو سبھی کہتے ہین اور چومکھ مین
بند کی مین بت کافر نے خدائی دیکھی

منہ سے جو آیینہ رہتی ہین جو بت سارہ وصاف
دلمین اونکے نہ کبھی مینے صفائی دیکھی

اشنان بوسی کی ہو بسکی ہوس شاہون کو
اوسکو ارمان نہ ہو در کی گدائی دیکھی

اور جنجال سے سب عشق مین چھوٹی لیکن
یار کے دام سے دلکو نہ رہائی دیکھی

ذرہ ذرہ سے وہ کیونکر نہ کرے الفت و مہر
جسنے ہر شے مین تری جلوہ نمائی دیکھی

تر ہوئی آنکھ مری خشک ہوا خون تمام
جب ادھر سے مین ترے منہ پر رکھائی دیکھی

بے اثر جان کر اے آہ صنم کہتا ہے
آہ مشتاق کی سب باد ہوائی دیکھی

آپ بدنام ہوا یار کو رسوا نہ کیا
ان ترے دلمین تراب اتنی سمائی دیکھی

اسطرح وہ اک جلوہ دکھا مار گیا جی
پھر جینے کی خواہش نہی ہار گیا جی

ناصح نہین کوئی ایسی جی اپنا گنوا تا
دل پہ اوسپہ ہوا شیفتہ لاچار گیا جی

معشوق سو کسطرح کوئی جان بچاوے
عاشق کا تو اک آنمین سو بار گیا جی

دم دیکر دکھا اوسکو دوا کچھ بھی نہ کی واہ
جب سامنے اوسکے کوئی بیمار گیا جی

تاریکی گور اوسکے نصیبون نہین لکھی
ہو گورے کی زلفون مین گرفتار گیا جی

از بہر خدا مجھسے نہ دور تو بیچ کہہ
کسطرف ترا ان دنون اے یار گیا جی

کیا لب لعل یار جھوٹا ہے — سچی اک بات بھی نہ ہمسے کہی
اوسنے گنگا پہ جا کیا اشنان — اشک سے یان لہو کی ندی بہی
جسکو ہے حسن کج منش کا عشق — اوسکو بھائی ادائے کج کلہی
دودھ سے جل گیا جگر جسکا — وہ تو پیتا ہے پھونک پھونک دہی
کہہ دو اوس بیوفا سے اے یارو — بیوفائی تری بہت مین سہی

قطعہ

باز آیا ترا نجھسے اب
حق مین اوسکے تو مصلحت ہے یہی

جسکو بولی نے بادشاہی دی — عاشقی نے اوسے گدائی دی
پوچھو محمود سے ایاز کا حال — بندگی مین عجب خدائی دی
مست کر فعل حق پہ چون و چرا — عقل کو یان نہین رسائی دی
خوش قد و زلف کیا سراپا خوب — کج خرامی اور کج ادائی دی
دل فرہاد تلخ کام رکھا — لب شیرین کو یہ مٹھائی دی
پاے لیلی مین کفش مخمل ہو — قیس کو یون برہنہ پائی دی
دامن دشت مین بھر اخس و خار — صحن گلشن مین دل کشائی دی
شب دیجور کو کیا تاریک — ماہ تابان کو روشنائی دی
پستی سے آیستہ مکدر ہے — منھ پہ یہ صیقل و صفائی دی
چاہ عاشق سے ضبط نہو سکے — دل مین معشوق کے سمائی دی
اک طرف کی ہے زندی دستی — اک طرف زہد و پارسائی دی

خود جمیل اللہ ہی دوست رکھتا ہی حال — حق مین اوس محبوب کے نازل یہ آیت ہوئی
خوش ہوا اوس سے مین اور دل مین مرے آیا جوش — کلمہ چند اسکو تلقین ہدایت کیجیے
تب کہا اوس سے کہ پیارے ذرا رکھ میری بات — کہیے جو کچھ سمجھکے اور سکے ثابت کیجیے
الفت و شفقت سے دل اڑکو نکالینا لطف ہے — پیر کے دل مین عقیدے سے سرایت کیجیے
جو ستم کرتا ہی اپنے ساتھ ہی دشمن وہ دوست — لطف اوسکے ساتھ بیحد و نہایت کیجیے
گومی ناقص حقیقت سے بھرا موجام دل — پر جواہر سے شریعت کی رعایت کیجیے

حق کا جلوہ دیکھکے صورتین خوبونکی **تراب**
ملک ہندستا نمین سیر ولایت کیجیے

عشق خلاق کیے شیخ اوس برہمن سے — کری جو رشتہ زنار تار سمرن سے
وہ بت تو ہنسکے دکھاتا ہے صورت اللہ — جب اپنی دانت ملی ہے یا منجن سے
بزور پنجہ وہ دامن پکڑکے کہتا ہے — تو گل کو خار سمجھ کے نچھاڑ دامن سے
لیا تھا دلکو مری زرگری اوسنے تبھی — جب اوسکی روپ کا تھا بھاؤ تاؤ کندن سے
یہان تو جل گئی ہو رہی ہان منور بھاگ — اوتھین ہجر مین کیون ہنگامہ رہتا ہے
وہ برہمن کے جو نہین برہ کی لگتی آگ — تو بھولنا نہ کبھی وہ مری برہمن سے
کبھی نشست مین کرتا مین اوسکا پردہ فاش — جو دیکھتا وہ مری طرف کھل کے چلون سے
صنم کہے کیتو مسلمان کر دوسرے درسے — نہ اپنی ماتھے پہ ٹشکا لگا دی چندن سے
بہار لالہ و گل چار دن سے بیش نہین — خزان نے سیر کیا مجھکو سیر گلشن سے
صبا ادھر تو نہ آیے گل ادھر لیجا — مرا دماغ ہی تر اوسکی بو ہی چیکن سے

یار و کیا دیکھتے ہو منہ میرا — بیکلی کیا مری تماشا ہے
یان تو آنسو کا لگ رہا ہے تار — ہر مسلسل لڑی تماشا ہے
کبھی لعل اور کبھی گہر ہے اشک — دیکھ اے جوہری تماشا ہے
فاصدا اس سے کیتو یہ جسکی — صورت کافری تماشا ہے

۳۶۳ جلد ادیکھیے تراب کا حال — جی ہی اک آخری تماشا ہی

خوش وہی دل ہی جو درد یار سے غمناک ہے — جسمین کچھ گرمی نہین وہ آدمی کیا خاک ہی
بلبل گے اور کیا ہو عشق کا تیرے اثر — داغ ہی لالی کا سینہ گل گریبان چاک ہے
حیلہ و سستی وہ میرے کام مین کرنا ہی کیا — کام مین اپنے جو ایسا تیز اور چالاک ہے
دامن اوسکا ایک دو ری مل دلٹ دیتا ہی صیف — گردش اوسکی ہی غضب کیا گردش افلاک ہی
دل جو لیتا ہو کبھی چھپ کے کبھی کھل کے پر — دلبر اوسکو مت کہو جی چور ہی قزاک ہے
منتظر دیدار کا ہون اوس سی کہیو جلد آ — آنسو ونکی تار سے انکھون مین بیٹھی ڈاک ہے
زندہ بد مستونسی کہنا چھپ کے میخواری کرین — دختر رز پر تو بیدھڑک محتسب کی تاک ہے
بت جو دامنگیر ہو میرا تو تر دامن نکہہ — مینے جسکا ہاتھ پکڑا وہ تو دامن پاک ہی

۳۶۴ عشق مین پردہ مستحبت کی نہین رکھتا تراب
زندہ مشرب ہی قلندر ہے بڑا بیباک ہے

میری غمخواری کسی کی غائب و حاضر کی — جی دیا جسپر بہت اوسنے بھی کچھ خاطر کی
روز اول دل لیا تھا کیا تملق سے مرا — پھر تو مجھ سیدل کی لجوئی دم آخر نہ کی
منہ دکھا کر تو ڈرا لا خوب زاہد کا بھبھنڈ — کچھ لحاظ حق پرستی اوسنے ہی کافر نہ کی

دوسرے کی بیوفائی و بدی سے خیر کی ہو جو نہ وہ اپنے ہاتھ سے مال جان کسیکو دے

جو ایک جبہ کسیکو ندے بخیلی سے وہ مال و ملک فدا ان پہ کیا کسیکو دے

کبھی نہ راز کہے اہل کیمیا اپنا جو اوسکے پاس رہے یہ گمان کیا کسیکو دے

جو اہل دل کی کائنہ دیکھو ہیں تو بھول گیا وہ پیر لقمۂ عرفان کیا کسیکو دے

نبی سے اپنے خدا نے کہا جو لا تہدی

تراب چاہے تو ایمان کو کیا کسیکو دے

۳۶۷

کام و ناظر کی نہ کچھ بند نصیحت آئی عشق میں دل کو پسند اپنی ملامت آئی

چھ گئی آنکھ میں تصویر کس ظالم کی دل پہ جو اوسکی ملاحظہ ہر آفت آئی

کس سے کہیئے جو شب اوسکا بلکنا بھٹکنا ہجر میں اوسکے جو کچھ مجھ پہ مصیبت آئی

خواب میں رات جو مشہد پہ مرا قامت یار یک بیک چونک پڑا میں کہ قیامت آئی

یار را دوست و بتر پاس ادب کوئی باد سوختہ مجھے یار کی نسبت آئی

بسکی الفت سے میں بدنام ہوا ایسا دل میں اوسکے نہ مری کچھ بھی محبت آئی

قیس نے اپنا ولی عہد کیا تجھکو تراب

جذبۂ عشق سے تجھ پہ ولایت آئی

۳۶۸

عشق میں آپکی تقصیر بہت ہے کی آپ بھی کہیئے کہ تعزیر بہت ہے کی

حاکم عشق نے اکبات بھی میری نہ سنی درد و غم اپنے کی تقریر بہت ہے کی

قیس و فرہاد تھے اسکام میں گو بانی کار خانۂ عشق کی تعمیر بہت ہے کی

شانۂ زلف کی نکہت نے دیا ہے سیما آیت نور کی تفسیر بہت ہے کی

وہ تو کہتا ہی کہ پھر دیکھا نہ تجھے مر جینے جی
عاشق بے بس بھلا اوس سے کنارا کیا کرے

گھر سے باہر اک قدم جسکا نہ نکلا ہو کبھو
در بدر اوسکے رہ کی کوئی اپنا گذارا کیا کرے

زلف برہم تو اپنی کر کے ہی سر علاج
اور دوا سے کوئی چنوں کا مارا کیا کرے

گل سے آگے بلبل اپنے شوق سے لاچار ہے
داغ مگری ہو تو بھر لالہ ہزارا کیا کرے

ہو کہ ہم اپنے شہر کے [illegible]
گر نہ رہی ہجر میں عاشق تمہارا کیا کرے

[illegible]
[illegible]

۳۷۲

کل مجھ سے جو کہتا تھا کیوں غم تو بکتا ہی
آج اوسکو وہی غم ہے سر پٹکتا ہے

کیا درد کی ہی سوزش عاشق کی ذکر کی
سینہ ترے عاشق کا جوں اگ دہکتا ہے

کیونکر نہ پریشان ہو کاکل طپش دل سے
کرتا ہی قفس جنبش جب صید پھڑکتا ہے

کیا خطرہ سمایا ہی کچھ جان نہیں رہتا
دل آج مرا یار دبطرح دھڑکتا ہے

بیمار کا حال اوسکے کیا کہیے کچھ پوچھو
بتاہی پر پتا ہے بیدم ہی سسکتا ہے

ماہ فلک خوبی جس تجھ کو کیا سمجھے
وہ دیکھکے کیا ہمکو بجلی سا چمکتا ہے

کیوں سر پہ چڑھایا تھا کل کہکے تراب اوسکو
جو خار تجھے کرکے دامن سے جھٹکتا ہے

۳۷۳

وہ شوخ کمان ابرو کر تیر سے لڑتا ہے
گہ چین بجبین ہو کر تہمیر سے لڑتا ہے

گہ آنکھ چراتا ہی گہ جلوہ دکھاتا ہے
کیا حسن کی میدان میں ہمبیر سے لڑتا ہے

کیوں جنگ ہو جدل مجھسے کرتا ہی محبت میں
ناصح تو دوانا ہی تقدیر سے لڑتا ہے

کبھی ہے زلف کا پرچا کبھی ہے رخ کا یا ہے
یہان تو تذکرہ شاہ و گدا اوسیکا ہے

وہی خبر ہے مری گریہ وصال سی خوب
کہ دامن آنسو دنسی تر بتر اوسیکا ہے

سوائے عشق کی دکھلاے کون اوسکی راہ
یہ رہ عشق نہین رہگذر اوسیکا ہے

جدھر نگاہ کرو دیکھلو اوسیکو اودھر
کہ جلوہ سب کہین اہ یدھر اودھر اوسیکا ہی

۳۶۶ تو جسکا زیر قدمہ ہے مین جانتا ہون تراب
یہ جوش عشق کا تجھہ مین اثر اوسیکا ہے

دوا نا ہی جو خود اپنی لیی رنج و بلا چاہے
کسی پر کوئی نہ عاشق ہو گر اپنا بھلا چاہے

مین جل بھن یکون نجاؤن سامنے اگ تپتین رنگی
جو دیکھی شمع کیصورت تو پروانہ جلا چاہے

اشارہ کیجیے اوس سے تو ہو جاتا ہی آزردہ
کہے کسطرح حال اپنا جو اوسین ملا چاہے

زوال حسن عارض کیون نہو عہد جوانی مین
ہوئی جب دوپہر کامل تو پھر سورج ڈھلا چاہے

مہک سے اوسکے گل گل کے عرق ہوتا ہی ہر بوندی
عطر بالون مین اپنے وہ پریچہرہ ملا چاہے

لٹن ہے حقسے ملنا تب لگ عالم مین اوجھا ہے
دو عالم ہی کہو نکلی خدا سے گر ملا چاہے

۳۶۷ کرے تصفیہ باطن طریق صوفیہ سیکھے
تراب آئینہ دل پر جو کوئی اپنے جلا چاہے

شب فراق مین جون لگا داغ جلتا ہے
سنبھل کے بیٹھو بلبل کہین نہ پر جل جاے

کہ آگ لالی کی دہکی ہے باغ جلتا ہے
گل اوسکے سامنے پھولی نہین سماتا ہے

چمن مین رشک سے بلبل کے زاغ جلتا ہے
مئی دو آتشہ کسطرح بھر کے جام پیون

پھپھولی لب پر مین کی آیا غ جلتا ہے

شبہ بازی کی تجھے ہمنے ملا چھوٹ جائے
یکقلم خوبونسے جب صاحب سلامت چھوٹ جائے

بھولا جاتا ہو تجھے جب یاد کرتا ہو رہے
یا الٰہی کوئی طرح پہ لگی شامت چھوٹ جائے

قامت بالا جسکو آشنائی ہو ذرا
اوسسے با اکمل مشقت ہو قیامت چھوٹ جائے

دلمین ہو زاہد کے جب دیدار خوبون کی طمع
دیدہ حیرت ہمارے سب استقامت چھوٹ جائے

کہتے ہین اللہ اکبر دیکھکے اوسکو سبھی
لبون پر زان ہی نہ بکبیر اقامت چھوٹ جائے

دست بستہ عرض کی ہیے ہون اگر دکھائے
پھر تو پیر عشق بھی روسے امامت چھوٹ جائے

عشق مین نادم ہوئے ہم قتل سے اپنے تراب
گر خدا چاہے تو ہمسے یہ ندامت چھوٹ جائے

۱۲۸۱

سواد عشق سے راہنمہ آئی کیا مراد دلی
ہم نے دیسے مجھے پتھر کی اک سیاہ کلی

مثل ہے کہانے ہین جو طمع سیتھو کی
بات سنے پی کے مجھے دی تو مینے جوت چلی

کلی کا رنگ کھلا بیکلی کے بعد مجھے
کہ ابنوس کی ہو ڈال اور نار بل کی چھلی

درون ہی پایی برون ڈسکی سر پہ اگر ہی تر
کشش سے کرتی ہو وہ ذکر حق خفی دچلی

ہزار بچونسے حق حق کہی ہے منہ لگکے
جو دم سے توٹ گئی دم بخود ہو کچھ نہ چلی

بغل مین کیون نہ کمون کھینچکے اوسے سر دم
مجھے تو لگتی ہے تصویر اوسکے سب سے بھلی

سمجھکے دار و پیے اوس سے بہت ڈری گھوٹ
کبھی نہ گرم دھوین سے مری زبان جلی

مزہ نہ پوچھو جو ملتا ہے گرسے گر مکھ کو
طریق سو ہنی اوسکو ہمارے دم سے ملی

تراب راہ سے تیری کہان بھٹک جاے
اوسے دکھاؤ نہ تو اپنے سوا کسیکی گلی

کہنے لگا بگڑ کے اکدن تراب سے وہ
صورت فقیر کی تم ناحق بنا کے بیٹھے

عاشقی کان نامرادی ہے
عشق دوکان نامرادی ہے

کون اس راہ مین قدم رکھے
یہ تو میدان نامرادی ہے

اوسکی بے التفتی اور استغنا
ساز و سامان نامرادی ہے

اور سے حکم ہے کہ مانگ مراد
ہمسے فرمان نامرادی ہے

ہاتھ اوٹھائین کیون دعا ہم
وہ تو خواہان نامرادی ہے

یار کو عمر بھر ہمارے ساتھ
عہد و پیمان نامرادی ہے

نامرادی کی بھی طلب نرہی
یہی پایان نامرادی ہے

اہل فقر و فنا مین جو انیسر
نت نئی شان نامرادی ہے

ہے عجب اندرون تراب کا حال
دست و دامان نامرادی ہے

جسکو میلان نامرادی ہے
وہ قدردان نامرادی ہے

نہوئے ہم کسیکے دست نگر
یہ تو احسان نامرادی ہے

وہ ہی رہتا ہے نامراد سدا
جسپہ فیضان نامرادی ہے

کشتی آرزو گئی سب ڈوب
روز طوفان نامرادی ہے

دلسے گر آہ نارسا ہے دراز
سرو بستان نامرادی ہے

خطرہ نار ہو نہ خواہش خلد
یہی عنوان نامرادی ہے

گئے تھے بہانے قرار کرکے ہی ہوئی دن بہت نہ ملی خبر نہیں اب جدائی کی تاب ہے
مجھے مقید کیا ہے یوں بیقرار کرکے گیا تھا کوئی مین دل غم سے کباب ہے
اوسی دن سے تن بھی ہے آگ مین لگائے ہوا ہون جلکر مین کیسے یہ آگ مین کر فراق یار عذاب ہے
کوا وسکے ظلم کو کیا کہے کسی غرض سے جفا ہے یہ کہ ستم ہے مین ملک ہون تو وہ خوش رہے وسی قتل لگاوے ثواب ہے
وہ ہے میر کہتے ہی وہ ہے مجھے غم سے اوسکو سرور اوسی اپنے فن کا غرور ہے نہ کسی سے ورنہ حجاب ہے

۲۸۸ ہوا وس سے بیرخی درد کرنہین کیا فقیر سے تجھکو ذر
نو قدم پہ جسکے رکھے تھا سر پہ وہی فقیر **تراب** ہے

نو بہت اوسے نہ خراب کر تری چاہ مین جو خراب ہے کہ حشر مین ہوگا مواخذہ مجھے خوف روز حساب ہے
تو ہزار پرسے کرے جا کہین حسن و عشق ہا چھپا تو مری نظر مین ہے خوبسا تری منہ پہ کیا نقاب ہے
تری طرف سے نگاہ کی ہوا محو لگ گئی ٹکٹکی گئی نیند اڑ نہ پلک چھکی وہ ہمیشہ بیخود و خواب ہے
نو ستم کریگا جہانتلک مین کرونگا صبر بتاک تو اوڑ لگا مجھسے کہانتک ترے ہاتھ تیری طنا ب ہے

نہین خوبرو یون مین کچھ وفا نہ **تراب** اوسے ہوا آشنا
کوئی دل کسی سے لگائے کیا یہ جہان مثل حباب ہے

۲۸۹ موبموقبضے مین اوسکے کاکل جانان ہوئی خوب مشاطہ سی سر اقلیم ہندوستان ہوئی
مصر مین جا کے عزیز و کیا زلیخا کے نصیب خواب مین ظاہر جو شکل یوسف کنعان ہوئی
کھل گئی قلعی اور توتا ارسی کا سب کھنڈا سادہ رونکی صفائی دیکھکر وہ حیران ہوئی
کسطرح مجنون کا دل صحرا مین لگتا یارب وسعت میدان تو اوسپر تنگی زندان ہوئی
ہجر مین اوسکے کی کتنے ہوگئے واصل بحق مت کہی کوئی ناحق اوپر شدت ہجران ہوئی

اسد دلمین ہے یہ خیال کیا تو نے فرد عمر کا اب کیا سر و سامان باقی
تو چل کیون ہو دل پریشان باقی

ہوا گو خمسے مین جل بھن کے جون خاک
نجاے کیون اودھر اوڑ کے مری گرد

ولے غبار کا ہے رہبان باقی

تراب اوس شوخی کو ہے ہوا ناز سے
رہا اک دین اور ایمان باقی

نہ بلبل نے نظر گلشن پہ ڈالی
اگر آنکھ اوس نے سیمین تن پہ ڈالی

رقیب اوس نے کیا بلا دشمن پہ ڈالی
خدا نے کیا بلا دشمن پہ ڈالی

لیا ہے اوسنے ستیار اکا دل
اوسی نے مرہمی دہن پہ ڈالی

وہ بھروپی نے کیا یہ زرگری کی
کہ میری ڈاہ ساکندن پہ ڈالی

بھلا کیسے رہون مین یار سے صاف
کہ گرد اوسنے مری دامن پہ ڈالی

نہ پکڑے ہاتھ اوسکا شیخ کیونکر
کہ چھٹی اوسکے پیراہن پہ ڈالی

تراب اوسکو تو گل کر آنسوؤن سے
جو آگ اوسنے ترے خرمن پہ ڈالی

جسکو سب کہتے تھے دار اگنج ہے
یار کہتا ہے ہمارا گنج ہے

ہو جہان پیارے کی میری بود و باش
وہ تو سب گنجون سے پیارا گنج ہے

کیون نہو جگمگ وہان عشاق کا
حسن کا پورا وہ سارا گنج ہے

شہر سے تیرے کدھر جاؤن نکل
ہر طرف تو نے پسارا گنج ہے

تم جہان چاہو وہان تھانہ کرو
دیدہ و دل سب تمھارا گنج ہے

عشق مین کیونکر دل کو رنج ہو
رنج کا تو وہ بچارا گنج ہے

عاشق کہلے گا کہ معشوق اگر ذرہ ہے
جبین اوسکو پڑے لیونگا بچین نہ کیون ہووے

ہونے کی مزادیکے رونے کا فدہ آوے
اوقات حضر ہی میں ہوقت کوئی سووے

اوس گل سے تعجب ہے تبسم سے جو کملاتا
بلبل کے لیے، روئی نہ دو اشک صبح دھووے

سمنے تو نہ پھلا یا یا امت کا بھی اوس سے
کوئی نخم محبت کا مگر دانہ بھی بووے

کون اوس بت کافر پر عاشق ہو ترا سا
کون اپنی شیخت یون برباد کرے کھووے

جبکہ ہین سب سے کرم حسن وخش کی بازار
بلبل و گل ہو جہان نخمہ وہان گلزار ہے

اللہ اللہ اکطرف کیا لن ترانیکا ہی شور
اکطرف رنی نحصے اوخواہش دیدار ہے

اکطرف بیدل نظر آتے ہین اور لگیر سب
اکر اون سو لیری وجلوہ دیدار ہے

اکطرف ہی درد ساری اکطرف ہی سب دوا
اکطرف آپی طبیب اور آپ ہی بیمار ہے

اکطرف ہے ذوق عصیان اکطرف خوف عذاب
اکطرف عفو گناہ و دو رحمت غفار ہے

اکطرف ہے علم عرفان اکطرف ہی جہل محض
اکطرف نادان بنا اور اکطرف ہشیار ہے

اکطرف ہی اہل تقوی اکطرف ہی رندمست
اکطرف ہے محتسب اور اکطرف میخوار ہے

اکطرف ہی بت پرست اور اکطرف ہی بت شکن
اکطرف تسبیح ہی اور اکطرف زنار ہے

نیک کسکو جانیے اور بد کسے کہیئے تراب
اسطرف بھی یار ہے اور اوسطرف بھی یار ہے

کون ٹھہرے اوس کمان ابرو کی زد پر تیر کے
یہ وہ میدان ہے یہان جلتے ہیں پر بہ تیر کے

اوس شکار افگن کے سب دل مرغ ہین بسمل قضا
جی اوڑا دیتی ہی نخچیر وان کے سینے چیر کے

مشکل ہے اوسکے نور کو بھر آنکھ دیکھنا
کرتی ہے خیرہ چشم دہ نیر کی روشنی

جون دھوپ دنکو رات کو مانند چاندنی
تابان ہے اوسکی مرقد اطہر کی روشنی

کیا نور کا ظہور شب عرس میں ہے واہ
کوئی دیکھے اوسکی قبر منور کی روشنی

ہے چاندنی بھی فرش دہان دیکھلو عیان
اوس شاہ کے مزار کے اندر کی روشنی

ہے نور باری ایسی چراغون کی وسجگہ
جون صبح پر ہوا نجم و اختر کی روشنی

۲۲
جون نور شمع پردہ فانوس مین تراب
کاظم کے بیچ دیکھی پیمبر کی روشنی

عیش کا نام تو نہ لے ہم سے
ہکو فرصت کہان ترے غم سے

جب سے عالم ترا نظر آیا
اوٹھگیا دل تمام عالم سے

مجھکو دم دے کے تو کہین مت جا
زندگی ہے مری ترے دم سے

کبھی آہو نہو سکا ہم چشم
نگہ چشم یار کی رم سے

عارض اپنا عرق سے خشک نہ کر
ہے طراوت گلون کی شبنم سے

تیغ ابرو کا گھاؤ دلپہ لگا
یہ تو چنگا نہو گا مرہم سے

مجھکو تر دامن آنسوون نے کیا
کیون نہ شاکی ہون دیدۂ نم سے

حور کیا چھوڑتے بنی آدم
گر نہوتا قصور آدم سے

کہنے یان سے سفر کیا ہے تراب
غم ہے جسکا تجھے محرم سے

جی مرگیا جہانسے آنکھ ایک سو لگی
کیا کرم ہے دل مین محبت کی لو لگی

کاش اوسکو خواب مین بھی یہ پردہ لطف کبھی
عاشق کا بخت کچھ بھی تو بیدار چاہیے

رنگ حنا بہت ہے نرکھ تیغ ہاتھ مین
کر قتل دل کیوا سطے ہتیار چاہیے

ہر چند تجھکو یار مرا کہتے ہین سبھی
لیکن تری رضا سے اقرار چاہیے

تجھسے جو کوئی قصاص نہ مانگے خونبہا
کاہیکو اوسکے خونسے انکار چاہیے

بوس و کنار کو ترے خواہان قلب ہین
ہمکو تو پیار سے مرے تا پیار چاہیے

حال اپنے دل کا تجھسے کہا ویسے کسطرح
دران کے آگے دم کا اظہار چاہیے

۲۰۶ ناحق کو یار باشی کسی سے کرے **تراب**
مولی سے اپنے اوسکو سروکار چاہیے

صورت مار شکل عقرب ہے
زلف کا پیچ و خم یہ بیدرد سب ہے

جو پہنتا ہے اوسپہ پھبتا ہے
واہ کیا خوب یار کی چھب ہے

عشق سے میرے ہوگیا وہ شوخ
ورنہ سر تا قدم مو و لب ہے

مجھکو اپنا سمجھکے کہتا ہے
یہ فقیرون مین رند مشرب ہے

ساقیا جلد آ نہ کر دیری
ساغر شوق یان لبالب ہے

دور سے زلف کی تو کھینچ اوسے
دل اگر غرق چاہ غبغب ہے

عشق مین گرچہ قیس ہے اوستاد
میرے نزدیک طفل مکتب ہے

عشق ہی راہ عقل سے ہے دور
عاشقون کا کچھ اور ہی مذہب ہے

ہمکو یکسان ہے وصل اور ہجران
حال میرا جو تب تھا سو اب ہے

ہر فنا مین ہے رویہ اور بقا
ترک مطلب حصول مطلب ہے

عشق ہی سے ہے زندہ عاشق مجبور ترا
اوسکا دیوانہ کوئی جا نہیں پاتا ہے

طرز سا ئے آدم سے لجاؤ ہے ہمیشے
سوخ اسطرح مجھے دیکھکے شرماتا ہے

مجھسے کہتا ہے اودھر جاسے ادھر تاہ نہیں
کبھی رہتے ہیں جو تنہا مجھے دھمکاتا ہے

لوگ روتے ہیں ترابؔ اوسکو ہنسی آتی ہے
سامنے اوسکے غزل میری جو کوئی گاتا ہے

اوسطرف شرک جو کفار کو سمجھاتا ہے
اسطرف کلمۂ توحید کو فرماتا ہے

راہ خود سے کیا ایک جہان گمراہ
راہ عرفاں کی بھلوں ہی بتلاتا ہے

ہندو ہو یا کہ مسلمان ہو مشرک جان
منہ بہ تقریب دوئی کی جو کوئی لاتا ہے

رام کہتا ہے کوئی اوسکو کہیں کوئی خدا
وہی مولا ہے وہی حق ہے وہی آتا ہے

تختگی ہے کی ہے نابش خورشید سے سب
کیا ہوا باغ میں گل صبح سے کھلاتا ہے

آہ و کرنا ہی بلکتا ہی تڑپنا ہی جو دل
ابجد عشق کا یارو یہ الف پاتا ہے

آفرین تیرے جگر پر اے تحمل ترابؔ
اسطرح عشق کا غم ہائے کوئی کھاتا ہے

اوس بت کے مثل کوئی پری ہے نہ حور ہے
صد قرن میں اوس خدا کی یہ جسکا ظہور ہے

میں اوسکو دیکھ محو ہوا عقل گم ہوئی
غیبت اب اوسکی جہانسے اوسکے حضور ہے

پھر کسطرح اودھر سے دل و دیدہ پھیر لوں
آنکھوں میں جس سے نور ہے دلمیں سرور ہے

نزدیک میرے ہائے جو رہتا تھا اندن
یارو وہ اندنوں ہی آنکھوں سے دور ہے

بیداد میں وہ حور کی تقصیر کچھ نہیں
اے دل یہ تیری عشق کا سارا قصور ہے

سرمۂ دیدۂ جان خاک درِ جانان ہے
کیون نہ انکھونسے لون نسوں تری چوٹ کی

ببد لونسی کوئی لیتا ہی تلاشی دل کی
دلربائی مین نئی کرنہ لگا یرمٹ کی

کب ہٹے عشق مین وہ تیغ ملامت اے تراب
دل پہ رکھتا ہے جو داغونسے سپر سلھٹ کی

دام ہے دل کا رخ وزلف سا کیا کہیے
جان کے مین یہ دھمی مین پھنسا کیا کہیے

چور کیطرح مرے دل کو صنم نے بوجہ
موے بلدار کی رسی مین کسا کیا کہیے

اخر زلف سے عارض کا ہوا نیلا رنگ
خود فسون گر کو یہ کالے نے ڈسا کیا کہیے

وہ تو صیاد کا تھا خواہ کہ ای مرغ چمن
ناحق اوسنے باغ مین تو جا کی بسا کیا کہیے

اے گل اندام پسینا ہی ترا عطر گلاب
پیرہن کو ترے پھولونمین بسا کیا کہیے

بوم کی طرح ستم سے جو اوجاڑ ہی بستی
ایسے الو کو عمل دار سا کیا کہیے

جس سے غمخواری کی رکھتا تھا امید اے تراب
وہی رو رو نے پہ عاشق کے ہنسا کیا کہیے

ہجر مین حال، ہی عاشق کا برا کیا کہیے
ایسے طبیب سے تو مرنا ہی بھلا کیا کہیے

کسطرح اوسکی ادا ونسے بچاؤن دل کو
دشمن جان ہے ہر ناز و ادا کیا کہیے

اوس کمان ابرو کی چوٹونسے خدا حافظ ہے
دل مین پھر چبھ گئی جون تیر قضا کیا کہیے

نہین جاتا ہی اوٹھا ضعف سے بن آہ کیے
ہو گئی آہ تو پیری کی عصا کیا کہیے

نہ سونگھائی کبھی بلبل کو قفس مین شبو
تیرے انصاف کو ای باد صبا کیا کہیے

کبھی آئینہ نظر بھر کے نہ دیکھا اوسنے
چھا گئی انکھ مین از بسکہ حیا کیا کہیے

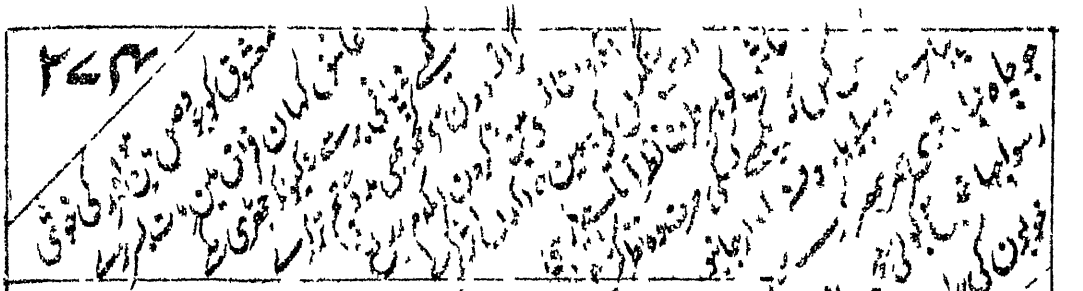

بتلا کہ تجھ سے کیونکر محبت کی نبھ سکے	ملکی صورت حقیقت مین تو کیا دریا ہے
بسطرح ہم ہین اس مین مسافر مجتمع	ویسے ہی ہم و انسمین اگر ہم کجا ہوئے
ہے یہ صحبت اتفاقی کس سے کہیے کیا کہے	عالم احیان سے ہم دار و دنیا ہوئے
طالب حق مرد ہین سب سے وہی بالا ہوئے	طالب باطل جو ہین اسباب دنیا کے گدا
یار کی کافر ادا پر اوسکی ہم شیدا ہوئے	یار کی کافر ادا پر اوسکی ہم شیدا ہوئے

جس سے پائے وہ تمع جمع بن بیٹھی **تراب**
عشق سے جل بجھنے جون پروانہ ہم رسوا ہوئے

صبر ٹھہرے بسطرح یونہی شکیبائی رہے	بار بن دلبر جو ہر دم رنج تنہائی رہے
دیدہ و دل عاشقون کی خانہ معشوق ہے	خوش رہے چاہے جہان وہ شوخ ہرجائی رہے
کسطرح چشم نظر باز دنین بینائی رہے	کسطرح چشم نظر باز دنین بینائی رہے
تو وہ لڑکا ہے کہ جسکے ساتھ سودائی رہے	چاہیے ہر طفل کے ساتھ ایک دایہ ہوشیار
ہر جگہ اپنی حقیقت کا تماشائی رہے	عارف اوسکو کہیے جو اپنے تئین پہچانے
کیون نہ وہ بدنام ہو گر گرم رسوائی رہے	کی جو چینی عاشقی سر لامت اخت بار

آسمینے کیطرح مین اوسکا دعاگو ہون **تراب**
منہ نہ پھیرے مجھسے وہ محو خود ارائی رہے

بیٹھے جو دہری وہ رشک قمر کرے	گرمی مین کب وطن سے ادھر کو سفر کرے
جب سے وہ گھر گیا نہین مجکو ملی خبر	اوس بیخبر سے کون بھلا یہ خبر کرے
مین راہ دیکھتا ہون اوسکی اودھر ادھر	گھر سے وہ اپنے دیکھیے کب رخ ادھر کرے

نظر آیا جمال یار جب سے
مرے اوسدن سے من بھایا نہ کوئی

کہا لیلی نے صورت قیس کی دیکھ
روانہ بن گیا ایسا نہ کوئی

وہ بت کرتا ہے خلق اللہ پر ظلم
خدا نا ترس ہوا تنا نہ کوئی

مری فریاد سن کہتا ہی خاموش
کرے یان شور اور غوغا نہ کوئی

تراب الفت مین اوس کافر کے
ہوا میسر یطرح رسوا نہ کوئی

ہم نگہبان اون کی در کی سبنے
اشنا وے ادھر ادھر سبنے

مر گئے غیر خانہ جنگی کر
یار ہم اوسکے لڑ جھگڑ کے سبنے

دیکھکر اوس سنہری روپ کا رنگ
سب طلبگار سیم و زر کے سبنے

قطرے انسو کی ہین مرے ایسے
جسطرح دانے ہون گہر کے سبنے

وہ کب اتے ہین مجھ گدا کے گھر
وہ تو ہین شاہ اپنے گھر کے سبنے

کسطرح کوئی سنچا ہے خوبون کو
دے تو مقبول ہر بشر کے سبنے

پیر ہمدم سے کہہ نہ اے لڑکے
ساتھ لڑکے کہ تم بھی لڑکے سبنے

بڈھے اور بالے کا مزاج ہی ایک
جب تو ہمدم وہ یکدگر کے سبنے

جس طرح بن گیا بگڑ کے **تراب**
کون یون عشق مین بگڑ کے سبنے

مین اوسپر خرچ ہون جانا سمجھکے
وہ گالی دے ہے دیوانہ سمجھکے

بھری مجلس مین کل اوس شمع رخ نے
جلایا مجھکو پروانہ سمجھکے

ردیف یا تخانیہ

ہی ترشروئی مین ہر شیرین لبی کے چاشنی
کلمہ تلخ و ترش اونکا شکر آمیز ہے

کوہکن ہجران کی غمسے سر پٹک کے مرگیا
وصل مین شیرین کے شاداں خسرو پرویز ہے

چاہ سی مت پھیر منہ اے زاہد بادہ مزاج
عشق ہی تیری دوا خونسی کیا پرہیز ہے

جز شکست دل نہین مضمون مکتوب **تراب**
خط مین اوسکے جو رقم ہی سو شکست آمیز ہے

۴۲۵

نہین نرگس کو کوئی بیماری
دو تو ہے تیری آنکھ کی ماری

گل ہنسا غنچہ ہو گیا خاموش
سنکے بلبل کا نالہ وزاری

رات اک پر جلا پتنگے کا
شمع رو رو کے بہہ گئی ساری

دیکھیے کس طرح سے چنگا ہو
عشق کا دلپہ زخم ہی کاری

اشک سی میرے کرکے شیخ وضو
یہ تو ہے آب چشمہ جاری

وہ دل آزار لے کے دل سبکا
نہین کرتا کسیکی دلداری

مجھکو غم دیکے گھر جو اپنے گیا
کیا کرے گا وہ میری غمخواری

راہ و رسم وفا وہ کیا جانے
جس مین ہو شیوہ ستمگاری

حسن کا اوسکے شور کیا ہوتا
گر نہوتی **تراب** سے یاری

۴۲۶

شیشہ بغل مین لے تھے مین جام شراب ہے
اس دور مین نہین کوئی مجھسا خراب ہے

قاصد نہ ابتلک نہین آیا سبب ہے کیا
لاوی خبر تو اوسکی مجھے اضطراب ہے

نالان ہی اوسکے شوق مین بلبل کی طرح مین
خائف غضب سے اوسکے رقیب غراب ہے

کرتا نہین کلام کسی سے وہ غنچہ لب
گالی جو مجھکو دی تو نہایت بیار ہے

جھپکی نہ اوسکی آنکھ نظر باز سے کبھی
بدمست عین نشہ مین یون ہوشیار ہے

یارو بزور حسن وہ کرتا ہے دلبری
دل کسطرح بچاؤن مین کیا اختیار ہے

چھپ کے **تراب** بیٹھ رہی عشق مین کہان
وہ شعلۂ تمام جوار و دیار ہے

نہوئی ایک آرزو پوری
کھل گئی عاشقی مین مجبوری

عشق اگر دے خدا تو اپنا دے
کچھ نہین عشقبازسے صوری

دل اودھر لگ چلی تو ہو واصل
دل لگی ہے ادھر کی مہجوری

کوہکن ہوکے مرگیا فرہاد
نہ ملی اوسکو کچھ بھی مزدوری

جل کے پروانہ جب لگن مین گرا
روئی پردے مین شمع کافوری

مین نے سو بات اوس سے جل کے کہے
نہ سُنی ایک بھی زمغروری

قاصد اوس سے یہ بات کہیو ضرور
کیون خوش آئی تجھے مری دوری

خوب دارا نگر مین بھولا ہے
نہین کرتا ہے یاد کا کوری

اب وہ طاقت کہان جو پہونچون وہان
ایک پیری ہزار معذوری

نہین دیتی ہے گھر سے اوٹھنے ہمے
تن کی سستی و دل کی رنجوری

تو ہی پھر ایمان خدا کے لیے
لیکے مونس سے اپنی دستوری

شوق مے درپے خرابی ہے
محتسب تجھسے کیا کرون چوری

دیکھہ کیا رنگ و روپ لاتا ہے
مے گلگون سے جام بلوری

دیوان تراب ردیف یائے تحتانیہ

بھول جائے تراب سب کا پیچ
یار جسوقت جلوہ فرما ہے

کوئی ناصح کو دیکھلائے پریزاد دیکی عنایی — دوانا وہ بھی ہوجائے خطا ہو عقل و دانائی
مین کسکی زلف ہندو ہو مسلمان ہو وہ کافر ہو — جو کافر زلف دے ایسے مجھے کہتے ہین سو دائی
کہو لیلی سے تو ہی ایکدن نہ صحرا مین دے پھرا کر — جو آسکتا نہین وحشت سے یان شاق صحرائی
عذاب گور و ضغطہ قبر کا سنکر ہوا حاصل — جو یاد آتی ہے عاشق کو شب بیکی تمنائی
مین بیکل ہو گیا ہون سفر اونی کیا جب سے — ادھر جانان ہوا رخصت ادھر سے شکیبائی
تمنا تھی مجھے جسکی نظر آئی نہ شکل اوسکی — بسنت آیا تو کیا آیا بہار آئی تو کیا آئی
مین ایسے دلبر بیرحم پر کیا جانکہ دل دون — جو سیدل کی نہ کرتا ہو تسلی اور دلاسائی
یہ تا صیاد سے کہدینا جو آیکا لکھا لینا — کیا وعدہ وفا اچھا بھلی سیکھی قسم کھائی
وہ جگ مین ہو گیا نامی ہی عاشق کو ناکامی — اوسی دی عشق نے عزت مجھی خواری سوائی
مین اوسکی دستگیری مین ہوا رسوا فقیہ مین — مشیخت کھو کی پیر مین ملامت کی روش پائی

تراب اوس سے کنارا کر فقط لطف و مدارا کر
فراق اوسکا گوارا کر کہ ہے معشوق ہرجائی

جسکی ہر بات مری دلکو پسند آئی ہی — حیف اک بات مری اوسکو نہین بھاتی ہے
کبھی بکھرے پہ بکھرتی کبھی بل کھاتی ہے — زلف سو نیچ سو دلکو مرا الجھاتی ہے
خط مین جب اوسکو کیا شکوہ دیر مین رقم — سنکے قاصد سے کہا باتی یہ سنواتی ہے
کیون نہ سر پٹکے قفس توڑ ہی بیچاری بلبل — اوڑکی وہ باغ تلک جانی نہین پاتی ہے

گو کی نزل مین جل تھلکے مسافر سو گئے
مت کہو ہے مرا یہ اور وہ مرے ہو گئے

جو وہان سے آئے دنیا مین چمن مین یہ کہو
شبنم و گل نے ہمیشہ ہی آرو گئے

اس مسافر خانہ دنیا مین ہو کیونکر قرار
آمد و شد لگ رہی ہے ایک جاتے آتے دو گئے

واقعی یہ دار دنیا آفرت کا کھیت ہے
جو یہان نے جو بوی سنکی کاٹنا ہو گئے

غفلت و عصیان مین جنکی عمر گذری رات دن
اونسے پوچھو تم کی کیا پایا یہان کیا کھو گئے

یا الٰہی اونمین رکاوٹ کو دی توفیق خیر
دوستی مین جسکی ہم بدنام و رسوا ہو گئے

عشق مین بی عقل و ہوش و صبر طاقت ہی ترابؔ
ایک دل کے ساتھ کیا یہ بیوفا چار دے گئے

ردیف یا ے تحتانی

کیا اوجا گر ہے حسن لیلی ہے
چاندنی چار و طرف پھیلی ہے

ہے مکدر غبار مجنون سے
نہین پوشاک اوسکی میلی ہے

کیون نہ صحرا سے قیس اوٹھ دوڑے
در پہ لیلی کھڑی اکیلی ہے

تیری لیل و نہار کی کیا بات
چہرہ شمسی ہے زلف لیلی ہے

سر پہ ٹپکے کی ہے چمک کیا خوب
ہمسر طلعت سہیلی ہے

اوسکو بھر بھر کے جام کوثر دے
ساقیا جو ترا طفیلی ہے

محتسب کا بھی ہے ادھر میلان
مے نے جس مینجھے سے مے لی ہے

نامہ بر چھپ کے خط مرا دینا
میرے نامے کی لال تھیلی ہے

کھیو اوس سے ہوا ترابؔ فقیر
بر مین کفنی گلے مین سیلی ہے

دیوان تراب

ردیف یا تحتانیہ

یہ کیا صحرا مین اور لی قیس کی تصویر پھرتی ہے
کہ باد گرد سی گرداو سکی اک زنجیر پھرتی ہے

سنا مجنون تو بیمار ہو کسی صحرا مین جا بیٹھا
کہو لیلی سے تو کس کے لیے دلگیر پھرتی ہے

شراب وصل شیرین سے وہ تشنہ لب ہا ہی ہے
بہائی جسکی کوہستان مین جو بی شیر پھرتی ہے

مصیبت کوہکن کی اوس سے اب کیا فائدہ کہنا
جو یار ی کر کے خسرو سی بصد توقیر پھرتی ہے

نہین ملتی ہے فرصت اکدم لبنی کی عاشق کو
گلے برا وسکے جسدم یار کی شمشیر پھرتی ہے

چھپاؤن کسطرح نامحرم موسی عشق اپنا می
محبت کی خبر مہری تو عالمگیر پھرتی ہے

تراب اودھر نظر حمیت کی پھر مولی نہین کرتا
مریدون کیطرف سے جبکہ گاہ پیر پھرتی ہے

دیتا ہے سبکو گالی کرتا ہے دلکی چوری
حل ہو گئی مثل یہ چور ہی سینہ زوری

کل عہد کر گیا تھا بھر عمر دوستی کا
آج آکے یار ی کھٹ کی جھوٹ آشنائی تو ڑی

بولا یہ خونہالے مجھسے تو اپنے دلکا
انسو سی میرے اپنی جب آستین نچوڑی

ہو چاندنی اوسکی گورون پہ عاشقونکی
منھ جسکا چاند سا ہی رنگت ہی جسکی گوری

غم کی کہانی کہتے وصلت مین کٹ گئی شب
گھبرا کی یار بولا بس کر ہے رات تھوڑی

راہ اوسکی تا کتا ہون ہر طرف جھانکتا ہون
کسطرح آنکھ موندون اودھر لگی ہی دوڑی

رکھے کوئی توقع ایسے بخیل سے کیا
مانگے سے جو نہ دیوی اک پان کی گلوری

کیون جب عدالت کھاتی ہین مال رشوت
کسنے حلال کی ہے ان حرام خوری

پھر کیون **تراب** کیجے اہل دول سے درخور
دنیا کی جب تک و دو سعی و تلاش چھوڑی

دیکھکر داغ جگر کہتا ہے یار — خوب جلتے ہین دوالی کے دیے
سینے اوس بت سے نہ توڑی بندگی — اوسنے آزاد اور بندے کر لیے
شیخ جی حق بات مین کہدو لگا صاف — مجھکو اوسپر خدا مت چھیڑیے

بیخودی مین جو خدا مین ہو ترآب
۴۴۵ اوسکو کہتے ہین یہ سودہ سے ہے

منتظر بڈھے نہ کیونکر ہون اجل آنیکے — دن تو آنے لگے دنیا سے چلے جانیکے
گفتگو عاشق شیدا سے نکر اے ناصح — وے دوانے ہین جو منہ لگتے ہین لوگ انیکے
اوڑکے ناک اوسکی کہان ہے جا لگن سی باہر — بال و پر پھونک دی شمع نے پروانیکے
ساقی اک دور پیالے کا ادھر بھی ہو جاے — ہم بھی ہین دست نگر گردش پیمانے کے
دیکھکر بت کیطرف سجدہ کریگا کیسکا — شیخ مسجد نہ بنا سامنے بتخانے کے
بے نیازی سے جو پرواز بہت کرتی تھے — پھنس گئے دام مین لالچ سی وہ اکدانے کی

کسطرح بستی مین رہنا اوسمین خوش آئے ترآب
۴۴۶ قیس کیطرح جو خوش باش ہے ویرانے کے

ہوا بدلی اودھر کی جب اودھر سے — لگی جھڑ آنسوؤنکی چشم تر سے
چلا ہے یار اس گرمی مین گھر سے — الٰہی ابر گھیرے پانی بھر سے
قریب آیا وہ بجلی سا چمکتا — جو کوسون دور تھا میری نظر سے
دل نالان نہ بادل سا گرجتا — جو حال اپنا وہ لکھتا پیشتر سے
گھٹاؤن آہ کی اوسنے لگین پھیر — شتاب آئے کوئی اوس سیمبر سے

ترآب

ردیف یا تھا نہیں

کی دن لال پڑی تو گلشن مین اگر بادی
ہوا تھی اودھر کے گل پھولخاری دیوانے
قفس سے کسطرح بلبل اوڑی پر بادی
مرا قصہ یہ پنچھی پوچھا سنا سر دھنتا اپنا
جو پر سونپین بالا تجھے دیا پوتی جھڑ بادی
ڈسا کالی کالی کیا تری زلف نے ان نین کرتا
تاپ کرن فرقت کی سپاٹکا کی لہر بادی
نگہ مین وہ سکا وہ ہاتھ بادی چھپ چلا آیا
ترآب اکرن پیری نوش کی اسرار بادی

ولہ

۴۴۸ دیا دقحط کی گرمی نے یہ بی کشتہ
خدا کی مہربانی سے نہ ہو یاوس بندو
ترے باران رحمت بن جہان سارا ہے تشنہ
بجھو لا تقنطو دیکھو کیا ہے رحمت کا
تو کیون اگر چاہے تو نہ برسا دے یاروا
ترآب

اتی سیل باران ہے یہ بادی جھل تھی کی
جو بزم لطف ارزان ہو تو ہم تم کون سی

تراب

۴۴۹

تراب اللہ والے کا رضا و صبر مسکن ہے
کبھی اس گھر مین رہتا ہی کبھی اوس گھر مین بستا ہے

جو نہ روتے تھے بحرِ قلزم سے
ڈر گئے میری چشمِ پرنم سے

آئے طوفان ڈوب جاے جہان
روے عاشق جو ہجر کے غم سے

زلف کا بال بال یون تر ہے
جیسے کالے کا دانت موسم سے

لہرین اوٹھتی ہین دل مین شانے کے
طرہ یار کے خمِ دیم سے

چشم آہو کا ہے وہ آہو گیر
اپنی چیتون کی وحشت و رم سے

نام اوسکا تو یاد رکھ اے شیخ
کیا خبر تجھکو اسمِ اعظم سے

تراب

۴۵۰

یار مجھسے ابھی خفا ہو تراب
حال اوسکا کہون جو محرم سے

کثرت سی اسقدر ترقی صدت کا زور ہے
چارون طرف جہان مین انا الحق کا شور ہے

ہر شے مین جسکو حق کی تجلی پڑی ندیکھ
کیا کہیے اوسکے حق مین وہ آنکھون کا کور ہے

زاری وہ کس طرح نہ کرے وصل کی لیے
عاشق ترا نہ صاحب زر ہے نہ زور ہے

کیون اشکِ سرخ سے نہ بنے لعلِ اشتیاق مین
اندوہ دل کا جوش ہی غم کا بخور ہے

دلکو ادھر سے توڑ کے اودھر لگا دیا
اے عشق تیری ہاتھ عجب توڑ جور ہے

پھولون کا رنگ ایک ہوا مین بدل گیا
کیا باغبان چمن مین خزان کا بھکور ہے

توڑا ہی جسکی زلف نے مارسیہ کا بل
شانے سی اوسکے دلمین گرہ ہی مروڑ ہے

کس طرح دل سی یار پہ صدقے نجاؤن مین
منہ اوسکا چاند ہی تو مرا دل چکور ہے

جو آپہی دیکھتا ہے روپ اپنا | وہ بہروپی کی کچھ اوری کلا ہے

تراب آیا وہ تیرے بس مین کیسا
بھلا افسون ترا اوسپر چلا ہے ۴۵۳

ملون اوس یار جو غیر سے جھٹ پٹ جدا دے | کروں خود بندگی اوسکی جو مجھکو باخدا دے
مبادا وہم کی موجون سے کشتی دلکی جا ڈوبے | شتابی مجھکو اوس یا سے یار اپنی ناخدا کردے
مرید صادق و راسخ ہے وہ کیا بات ہے اوسکی | جو اپنے پیر پر سب جان و مال اپنا فدا کردے
نہ گردن کھینچنا اپنی اگر تلوار وہ کھینچے | کہ گردن تیری حق بندگی کا ہے ادا کردے
کہان سلطان مجنون اور کہان بندہ ایاز اوسکا | محبت وہ بلا ہے شاہ کو چاہے گدا کردے
کریمی کی صفت سنکر یقین آیا مرے دلکو | گناہون کو مرے بخشے کرم مجھپر خدا کردے

تراب اوسکی قدمبوسی کی خواہش کیون نہو سبکو
خدا جسکے تئین دنیا مین شیخ معتمد کردے ۴۵۴

سینہ جلتا ہے نہ کیون منہ سے جلی بو نکلے | سوز دل دیکھ مرا شمع کی آنسو نکلے
مین تو سودائی ہون اوس زلف سیہ کا یارو | کسطرح کسیکے مرے خواہش گیسو نکلے
چشم خیرہ ہوئی بھر آنکھ نہ کوئی دیکھ سکا | بے حجابانہ جو گھر سے وہ پریرو نکلے
ہے وہ تلوار اصیل اوسکا نہ بل نکلے گا | دشت شانے سے بھلا کب خم ابرو نکلے
رخ کیا یار نے صحرا کیطرف بہر شکار | کیسے میدانسی وحشت زدہ آہو نکلے
ہاے قسمت جسے کہتے تھے مسیحا دم ہے | حق مین عاشق کے وہ بیرحم ملا کو نکلے
نہ گئے اوڑکے کہین اور چمن سے باہر | جب سے مرغان چمن کی پر و بازو نکلے

ردیف یا تحتانیہ

دیوان تراب

دیکھ کر دوپٹی اوڑھلتی ہے
دیدنی ہی یان نگاہ کا ہے سال
آنکھ روروکے جب اوبلی ہے
کسطرح مطمئن ہو اوس بی تراب
پل مین جسکی نظر بدلتی ہے

قطعہ

فراق یار نے طرح مجھکو کیا ہے
دل اوسکی عشق سے یاران آجی بیراہی
نہ کہیو دھوپ نکلی ہو چاندنی پھیلی

دیوان تراب

ردیف یائے تحتانیہ

تراب

۵۵۵

خلق سے وحشت ہی اوسکو سب سے بھاگا بھاگ ہے
ہنسنے خلوت مین حضوری کا مزا پایا تراب

مئی صحبت سے کوئی مجھکو لبالب ایک ساغر دے
مین صبر و داد سکے ہو جاؤن موالا مجھے کر دے

پلا ساقی مجھے وہ مے جو ذوق بیخودی بخشے
رک و ریشی مین میرے کیفیت حضوری کی بھر دے

تو شیخ جام کو مجھکو قسم ہی پیر مغ سمجھکو
سقا ہم رہم پڑھکے شراب آگی مرے سر دے

عدم مین سبکو شک آئی جو پہلے جام کوثر کا
مجھے فرزند اپنا جانکی ساقی کوثر دے

مذمت عشق کی کرتا ہی خوبی سے نہین واقف
پڑی مین عقل پر تیری تو ناصح جہل کی پردے

چمن مین شوق گلشن سے بلبل چہچہاتی ہے
مرے بھی نالہ و شیون سے مین خالی زمین دے

وہ میرے اشتیاق و گریہ و زاری پہ کہتا ہے
خدا ایسا کسی کو دل نہ ایسا دیدہ تر دے

ہوا عاشق بچارا رنج و غم سے ناتوان اتنا
کہ چھاتی سے لبون تک آہ نہین سکتا دم سرد سے

ملامت عشقبازی کی اوٹھائے کون شیخی مین
تراب اس کام کو توڑ کر ہر کاری دھر مرد سے

تراب

۵۵۶

وہ اپنے لطف و عنایت سے یار میرا ہے
جسکی ملاقات سبکو حواہش ہے

زلمین بہری اوس پر پری نے لگائی آگ ہے
زلف کالی جسکے رخسار سے بالا لگ ہے

رقص بسمل دیکھکے بلبل کا نغمہ سنکے یار
ہنسکے کہتا ہی یہ کیسا ناچ و کیسا راگ ہے

دوستونسے دشمنی ہرگز نہین کرتا کوئی
عاشقونکی ساتھ معشوقونکو ناحق لاگ ہے

عشق مین حال پریشان دیکھکے میرا نکہہ
اندنون صورت پہ تیری واہ کیا بیراگ ہے

کیا وہ کہتا ہے مری تسبیح و سمرن دیکھکے
بین مکے یان بہت ایسی کنٹھے اور مالے پڑے

کفر سے بیزار ہو جبت مارکِ زنار ہو
یار وہ کافر مسلمان کے اگر پالے پڑے

۴۶۱ پکی مل ناحق تراب اتنا کری ہے شور و غل
دم بخود اس بزم مین ہین کتنے متوالے پڑے

حسن و خال و خط پہ کیا اتنا تفکر چاہیے
اوسکی صورت کا فقط سرد م تصور چاہیے

جو کوئی چاہے کہ یار اوسکا رہے وقت پاس
صحبت اغیار سے اوسکو تنفر چاہیے

بے گہر خالی صدف کی قدر و قیمت کچھ نہین
گلرخون کے کانین آویزہ در چاہیے

دیکھتا ہی کہین رستہ اندھیری رات مین
اوس پری کی مانگ مین البتہ سیندور چاہیے

دیکھکے صورت مری منھ پھیر لیتا ہی تو کیا
اسقدر تجھکو نہ یار و نسی بخت چاہیے

چشم مست ناز کر دیتی ہین اک چتون مین لون
ساقیا مجکو وہی پیمانہ پر چاہیے

بوالہوس کرتا ہی ناحق حشقبازی کا گھمنڈ
یان دل و جوانہ بیخواب و بیخور چاہیے

ہندوون سے ربط کہتا ہون مسلمانونسی راہ
مین حقیقت مین ہون مجھکو سب سے دور چاہیے

اغنیا سے بنیازی کیون نہ ہم کیجیے تراب
۴۶۲ مالدارون سے فقیرون کو تکبر چاہیے

الٰہی خیر کیجو بیطرح بارش کی شدت ہے
گرے پڑتے ہین گھر سب کے خرابی ہی مصیبت ہے

دمادم اسقدر پانی برستا ہی خدا حافظ
دھما دم ہو رہا ہے ہر طرف گرتی عمارت ہے

جدھر دیکھو اودھر دریا نظر آتا ہی یا اللہ
مکینون کی یہ حالت ہی مکانونکی یہ صورت ہے

کٹھن ہے ہاتھ لگنا ابتو مٹی خشک چنگل بھر
زمین تر ہو گئی ساری یہ پانی کیا مصیبت ہے

جہان بیکاری و بیکل جہان بیکاری و بیکل

کرو دنیا مین نیکی جسقدر ہو
اجر عقبے مین اک حسنہ کا دس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا
سفر درپیش واں کاہر نفس ہے

۴۶۴
حبث ہے ارزو دنیائی دون کی
ترا ب اللہ بس باقی ہوس ہے

نجانون تو نے دلپر کیا کیا ہے
کہ مفتون ہو مجھے رسوا کیا ہے
نہون مین کسطرح خوبونکا مشتاق
کہ عاشق تن مجھے پیدا کیا ہے
بنایا ہے تجھے حق نے طرحدار
مجھے دیوانہ و شیدا کیا ہے
نہین رکھتا مجھے ساتھ لینے ہی کی
مین تیرے ساتھ کیا ایسا کیا ہے
مین تجھکو بد نہین کہتا ہون پیارے
جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا ہے
رقیبون کو مخالف عاشقون سے
اگر تو نے کیا بیجا کیا ہے
محبت کا اثر کیا کم ہے اتنا
کہ سب سے مجھکو بے پروا کیا ہے
لگا ڈالینے کسکا عاشقی مین
عدو نے مجھپہ کیون بلوا کیا ہے

۴۶۵
ترا ب الکدن تو انکھین موند کر بیٹھ
بہت ادھر ادھر دیکھا کیا ہے

دنیا کے رنج و راحت و آرام سے گئے
اے عشق تیرے عہد مین سب کام سے گئے
اچھے ہوئے جو ہجر مین واصل بحق ہوئے
ہجران کے رنج و کلفت و آلام سے گئے
تا صبح کل پڑی رہی نیند اوڑ گئی
گھر کو جو اپنے بار سر شام سے گئے
کسطرح پھر نہ وہ بالا کسیکا دل
نیچے اوترا بھی وہ لب بام سے گئے

تیغ ابرو کھینچ کے آنکھین دکھاتا ہے وہ شوخ
کسکو جرأت ہی جو متوالے سپاہی سے لڑے

زلف کا ہر بال عاشق کے لیے جنجال ہے
اوسکے پھندے مین کسیکا دل نجیبی جی پڑے

دل دیا کیا آپ سے مینے لیا اوسنے بزور
کرتے ہین ناحق ملامت مجھکو سب جھگڑے پر

۴۶۸ چاہ مین اوسکی تو کچھ چارہ نہین اپنا تراب
چاہے سو سولی کرے عاشق بیچارا کیا کرے

باغبین لالے پھولے ہین کیا آگ لگی گلشن مین ہے
رنگ چمن کا خوب ہوا آگ لگی گلشن مین ہے

باد خزانکی قد سوسنی تیغ ہوا تھا خار سنان
دم سحری باد صبا آگ لگی گلشن مین ہے

تازی پھول انار کی سونگھ رہے سرخ چنار کی دیکھ
پھولا جل کے ہوا کوئلا آگ لگی گلشن مین ہے

یار چمن مین پھرتا ہی پھول قدم پر گرتا ہی
پھبنے ہی وہ کیا سرخ قبا آگ لگی گلشن مین ہے

۴۶۹ دیکھکے شعلے گل کے تراب بن گئی بلبل مرغ کباب
کون اودھر اب جاے بھلا آگ لگی گلشن مین ہے

تن پہ ہے غم سے ناتوانی بڑی
درد دل کی ہی یہ نشانی بڑی

عشق کی بات کسطرح ہو تمام
رات چھوٹی ہے اور کہانی بڑی

کس کو تونے نہین دکھایا منہ
ہمسے ناحق ہے لن ترانی ہے

یار رہتا ہے دوستونسے خفا
دشمنون پر ہے مہربانی بڑی

نہین معلوم کس لیے ہمسے
دلمین ہے اوسکی بدگمانی بڑی

پیر ہین چاک گل بھی رکھتے ہین
تو ہی بلبل ہے کیا دوانی بڑی

شیخ جب ستکر بڑھاپے کا
کٹ گئی آفت جوانی بڑی

ترا ب اوسکی گلی سے ایک ہم ہی
دل و دین لے کے چلتے جان اوسٹھے

۲۷۲

ناحق پری رخون کو غرور جمال ہے
صورت کو ہر کمال کو اکدن زوال ہے

رنگِ حنا سے سرخ ہین جنکی ہتھیلیان
ہاتھون سے اونکی ایک جہان پائمال ہے

اوس طفل شوخ پر دل پیر و جوان ہے لوٹ
آگے خدا پناہ ابھی خرد سال ہے

زنجیرِ زلفِ یار کی دیکھی ہے دل نے کیا
دیوانہ بن گیا ہے عجب اوسکا حال ہے

لٹ زلف کی لٹکی ہے کیا اوسکی دوش پر
صیاد ہے وہ کاندھے پہ اوسکے جال ہے

مضمون عشق سے تجھے ناصح خبر نہین
اس مسئلے مین تجھکو عبث قیل و قال ہے

معشوق اگر ترا ب کسی سے جدا نہین
ناحق غمِ فراق و ہوائے وصال ہے

۲۷۳

ہر تار زلف یار شبِ تار ہے مجھے
چلنا اندھیری راتمین دشوار ہے مجھے

بہر خدا نہ مجھسے تو اتنا حجاب کر
برقع اوٹھا دے خواہش دیدار ہے مجھے

کیون میری نبض دیکھکے چپ ہو گیا طبیب
مین جانتا ہون عشق کا آزار ہے مجھے

تا حشر مین تو پنڈ نچھوڑونگا یار کا
اوس سے وفائے عہد کا اقرار ہے مجھے

یارو طریق عشق ملامت کی راہ ہے
جو نا سزا کہو وہ سزاوار ہے مجھے

کوئی چاہے حق پرست کہے چاہے بت پرست
البتہ ایک بت سے سروکار ہے مجھے

ناحق مین پارسائی کا دعوی کرون ترا ب
خوبون کی دوستی سے کب انکار ہے مجھے

کمر کھولی تجھے دا تو جھوٹ موٹ کا لون — عبث میرے لیے پٹکا کسے باندھی کمر تو ہے
بری حالت ہے یارونکی تری غمسے تو کیا جانے — خبر اونکی نہین لیتا ہی کیسا بیخبر تو ہے
مری انکھونسے خوبونکیطرح تو بھی کہین جھپ جا — شب ہجر مین کیون مجھکو جلاتا ہی دمر تو ہے
اگر تجھسے زبانی کچھ کہا جاوے تو عذر دنیا — مری حالت سے کیا واقف نہین اے نامہ بر تو ہے
تری آواز سنکے چونک اوٹھا وہ نیند کا ماتا — گلا تیرا کٹے کیا بولتا مرغ سحر تو ہے

نہ مسجد سے غرض اوسکو نہ بتخانے سے کچھ مطلب
۲۷۷ — **تراب** اوسطرف رخ کرتا ہی اوی مولی جدھر تو ہے

چاند اندھیری مین عبث صورت دکھاتا ہی مجھے — گور اکھڑا اک پری کا یاد آتا ہی مجھے
عشق کہتا ہی کہ اوسمجھ بیخود یلی راہ مین — راہ و رسم موش ناصح کیا بتاتا ہی مجھے
ستب لگا نی ہو گئے بیگانے مجھسے عشق مین — کون غمخواری کرے اب کس سے ناتا ہی مجھے
یار و مین کیونکر جفا ہی یار کا شکوہ کروں — وہ تو اپنی عاشقی مین ازماتا ہی مجھے
کس سے کہتے عاشق و معشوق کا نازو نیاز — مین دعا دیتا ہون وہ گالی سناتا ہی مجھے
روکے اوٹھجاتا ہی آپی بزم سے اوسکی قریب — یار اپنے پاس جب ہنسکے بٹھاتا ہی مجھے
سامنے اوسکے رہین کیونکر بجا سیر حواس — وہ تو اک جلوہ مین دیوانہ بناتا ہی مجھے
کون پکڑے دامن اوسکا خونبہا کیواسطے — وہ جب اتنا ہی ادا سے مارجاتا ہی مجھے

گو مجھے بیدا نہین کچھ سوز درد کی **تراب**
۲۷۸ — پر سنا ہر دیپ معشوقون کا بھاتا ہی مجھے

غم بہت ہجر کا لھایا مرا جی جانتا ہے — رنج کیا کیا نہ اوٹھایا مرا جی جانتا ہے

کبھی وہ لطف تو ہم پر سے آزما نہ ہوا
یہ اپنے بندہ نسی پروردگار کرتا ہے

یہاں تو جھگڑے ہیں یار مین ہی کہہ
تو اپنے جی ہی بہت کسکو پیار کرتا ہے

رقیب شاب سے میرے جو ہر کہا کے موا
اوسے شہید و مین ناحق شمار کرتا ہے

قرار آئے کا اوسنے کیا نکہہ قاصد
کہ اوسکا وعدہ مجھے بیقرار کرتا ہے

خدا کرے وہ شتاب آدمی کرن اوس سے کہی
ترا ب کب سے ترا انتظار کرتا ہے

۲۸۱

گر تری مند کی چمک اوسمین نچاہی ہوئی
آرسی مین نہ جلا یہ نہ صفائی ہوتی

تخت طاؤسی کیا شاہجہان دھرتا پاؤن
حاصل اوسکو جو ترے در کی گدائی ہوتی

اے صبا کہتی ہی کیا باغ مین پھر آئی بہار
اوسکے آنے کی خبر تو نے سنائی ہوتی

باندھنا تھا تجھے ہاگن کو اگر اوسنون سے
تار مقیش سے چوٹی نہ گندھائی ہوتی

ترک خونخوار سبھی کہتی ہین الجھو نکو ترے
اپنے عاشق سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی

یار و دی مال بجا صرف نہ کرتے کیونکر
اہل دنیا کی اگر پاک کمائی ہوتی

گر نہ تا مین گرفتار محبت کا ترا ب
کب مجھے قید مشیخت سے رہائی ہوتی

۲۸۲

زلف پر یار نے کنگھی جو لگائی ہوتی
موبمو دلکی مرے عقدہ کشائی ہوتی

نیند آتی مجھے پھر آنکھ ذرا لگ جاتی
اوسنے گر خواب مین شکل اپنی دکھائی ہوتی

زور و زر اپنا دکھاتی نہ مجھے زلف رسا
گر کمر تک تری اوسکی نہ رسائی ہوتی

دردمندون سے وہ بیدرد ہی نکرتا ہرگز
دلمین اوسکے جو ذرا پیر پرائی ہوتی

جیتے رہو گے کب تک اکدن مرو گے بیشک | موت آئیگی بکایک یہ امر ہے یقینی

دیکھے تراب کتنے دنیا کے یار سمنے
باری اوسیکی بھائی ہووے جو یار دینی

یار بن لطف انجمن کیا ہے | گل نہو جس مین وہ چمن کیا ہے
جسم ہجان خاک ہے ناپاک ہے | خالی از روح جسم و تن کیا ہے
روحکا چاہیے بناؤ سنگار | زیب و آرائش بدن کیا ہے
عشق نے نامور کیا ورنہ | قیس کیا ہے اوکو ہکن کیا ہے
دیکھکر چشم تر کو میری نہ کہہ | عاشقون کا یہ مکر و فن کیا ہے
کیون تو مجھسے حجاب کرتا ہے | تجھکو عاشق سے سوء ظن کیا ہے

حق و باطل سمجھکے کہدی تراب
شیخ کیا ہے اور برہمن کیا ہے

کیون تپ غم سے جلیے اور مریے | عشق سے دور رہیے اور ڈریے
کبتک تیرے ہجر مین ساقی | ساغر چشم اسک سے بھریے
سرو قد گلبدن ہے یار مرا | کیون نہ اوسپر درود ہم پڑھیے
گر خون سے خدا نہ ڈالے کام | مہر کرتے نہین کسی پر لیے
وہ تو چتون سے مارتے ہین تیر | ترک چشمون سے کسطرح لڑیے
حق نے مجبور کو کہا مختار | کیون نہ ہم حیض و بیض مین پڑیے
بہ شکل حال ہو گے تراب جہان | اب کریے یہ اور یہ دھریے

تو محول قرار چمن خانہ ہو دامن تر پاکر تا ہے دل
کسی سے ہو نہ جب تو تراب کرتا ہے

سہن کے بجلی وہ عاشق کو قتل کرتا ہی
جو اوس سے پوچھو تو کانون پہ ہاتھ دھرتا ہی

تری بلا سے تجھے کیا غرض تو کیا جانے
تری جدائی مین عاشق پہ کیا گذرتا ہی

بگڑ گیا تری یاری مین اک جہان ہمسے
تو ہمسے ہر گھڑی ہر وقت کیا بگرتا ہی

اگر تو چین سے ہو تو بھاگ جا رقیب
مین جانتا ہون پہ کوا کمان سے ڈرتا ہی

بھلا وہ کب رہے دو چار دن کے گھر مین
جو ایک دم مری بر مین نہین ٹھہرتا ہے

کبھی نگاہ لڑاتا ادھر کبھی ادھر
وہ شوخ چشم مرہٹے کی طرح لڑتا ہے

جہاد نفس کا بیشک جہاد اکبر ہے
بڑی ریاضت و محنت سے نفس مرتا ہے

تراب کیون نہ کرون ہر کسی سے مین الفت
مجھے تو سب کہین محبوب دیکھ پڑتا ہے

کفر و اسلام تقاضاے رخ و گیسو ہے
رخ مسلمان ہو گیسو ہی سیہ ہندو ہے

جلوہ گر جیسے چمن مین وہ بت گلرو ہی
کیا مہکتا ہی چمن چارون طرف خوشبو ہی

حربہ تیر و کمان بس لیے وہ ہاتھ مین ہے
خود مژہ یار کا جون ترو کمان ابرو ہے

سنگدل ظالم بیدرد سے کیون نہ کہون
کبھی رونی پہ مری اوسکا گرا آنسو ہے

دیکھکر مجھکو بچل جاتی ہے چتون اوسکی
اوسکو چنچل نہ کہے کوئی رم آہو ہے

یہ طرح دل کو وہ باتون مین لگا لیتا ہے
اوسکی تقریر مین کیا جانیے کیا جادو ہے

تراب آج رسائی تیری
دیکھلی مینے کون کہتا ہے بڑا اوسکا منصب تو ہے

ہم اوسکے سامنے آئینہ لیکے بارہا بیٹھے
کبھی وہ کھول کے منہ رو برو سے نہ بیٹھے

مور دیوسف کنعان نظر آیا اوسکو — اے پری جسنے تری چاہ زنخدان دیکھی
بجلی چمکے تو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے — پھر نظر کسنے بھلا صورت جانان دیکھی
عارض یار تو ہے ماہ شب چار دہم — طلعت اوسکی تو جوانی مین ہو چندان دیکھی
لیے جاتا ہے جنون کھینچے اودھر کیا کیجے — قیس کی تھی نہ کبھی راہ بیابان دیکھی

کنت کنزاً تو اشارہ و کنایہ ہے **تراب**
ہمنے جو ذات نہان تھی سو نمایان دیکھی

۲۹۵

کہونا صبح مرے اگے سے ٹلجاے — مبادا منھ سے میرے کچھ نکل جاے
نہین ٹلتا ہے کہتے گھر مرے چل — خدا جانے وہ لڑکا ہے مچل جاے
جدھر وہ رخ کرے ترچھی بھوین کر — غضب نازل ہو جھٹ تلوار چل جاے
نو چھپواوس پر پہرے کی گرمی — نقاب آئے اگر منہ پر تو جل جاے
بلائین تیری اے مشاطہ لونگین — جو تیرے ہاتھ سے کاکل کا بل جاے
خفا ہے آج کیون مجھسے تو ناحق — کہی یہ بات مینے اوس سے کل جاے
کہا خاموش پھر کہنا نہ یہ حرف — تو عاشق کیون ہوا تمھا تھہرل جاے
ہوا اے گرم ہے قہر الٰہی — خزانسی کیون نہ ضائع پھولون پھل جاے
رقیبون کو بٹھا دو باندھ کے دان — جو بندر سے بلاے اصطبل جاے
اوسے شاہ بتان کہتے ہین ہان سب — کہان تک دیکھیے اوسکا عمل جاے

تراب اوس کا اگر نار ٹوٹے
تو سمن کا مزی رشتہ بدل جاے

ردیف یا تحتانیہ

۲۹۶

بار سے کاہ تھمین کناری ہے
اجل اب کس کی اوبھاری ہے
دوسرے کیون نہ دلپھوٹ مرے
اوس سے تو دلپھپولا ری ہے
اوس مین کیا نفس سے جاکی لہو
ان تری بان نفس شماری ہے
اوس کے گھر جاکے دیکھا یا چاند
قبض تنخواہ ماہواری ہے
تازی دیتے ہین محتسب کو زند
تراب خماری ہے

جہان ہین دوست کیا سب ہین ہمارے
ہمین غیرون سے کیا امیدواری
محبت مین کسی سے کیا کہین ہم
الٰہی خوبرویون سے بچانا
رقیبون کو بُرا ہم کیون نہ کہیئے
کہان ہم اور کہان فرہاد و مجنون
جنون وحشت و رنج و ملامت
جب اوسکے گھر گیا بولا کہ چل بے
کبھی اکدن نہ اوسکے منہ سے نکلا

ہوا قرب ہین سو عقرب ہین ہمارے
وہ اتنے آشنا کب ہین ہمارے
جو کچھ اعمال و کرتب ہین ہمارے
وہ دشمن دل کے بیڈھب ہین ہمارے
وہ برہم کار مطلب ہین ہمارے
یہ دونون طفل مکتب ہین ہمارے
یہ چارون خاص منصب ہین ہمارے
بہت ایسے مقرب ہین ہمارے
یہ ہمدم ہین مصاحب ہین ہمارے

ق

تراب اوسکی طلب ہے فرض ہمپر
ہزارون جس سے مطلب ہین ہمارے

۲۹۵

مین کہتا ہون خدا سے پانی برسے
یقین ہے آخری برسات ہو خوب
خدا بندون پہ اپنے رحم کردے
یہان برسے وہان برسے لگے جھڑ
بھرے پھر اسقدر رستون مین پانی
جو کرتے ہون ہمیشہ سیر دریا
تلے پانی اوپر پانی جو دیکھین

کرے امین کہو اوس پیمبر سے
خبر دیتا ہون مین یہ پیشتر سے
نہ کوئی پھر کہین پانی کو ترسے
خبر آئے یہی ادھر اودھر سے
کہ دو پھر ہو نکلنا سبکو گھر سے
وہ گھر مین چھپ رہین پانی کے ڈر سے
مسافر کیون نہ باز آئین سفر سے

اے خزاں تو نے یہ کیسی چمن پہ ہے
ہو گئی برباد جھٹ پھولوں کی بھی ہے

اک ہوا میں اڑ گئی سب غنچہ و گل کی بہار
کیوں نہ شور و غل کریں بلبل بچاری ہی ہے

قاصد اس سے کہیو تو بیمار ہے اپنے گھر میں خموش
مجھکو ماری والدہ کی انتظاری ہی ہے

بیوفا تو کر گیا تھا مجھ سے کیا قول و قرار
آشنائی دیکھ میری بیقراری ہی ہے

اوس سے کیا کہیئے تری مژگان تیز و سیاں
وہ دکھلاتا ہی مجھی چھوی کٹاری ہی ہے

اوس بت کافر کی چتونسی خدا دا ہی نکام
دل پہ لگتا ہی ادسی کا گھاؤ کاری ہی ہے

عشق میں سب ہو گئی ناحق مری دشمن مرزا
کسکے آگے میں کروں فریاد و زاری ہی ہے

عید کا چاند ہے تو عید مبارک ہو تجھے
مجھ دعا گو سے یہ کہہ دید مبارک ہو تجھے

نذر لایا ہوں دل اوٹھ کی نظر گیر میں
عید میں دید کی فی عید مبارک ہو تجھے

واہ کیا ساز طرب سی ہی تری محفل گرم
عیش و عشرت کی یہ تمہید مبارک ہو تجھے

محتسب میں تو ہوں اک نرگس مخمور کا مست
کر تو میخوارون پہ تہدید مبارک ہو تجھے

زاہدا راہ حقیقت سے نہیں تجھکو علم
عمل خیر بتقلید مبارک ہو تجھے

کہو منصور سے حق کہکے تو سولی پہ چڑھا
ثمرہ شجرہ توحید مبارک ہو تجھے

تو تو آزاد قلندر ہی مشائخ میں مرزا
شان تجرید او تفرید مبارک ہو تجھے

سوتی سے جگایا مجھے پھر آکے کسو نے
دکھلائی بھلی آن مسیحا کی کسو نے

ہر چاک پہ سینے کے نمک اور ہی چھڑکا
مرہم نہ رکھا زخم کو سلوا کے کسو نے

دیوانہ مجھے کہتے ہیں سب عشق میں تیرے
پوچھی نہ حقیقت کبھی شیدا کی کسو نے

منہ پھیرے تری یوسی کسطرح سی عاشق
چھوڑا کہیں بیٹھا بھی مزا پا کی کسو نے

بعون صناع مکین مکان فضل خلاق زمان

تنبیه الغافلین

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین مرتبه طبع هوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا اگر عشق کو پیدا نہ کرتا — تو بندہ حسن پر کیونکر مرتا — نہوتی گرم معشوقونکی بازار — نہوتا گر کوئی عاشق خریدار

نہ لکھتا یہ ہنرمند کا زیبمضمون — اگر عاشق نہوتا اور پیغمبون — اگر مجنوں نہوتا اور پیدا — تو لیلیٰ کو بھلا کوئی پہانتا کیا

نہ کرتا کوہکن تیشہ اگر زور — تو شیرین کا بیجتا استقدر شور — نہوتی شہرہ وامق کی گر چاہ — نہوتا کوئی بھی عذرا سے آگاہ

نہوتا عشق اگر ہاتف کو یہ تلقین — تو کیا ہوتا کوئی مائل دو نین — نہ ہوتا زیور دلشاد زیبا — نہ جانتا کوئی نہ شوہ — نہ صورت دیکھتا کوئی نہ جلوہ

نہ وہ بیچون دلشاد زیبا ہوتا — نہ کوئی وصل کا مشتاق ہوتا — کوئی انداز پر ہوتا نہ قربان — نہ کوئی ناز پر دیتا وا جان

نہوتا کوئی کسی مشمون کا بیمار — نہ ہوتا زلف مین کوئی گرفتار — نہ کہتا زلف کو کوئی سنبل — نہ رکھتا قید سے اوسکے کوئی دل

نہ یا لو مکر کوئی ظالمات کرتا — نہ کوئی اونکو اندھیری رات کہتا — نہ کوئی رخ کو کہتا شمع مہتاب — کوئی ہوتا نہ اوسکو دیکھ بیتاب

نہ کوئی کافر دو کو کہتا کہ تیکہ سنبل — نہ کوئی عارض کو کہتا مہر طلعت — نہ کوئی آئینہ ہر آئینہ صورت

نہ کوئی خسرو کی گرمی سے جلتا — نہ کوئی رخ کو کہتا نار سا — نہ کوئی نرگس کو کہتا نوک خنجر — نہ کہتا کوئی اوسکو مثل جادو

نہ کوئی آنکھ کو کہتا کہ آہو — نہ کوئی اوسکو کہتا عین جادو — نہ ترک اوسکو کوئی خونخوار کہتا — نہ کوئی مردم بیمار کہتا

نہ ابرو کو کوئی شمشیر کہتا — نہ پھر کوئی غمزہ کو تیر کہتا — نہ کوئی قوس قزح کا نام دھرتا — نہ ماہ نو کو کوئی تمثیل کرتا

نہ قد کو کوئی جلاتا قیامت — نہ فتنہ کوئی کہتا اور نہ آفت — نہ کوئی اوسکو کہتا سرو آزاد — نہ کہتا کوئی ہرگز نخل شمشاد

نہ خال لب پہ کوئی دل لگواتا — نہ لب کو کوئی عیسیٰ دم بتاتا — نہ کہتا خال کو کوئی دانہ دام — نہ ہجر الاسود و نقطہ شام

نہ سنبل کو کوئی کہتا خط گلزار — نہ کہتا برگ ریحان کوئی طرار — نہ اوسکو کوئی کہتا سبزہ جاوید — نہ کوئی مور سیہ وا اللہ یا للہ

نہ کوئی سنبھو کو کہتا لعل لب ہے — حلاوت اوسکے بوسے مین عجب ہے — کوئی عاشق نہ دیتا جی صنم پر — نہ مرہرتا کوئی اوسکے قدم پر

کسی پر دل کوئی اپنا نہ کھوتا — سر بازار کوئی رسوا نہوتا — نہ کہتا پون کوئی خوبرو کی پروا — نہ لیتا عاشقی کا کوئی سودا

حقیقت ہے عشق اسکی بارہ تو شہرت ہے — اسی کا ہر طرف شور و شغب ہے
کوئی بات اسمیں اعشقہ بازی — حقیقی ہے کہ اسمیں کچھ مجازی
کیا مضمون حق نے بیطفے کو — نہ کہیے کس طرح عاشق ہوا کو
اگر اسکو نہیں باور تو دیکھ — کہاں وہ عشق کہاں کا رنگ

آغاز داستان عشق جوانی عاشق لقب و بیان حالات آن از طفلی کہ چنین لقب یافت

یلا ساقی مجھے اک جرعہ دے دے — کہیں پروانہ ہو عشق
شہا بی کرم کر یہ طبع بارد — کہیں بلبل کہیں پروانہ ہو عشق

جو دیکھو شہر میں اک جوان تھا — عجب ایجاد اوسکی ذات تھی
نہ جسم اوسکا بنا تھا آب و گل سے — سراسر عشق سے تھی اوسکی بنیاد
وہ سیمر پانوں تک تھا صورت حور — سدا آنکھ اوسکی رہتی دیدہ راسب
نگاہ اوسکی رنگیں تھی حسن پر میل — نظر پڑتا تھا اسکو جب کوئی خوب
پسند آتی اوسے محبوب صورت — لبوغیر اسکے رہتا تا بمقدور
سناکرتا تھا نعت خوبوں ہی کی بات — گذرتی تھی اسی میں اوسکی اوقات
مشام اوسکا تھا نو بوئے معطر — پھرے تھا ڈھونڈھتا خوبوں کو گھر گھر
جدھر وہ دیکھتا تھا صورت گل — ادھر ہی جاکے ہوتا تھا بلبل
نظر بازوں میں تو اُستاد تھا وہ — کہیں مجنوں کہیں فرہاد تھا وہ
اوٹھاتا عشق میں جتنا وہ بیداد — اوٹھا سکتا نہ مجنوں اور فرہاد

فریفتہ شدن عاشق بر مہند و پسرے کہ نامزد و معروف بصنم بود

کہوں کیا کیفیت اوسکی زبانی — کہ عاشق اوسکا طفلی سے لقب تھا
اور آساتی سرتا پا ناز — لکھوں میں تم سے اب اوسکی کہانی
مے کہنہ سے مجکو جام بھر دے — کہ کرتا ہوں میں اک افسانہ آغاز
جو شہر لکھنؤ میں چند مدت — کہ پھاڑوں ہوش کی یہ تازہ پرے
گیا اک روز آصف گنج میں وہ — کٹے تھی سیر میں اوقات اوسکی
بظاہر گو تھا وہ کافر کا زنار — گرا بیتاب ہوا اوسکے قدم پر
ہوا بیخود وہ دیکھ اوسکے طلسمات — کہ تن دکھلا اوسے یا حسن کی کان
ملاحت سے بھی پر اوسکی صباحت — قیامت تھا وہ لڑکا کھتری کا

کیفیت خوبی صنم و دل رفتن عاشق بران دلربای عالم و مبتلا شدنش بہ بیقراری و غم

مجھے اسوقت ایساقی گلفام
نجانون نام کیا اُسکا کیا ہے
قدو قامت تھا اُسکا [illegible]
چمکتی اسطرح اُسکی [illegible]
وہ ابرو اوسکے جو [illegible]
مرہ تھی اوسکی یا تیر و سنان تھی
نظر یارون کو کر تیا تھا [illegible]
نہ تھا سرمے کا دنبالہ [illegible]
لبونکی اُسکے کیے کیا بڑائی
لب سرخ اُسکے رکھتی تھی عجب رنگ
دہن مین یون وہ دندان جلوہ کرتے
تبسم کا جو عالم زیر لب تھا
ملایم گفتگو آہستہ گفتار
مقابل اوسکے گر آئینہ آتا
نہ منھ پر اوسکے تھی منھ زلف والی
برس چودہ کا اُسکا سال و مہ تھا
وہ بالی کا تھا حلقہ آفت ہوش
عجب ڈب اُسکا دکھلاتی کرتی تھے
وہ چھب تختی کہون یا قد بالا
کلہ کج سر پہ ترکانہ دھرے تھا
پنو چھو و منع اوس سین بنکی
عجب تھی حق نے اوسکی چھب بنائی
نہین کچھ اوسکی خوبی کی نہایت
پلا ساقی مجھے اب بھر کے پیالے
کہون احوال عاشق بیخودانہ

کہ وصف اُسکا لکھون مین بیتکلف
اُسے سب دیکھکر کہتے تھے اللہ
سراپا وصف اُسکا مین کیون کیا
لطافت سے جبین پر لون پر تھی
نظر آتی تھی لون رخ پر وہ رو نو
وہ ترک مست یعنی چشم آہو
کہون کیا اُسکے غمزے کیا مین عالم
نگاہ اوسکی پڑے تھی آہ جسپر
روان بسمل دل بیجان وہی تھے
نزاکت مین وہ جیسے برگ گل تھے
دہن یون تنگ جیسے غنچہ گل
تکلم مین جو اوسکا لب ہلے تھا
لکھون کیا اوسکے عارض کی صفائی
وہ گلرو کا جو کرتا تھا نظارہ
وہ مکھ پر تھا عجب نور نکا عالم
پڑی تھی کانو نمین اوسکے بالے
نہ کہتے کیون ہم اُس بالی کو بالا
صنم کو دیکھ سب سنج تھی حیران
گل اندامی تو اُسکی بر ملا تھی
رکھے سر پر جنت کی ٹوپی بھاری
وہ پہنے تھا عجب مرزائی پوشاک
جو دیکھی تھا اُسے کرتا تھا اش اش

کہون احوال اوسکا بیتوقف
یہ آدم زاد ہے یا پارہ ماہ
کہ تھا وہ حسن کا پتلا سراپا
کہے تو بحر خوبی یون بر خن تھی
مہ نو آئینے مین جیسے ہون دو
کہے ہین اسکو عاشق مین جادو
مبادا اسکے ہو جا ہوش برہم
کرے تھا اوسپہ گویا زخم خنجر
لب سر چشمۂ حیوان وہی تھے
لطافت مین وہ گویا سو بسمل تھے
وہ تنگی سے نہ کیون نام بلبل
گویا التصویر کا غنچہ کھلے تھا
کہ تھا آئینہ نور خدائی
درود اکبر پڑھے تھا یا ہزارہ
کسی نے را تدن دیکھا ہی باہم
فدا تھے جسپہ سب بدھو و بیلے
کہ خوبی اُس سے ہوتی تھی دوبالا
کہ ہندستان مین نکلا ماہ کنعان
کہ اوسکے بر مین شبنم کی قبا تھی
کرے تھا حسن مین وہ تاجداری
قبا پر جسکی تھی گل پیرہن چاک
ہوا مین سنکے اُسکی کیفیت غش
سنو عاشق کی اب مجھسے حکایت
کہ ہوش اپنا کرون تیرے حوالے
بیان تجھسے کرون اوسکا فسانہ

نظر افتادن عاشق بر روی صنم و دل رفتنش بر حسن او و در عشق شورش و بیقراریش

وگفتگوی دلجوئی صنم با عاشق و آرایش خویش و کیفیت دکاندار ایشں

واین آنکھیں جو اون نونکی باہم
خریداری کے پہلے سو وہ بیدل
صنم نے تب کہا کیا لیجے گا
کہا اوسنے بیان سب کچھ ہو جو چیز
سبھی بیس اوسکی تھی عاشق کو دیجے
صنم نے اوسکی قیمت کی سو سب
اوسے پایا نہ کیسے شے ہی تھا
وہ لڑکی نے تو دل اوسکا بھایا
او ٹھا عاشق تو دولت لیکے مولا
او ٹھا تی گر نہ عقل او سکو دکانسے
جدا ہوتی ہو اوسکا بر احوال
ہوا الیس بلی سے جوش محبت
عزیزو عشق ہیں بد شے پشیماں

آلہی جوان ہو دل مبتلا ہے
وہ دلبر گر جدا مجھسے نہوتا
کہے ہی ہو فا خوبو نکو ناحق
کبھی جاتا تھا صحرا کو نکل وہ
کیا دل نے مجھے رسوا بازار
طبیبو مجکو صحت ہو اکیونکر
عزیزو دلکو میرے غم یہی ہے
مری صورت سو وہ بیزار ہو اب
تراب ایسی عاجکو پڑ ہاری
جو کوئی پوچھے تیرا حال کیا ہی
نہ کہتا اور کچھ احوال دل کا
سمجھتا ہی یہ ہر دانا و کورن

وگفتگوی دلجوئی صنم با عاشق و آرایش خویش و کیفیت دکاندار ایشں

تمہیں نے اور تمکو کیا ہی مقصود
غرض اک پیر او سمیں سے نکالی
ہوا مطلوب سے راضی و طالب
عزیز ا رو فروشندہ جو یا ہم
گھڑی دو ایک وہ عیار عاشق
غضب تھا یار وہ طفل دکاندار
کسی ہی جب کسی کا لگ گیا دل
یہ اندیشہ ہوا تھا اسکو لاحق
جو الفت کا لگا سودا اسی ہاتھ
کبھی پڑھتا تھا وہ اشعار سودا

رنجیدہ

سنو تے یون کسیکا مبتلا دل
تو ہو تا کس لیے مجھسے جدا دل
جو سچ پوچھو تو ہی خود بیوفا دل

کوئی دشمن نہیں عاشق کا ہر گز
جو دل کو آشنا جانے غلط ہے
تراب اوس بیوفا کو دیکھتی ہے

غزل

ہوا دل کی بدولت میں گرفتار
جو وہ مجھسے کہے تو کیون ہی بیمار
کہ ہیچم ہی مری غم سو وہ دلدار
نہون میں زیست سے کیون اپنی بیزار
کہ آوے خود بخود میرے طرف یار
تو کیون بیدل ہی تجکو کیا ہوا ہی
بیان کرتا نہ کچھ جنجال دل کا
کہ عشق و مشک انتوان نہفتن

ہوا دل کی بدولت میں گرفتار
نجانا وسطرف یار رونجانا
نہون ماس شہر میں کیونکر میں غمگین
مجھے وان پوچھتا ہی کون یارو
مری سینے میں دل رہتا ہی غمگین
غرض عاشق کی دین کتنی تلی ہی
تو کہتا اوس سے ہان جی میرے
محبت پر نہیں چھپتی چھپائے
گئے تھے تا بجو تھو مرد و دانا

ہوا کچھ اور سودا اور عالم
دکانیں وہ سبکی جاتا تھا مقابل
مرض کی اوسنے جو کچھ دیجے گا
کہون کیا میں جو تھی اجناس انکی
وہ باطن مین تھا عشق اوسکا غالب
ہوئی راضی بنا سودا اوسی دم
سخن کرتا رہا اوس سے موافق
ہوا عاشق کا دل اوسپر گرفتار
پھڑانا اوس سے ہی پھر سخت مشکل
کوئی جانی نہ سوائی ہی عاشق
لگا بکنے وہ سودائی سادہ زات
کبھی مرد زبان پر ریختہ تھا
گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
اگر ہی تو اوسکا دیدہ یا دل
نہین ہوتا کسی کا آشنا دل
گیا قابو سے میرے کیا مرا دل
کبھی پڑھتا تھا رو رو یہ غزل وہ
وہان رہتا ہی اک شوخ دل آزار
نہ یان مشفق مرا کوئی نہ غمخوار
وہ یوسف کی ہزاروں ہین خریدار
خدا جانے کہ ہی کسکا طلبگار
کبھی ہنستا کبھی روتا تھا ہیہات
طبیعت کچھ مری بیکیفیت ہے
کوئی سودا کی باتین بنائے
کہ دل اسکا کسی پر ہی دوانا

وہ اپنے منھ سے یہ ہرگز نہ کہتا
کہ دل میرا فلانی پر ہو شیدا

ولے رہتا جہاں وہ چشم و دل تھا
مکاں اسنے وہ صنم کا منتقل تھا

نہ تھا اور وہ سنے کچھ اوسکو سرکار
اوسی بھایا تھا وہ طفل دکاندار

خیال اوسکا یہی رہتا تھا اکثر
کہ شاید آوے کوئی اور مہ اشتر

بہت ہوتا تھا شادان ملکر اوس سے
تسلی ہوتی اوس بیمیل کی اوس سے

بظاہر کرکے حیلہ سیر بازار
ولے باطن میں ہو مشتاق دیدار

ارسی بازار میں اوک مکان تھا
کہ اوسکا دوست اک رہتا وہاں تھا

وہاں جانیکی یہ باعث بڑی تھی
کہ رستے میں دکان اوسکی پڑی تھی

صنم بھی خوب اوسکو جانتا تھا
کہ چٹون چاہ کی پہچانتا تھا

دوپہر اوسکے دوکاندار تھے اوس
نہ تھی عاشق سے وہ راضی کسی طور

صنم دیکھے نہ اپنے ہمسائے کا اسلوب
نظر عاشق پہ کرتا تھا عجب

نہ وہ شیرین لب شکریں تبسم
کرے تھا شرم کے مارے تکلم

مقابل اوکی جب پڑتی تھی آنکھیں
پنہ چھپکو کسطرح لڑتی تھی آنکھیں

کئی عاشق کی اک مدت اسی طور
صنم کا لطف تھا اوسپر کچھ اور

صنم احوال اوسکا سن تو لیتا
حیا سے پر جواب اوسکو نہ دیتا

مریف اوس سے منہ بھی کچھ نہ موڑے
ہون جیسے جاگتے کہ آگ سوتے

میان عاشق و معشوق رمز ہے
کرام کاتبین یہ اہم نہ نیست

جو اوسکے دل مین آتی ہین خواطر
سو اوسکے دلمین ہو جاتی ہین ظاہر

خوشا رمز زلیلی کا لیا خون
سنا ہوگا جو گذرا حال مجنون

محبت کا عجایب ماجرا ہے
وہی جانے جو اس فن مین پکا ہے

بظاہر محض وہ نا آشنا تھا
کبھی ارمود خاطر اوس سے کرتا تھا

کرے تھا خوب درخور اعتدا مین
ہو جیسے طور یا ہم آشنا مین

ہوا یہ رفتہ رفتہ اوسکو معلوم
کہ یہ خریداری کا ہے اک رمز مفہوم

یہ اپنے دلمین رکھتا ہے ہر اسوز
کہ عاشق پیچ معشوق کا رنگ

نہ کھاتا تھا کسی پر اوسکا دل
وہان کون تھا اوسکا مانوس

پڑا تھا وہ بتان دلفریب مین
تھا اک شعبدہ باز نیرنگ ساز

صنم کو اوسکا دیکھنا
تو واقع ہوتا اوسکی بیکلی کا

تو خاطر اوسکا طرف جانا بھی
کہ آوے جاوے ہوتا تھا نظر

کیا کرتا تھا اوسکا مدارسی راہ
کہ آتے جاتے ہوتا تھا نظر

وہان ہوتا تھا وہ بیدرد
صنم کی طرف نظر کرتا

کہ ہیٹھا کرے اک لحظہ محبت
یہی تھی سرفراز دید اوسکو میسر

دل عاشق غریق ہوتا تھا بیدل
تو کہہ جاتا صنم سے اپنی حالت

اشارہ نین وہ کر لیتا تھا تا من
جو باہم یار کرتے ہین اشارے

اوسے اغیار کیا سمجھین کہ یارے
خدا جسکو کسی کی چاہ دی ہے

تو اوسکے دلسے اوسکو راہ دی ہے
محبت کی نہایت ہو جو تکمیل

تو پھر لیلی و مجنوں کی ہے تمثیل
محبت ایک کرتی ہے دو دل

ہوا تھا ایک باطن مین پیدا
جو جاتا تھا وہان وہ پر طلاست

خریدارا نہ پہچانے تھا اوسکو
نہین کوئی جنس سے اوسکو سروکار

تو وہ بیخبر کی ہولی کچھ اور ہی صورت
لگا چلنے ادھر سے راہ بدلکر

اودسی منظر دلتہا خوش وا آیا
بظاہر میلہ تما شہ رحیا کا
اسی اغیار کا رستا تھا دھڑکا
ورد شمن کچھ کہہ بیٹھیں مبادا

آلکتی تھی اذیت ہجر و اجانت
نہوتی ایکدن اسکو ملاقات
نظر میں اسکو کرتے تھے وہ اغیار
کرد یکھیں کس سے رکھتا ہے سروکار

تعلق رکھتے تھے وہ عاشق سے جتنے
صنم کو گھیرہ ہی رہتے تھے جو دم رات
شعور ذاتی تھی انہی ملاقات

وہان عاشق کا کچھ بیتا تھا نہ
یہی سنتا تھی اوسکے میں خواہش
کسیدن موصل ہو اکدو کا وحشر

خدا اسدن وہ بھی کتنا تھا مبارک
صنم سے ہو کبھی تنہا ملاقات
آئی کو ان سا وہ روز ہوگا

صنم کی بے تکلف دید ہوگی
مرے گھر کون دن یہ عید ہوگی
ادھر آدیگا وہ کسدن الٰہی

من تمنا وہ کیسے کب ملے گا
مرا یہ غنچۂ دل کب کھلے گا
سیر ہوگی کیونکر مجکو یہ سیر

غرض عاشق یہی رکھتا تمنا
یہی پر بیٹھیں وہ مانتا تھا
اسی کو خاص مطلب جانتا تھا

رسیدن ایام میلہ آنحضرت و خون شدن عاشق باین خیال کہ درین میلہ با صنم ملاقات خواہد شد و گفتن عاشق با آشنائے واقف کار خود و در جواب تقریر آن آشنا با عشق بیخود

وہ رہتا تھا اسی فکرت میں ہر دم
کہ آئے آٹھونکے میلے کے ایام
مجھے آ دیگا غارت گر ہوش

پلاوہ ہوگا سب غم ہوگا فراموش
کرون کیا کیجو ہو مین بھی سیر میلا
ملے مجھسے بھی میرا یار اکیلا

وہان تک اس محب عاشق کا ہمدم
تمامی راز پنہانی سے محرم
صنم کی کیفیت سے خوب آگاہ

کہ جاتا تھا کبھی عاشق کی ہمراہ
کہا عاشق نے تب اوسکو شناسے
کہ پایا ہمنے جو مانگا خدا سے

برآتی ہے مراد اپنی کہ دیدن
صنم کر ساتھ مین دیکھونگا میلا
وصال اوسکا ہے خاطر خواہ ممکن

ہمین معلوم ہوا وسکا ٹھکانا
کہا اوسنے بہت بہتر چلین گے
اسی میلے سے ہم اوس سے ملینگے

ادھر اودھر کی قصے کہہ سنائے
صنم سے یہ ابھی چل پوچھ لیجے
اوٹھو اوسنکی دکان پر اوسکی آئے

پتا ہمسے بھی کچھ اپنا کہو گے
کہا عاشق نے تم کسدم چلوگے
یہ سنکر عاشق شیدا اوٹھا

بہت فرحان و شاداں شاد اوٹھا

اضطراب عاشق بروز میلہ بانتظار یکپاس روز موافق وعدۂ صنم و تسلی کردن آشنا مع مقصود

آخر الامر رفتن عاشق و آشنا در میلہ و کیفیت اجتماع آنجا و جستن صنم و نیافتن مقصود

کلابی بھر کے لاساقی کلامم
کہ آپہونچا ہو وہ عشرت کا ہنگام
مجھے سرشار کردے بے تحاشا

سنو یارو جو میلے کا دن آیا
خدا نے بخت خفتہ کو جگایا
ہوئی جب صبح عاشق پر نمودار

دل اوسکا تھا نہ بے مہر اشتیاق
پہر کی انتظار ہی وسپہ تھی شاق
کہون کیا اوسکی دور انتظاری

کریبو دیکھون آٹھونکا تماشا
سراسر صید بود مشتاق دیدار
حواس باختہ گیا تھا سعتبار

کبھی اوٹھتا کبھی وہ بیٹھتا تھا
کہے تو ہو گیا ہے اوسکو سودا

جو کہتا تھا رہا آیا ہے مکھڑی پھر
تو رہ مارو تھا سر اپنا پر ہیر

وہ میدل پر عجب مشکل پڑی تھی
گھڑی ادھر کو قیامت کی گھڑی ہے

گئے کٹ اتنے دن سختی میں تیرے
پڑا کل ہے تجھ پر مار میرے

شتابی کیا لگے گا ہاتھ تیرے
چلینگے ہم بھی آخر ساتھ تیرے

غرض گذرا پھر آیا وہ ہنگام
کیا دونوں نے جانے کا سر انجام

وہ مجمع تھا جو تالاب تمہارا
نہیں ممکن اوسکی تخت صاف

عجب باغ و عجب تالاب تھا وہ
بسیط خاطر نواسا تھا وہ

وہاں تھے جمع سارے شہر والے
ہر اک اپنی نئی طرح سے نکالے

ہزاروں اہل حرفہ اہل بازار
وہاں بیٹھے تھے کیسا کیسا تیار

خلایق کا زبس انبوہ تھا وان
کہ تھا جسکی کہ دیکھے سر بسر پا

کوئی کہتا تھا لو جی حلوا سوہن
صدا جسکی کہ دیتی تھی دلیسوں

کوئی پانی میں غوطے مارتے تھے
کوئی باہر گریبان پھاڑتے تھے

کوئی وان ناچتا تھا کوئی گاتا
کوئی اور ہی سوانگ اپنا دکھاتا

کوئی کرتا تھا کسو دیدبازی
کوئی کرتا تھا اک سو طنزسازی

کوئی بگھی کوئی رتھ پر چڑھا تھا
کوئی منہ دیکھتا اوسکا کہ اتنا

کوئی بیٹھا کسی کی تاک میں تھا
ملا نقش قدم سا خاکمیں تھا

کوئی کرتا کسی سے عشوہ و ناز
دکھاتا اپنی معشوقی کے انداز

کوئی بیٹھا کمین مسند بچھائے
سراسر عمدگی کی سیج بنائے

کوئی تو ایک جا پر ہو کے قایم
سخن کرتا تھا یا روں سے ملایم

کوئی ہندو بنے پرانے مغرور
کوئی کافر ستمگر شوخ مشہور

کسیکا کوئی کھڑا منہ تاکتا تھا
کسیکا کوئی پردہ جھانکتا تھا

کمین تھا کوئی کسی سے عذر کرتا
قدم پر ہو سکے اپنا سر نثار کرتا

کوئی تھا کاڑھ کر سیج بنائے
جبین پر صندلی ٹیکا لگائے

کوئی پروانہ کوئی شمع تھی وان
تماشائی ہزاروں جمع تھے وان

ہر اک سو وان میں ہو کر پھرتا تھا
ہر اک سو وان میں ہو کر پھرتا تھا

جو کوئی دیکھ کر پہچان جاتا
تو وہ سکے پانوں پر بوسہ دیتا تھا

محبانے سکے تھے جمع ایدھر اودھر
کہ کیونکر اگر پہ ہر تکلو اگر سال

مگر جلدی سے نکل کر ذرا تو
سنو مشتاب از بہر خدا تو

ہوا ئیسا کہ لوگی گفتگو سے
کرو اوتھن تمہارہ اوسکی آرزو سے

شتابی ہو نہ وان وہ رنگ ضایع
حسن ہو نا خیال اوس پر لگا اجاع

کہون تعریف کیا میں اوسکی کی
کہ خوبی سب پہ ہے اوسکی ظاہر و باکی

عجب میلے کی دن عالم وہاں تھا
عجب ہیلے کی دن عالم وہاں تھا

برابر سیر اک عالم وہاں تھا
وزیر الملک کا ایسا جہاں تھا

زادونی تا باہلی پہنچ ہاں تھے
سبھی لوگی وان فقیر و اہل حرفہ

نہتا باہر وہانسے کوئی زرقہ
کوئی کہتا تھا کہ بیچے کچھ تو لیتے تھے

ہر اک اپنی صدا ئیں بولتے تھے
کوئی آگے منہ تائی اودھر ہو خوان

پکاتا تھا کوئی حلوائی کہ آن
کوئی کرتے تھے یو جا اور پرستش

کوئی کرتے تھے اوری کوڈ کا دست
کوئی آکھیلیان کرتا کسی سے

کوئی ناچ کو رہتا کرتا کسی سے
کوئی پھرتا تھا وان گھوڑا کدا تا

صبح اپنی شہسواری کی دکھاتا
کوئی پھرتا تھا اپنے یار کے ساتھ

ملائے دست سے دست اور رہا تھا ہاتھ
کسیکے کوئی گلے میں ہاتھ ڈالے

کسیکا تھا کوئی دامن سنبھالے
کوئی کہتا تھا تاک برقع تو کھولو

کوئی کہتا تھا یان ہمسے نہ بولو
کوئی پھرتا تھا بیتا باتہ ہر سو

پھرے ہے جسطرح دیوانہ ہر سو
کوئی ہنستا کوئی تھا کھلکھلاتا

کوئی تم کھیکے مردے کو جلاتا
دکھاتا کوئی عالم لڑکپن کا

کوئی تھا منتظر اوسکے سخن کا
کسی سے ہوتا تھا کوئی بغلگیر

کوئی کرتا کسیکی عفو تقصیر
کوئی تالاب پر کرتا تھا اشنان

کہ جسکو دیکھ مہ ہوتا تھا حیران
کوئی جاتا کوئی آتا تھا پیہم

ہو جیسے دم کی آمد رفت ہر دم
نہ تھا القصہ کوئی ایک بیکار

جہاں جا پہ تھا تماشا وان نمودار

نظر آیا اوسی دان اور رہی گ — لگا کرنے صنم کی جستجو وہ
طلب مین اوسکے گو ہر سا بھر آیا — کبھی جاکر سر تالاب تڑپا
کہ شاید ہو کسی جاگہ وہ بیٹھا — کبھی پھرتا سوا دو گرد تالاب
رہا ہر چند وان عاشق طلبگار — رہا دوڑاتا ہر جانب نظر وہ
رہا خورشید کی تابش مین جلتا — صنم نہ اوسکو وان جینا کٹھن تھا

منع کردن شخصی عاشق را از نشستن آنجا کہ در تابش خورشید بود و رہنمائی آن بسوئے بوستان خرم کہ آنجا اجتماع میلہ تمام خوبان و مہاجنان شہر بود و رفتن عاشق دران باغ و دیدن کیفیت آنجا و بود تلاش بسیار دیدن صنم را نشستہ در مجلسے و بیان سیر آن مجلس و روداد صنم و خوبی و پوشاک و روداد عاشق بیچارہ دران مجلس و ہجوم میلہ

کہ دنیا مین یہی باغ ارم ہے — کرون کیا مین اب اوسکی اوصاف
ہوئی تھی وان عجب یو لوگ باہم — تمامی شہر کے ہندو مہاجن
قرینے سے وہان چھوڑ بڑے تھے — تھی جسکی لبنی چوڑی شوکت و جاہ
مہیا وان تھا بہ انداز و بایان — ہر اک مجلس مین سامان طرب تھا
بجے ہر طرف طبلہ اور مردنگ — دکان آگر رکھے ہر اک کاندار
وہ آپی آگے آہستی تھی موجود — عرض جو چاہیے سو سب وہان تھا
پریشان کیون نہو عاشق بیچارہ — وہان کچھ بھی نہین ہرگز مزا تھا
جدا ان سب بنائے مشکل صنم کی — وہ ہر شے مین جا جا جھانکتا تھا
نہ آیا پر نظر وہ عیرت حور — نہ آیا جب نظر اوسکے وہ دلبر
لگا پھرنے نظر مین اوسکے جون خار — لگا کرنے وہان فریاد و زاری
تسلی اوسکی کرتا تھا بہت سا — نہو پیش نظر جب تک کہ لیلی

پھرا اوہ واسطے وان چار سو وہ — پھر آخر کو تھکا اک جگہ پر وہ
کہ شاید ہو یہان اوسکا نشان کرتا — قیامت کا وہی عاشق پریشان تھا
کبھی رستو مین جا بیٹھے تھا بیتاب — خضر نے آکے اوسکی رہبری کی
گرا آخر کو تھکا اک جگہ پر وہ — کہ چلیا دین حزد کے سب پر و بال
وصال یار و سیر باغ خرم — کہ کیون بیٹھا ہی تو یان شکل مفطر
تجھے کیا دھوپ یان لگتی نہین ہے — تجھے گر سیر ہی میلے کی منظور
تو ہی اک باغ خرم یانسی کچھ دور — یہان بیٹھا ہی دھوپ کھاتا ہی ابھی سے
تجھے یانسی وہان جانا ہی موقع — نہی دینا اوسی آئی نظر وان
نہال سبز و میوہ وار کا وصف — وہان آگے سی آ بیٹھے تھے باہم
موافق تھا اوسیکے خیمہ خرگاہ — نمایان ہر طرف عالم عجب تھا
وہان بیٹھے تھے کس صورت سی تیار — عجب رنگین وہ باغ و بوستان تھا
کہ اوسکا اور ہی سی دل لگا تھا — ہر اک سی پوچھتا اوسکا پتا تھا
تو بیٹھا اک جگہ مایوس ہو کر — نہایت اوسپہ گذری بیقراری
تو کب ہو دل کو محبوب کے تسلی

وہ کہتا تھا ملے گا یار تیرا — جو ہوگا بخت تیرا یار تیرا
سنو تا گر اوسے منظور آنا — تو کاہے کو ہمین کرتا روانا
ہمم بیٹھے تھے دونون اس طرح مین — کوئی ڈوبا ہو جیسے بحر غم مین
وہ اوٹھکر وان سے اونکے پاس آیا — بہت اخلاق کر باتون لگایا
تماشا کیون نہین تم دیکھتے ہو — کہو جی تمکو ہوا اب کسکی تکدر
مجھے لاحق ہوئی ہے ایک تشویش — ہوئی دلمین مری یہ فکر پیش
مگر گھڑی دو گھڑی اوس جیسے مین بیٹھا — پھر آخر اوسنے وا عاشق کا اوٹھا
اوٹھا والسے یہ حیلہ کرکے عاشق — پھر آونگا یہان ای یار صادق
پھرے اوس باغ مین بیچین ہوکر جا بجا سو — بہم کرتے رہے لیکن ہوا جو
ہوئی نومیدی یعنی اسید اوسکو — کھلا نہ مقصد حاصل سے بعید اوسکو
بہت غم پڑتے ہین اسباب شادی — بہت دی ہین مرادین نامرادی
ہوا جسپر خدا کا سر نکشوف — کری چون و چرا اپنی وہ موقوف
ہوا عاشق کو یکجانب گذران — جسے تھا ڈھونڈتا آیا نظر وان
صنم بیٹھا تھا اپنی جنس مین وان — کہ تھی سب اک جگہ کی اہل دوکان
جدا گانہ تھا سے اوسکا مجمع — نیا جیسے بسا ہو کوئی موضع
وہ مجلس کی کرون تعریف کیا مین — کہ اوسکو سنکے سکتے مین گیا مین
ہوا وہ اوسکے جاتی ہی خبردار — لگا نزدیک دیکھنے اوسکی طرف یار
کہا عاشق نے دیکھا مین نے دیکھا — برآئی ہے مری دل کی تمنا
ہوئی کوشش مری بہر بمقصود — ملا قسمت سے مجکو وصل محمود
رفاقت تمنے میری خوب کی واہ — یہی ہے یار حق دوستی واہ
گیا مرکو ہکن کھا جیتا بچا — نہ شیرین سے ہوئی کچھ کامیابی
سلف سے آجتک عاشق ہوا سو — کسی سے کچھ نہ آئی کام تکدر
ملا تیری بدولت مین صنم سے — یہ دولت پائی مینے تیری دم سے
صنم کے پاس اک لڑکا تھا بیٹھا — کہ عاشق کی تلین وہ جانتا تھا
سمجھکر وہ بنوا لاسکرایا — یہ راز عشق مجلس مین جتایا

کیا تھا وعدہ آنیکا صنم نے — اوسے پورا کیا اوسنے
تو فوراً اوسنے ... — ...
فوراً باد ہن اک آشنا اور — ...
کہا کیون آپ بن سوچے بیٹھے — یہان جو یہ چلا ہو سب ہے جانس
کہا عاشق نے اوسے خیریت ہے — یہ بیٹھے مین معاملہ کیا ہے
کہ اک ہمراہی میرا گم ہوا ہے — مین اوسکی جستجو مین خاطر پریشان
کیا ہمدم نے سب اوسنے سنا ہے — اوٹھو پھر ڈھونڈیے اوسکو دوبارہ
غرض دونے اوٹھے وہ دونو اکبار — لگے ڈھونڈھنے شغل فضل
ہوئی جب وصل وہ دلدار ناہید — تو مدعی ہو نکل آیا وہ خورشید
کہ بعد از رنج و محنت ہو راحت — خدا قادر ہے سب کچھ اوسکو قدرت
دلیل اثبات یہ لا تقنطوا ہے — جسے تو نومیدیونکی گفتگو ہے
وہ جو چاہے کری بندہ ہے مجبور — نہین ہجرت اوسے وصل کہے دور
کھلا یکبارہ اوسپر تماشا — وہ عاشق کا تماشا
عجب تھا اوس جگہ انبوہ یارو — کوئی سنتا نہ تھا جسکو پکارو
نہایت خوب و رنگین تھی وہ مجلس — بہت پر عزو تمکین تھی وہ مجلس
صنم اوسمین ہوا اسطرح مشہود — ستارون مین ہو جیسے چاند موجود
کہا ہمدم نے اوسے شاد ہو کر — صنم بیٹھا ہے تیرا دیکھ ایدھر
جسے مین ڈھونڈھتا تھا اوسکو پایا — مجھے حق نے صنم کا منہ دکھایا
برآیا جسطرح مطلب ہمارا — تمہارا دل کا بھی ہو مقصود سارا
مثل ہے متفق ہو دین و دل — تو پھر ہوتی ہے آسان حل مشکل
گیا صحرا کو دیوانہ ہو مجنون — رہا نت ہجر مین لیلی کی محزون
کرین کیا عاشق بیچارہ تنہا — اکیلے سے نہین کچھ کام بنتا
کہا تک مین کرون شکر ترا تیرا — خدا روشن کری کاشانہ تیرا
کہا اوسنے صنم سے تب بایما — کہ عاشق دیکھ یان بھی آن پہونچا
صنم عاشق سے تھا گو روبرو بیٹھا — ولیکن تھا باین دستور بیٹھا

کہ ہاں عاشق کی گھات میں تھا
وہیں ہر نظر اوسکے پڑا تھا

صنم بھی اوسکی تاک میں تھا
نظر کرتا تھا چھپ چھپ کا وہ بیگاہ

وہاں عاشق کی کچھ چیز ایسی
کھڑا تھا دم بخود جوں بے زباں آہو

کہوں کیا جو صنم کا تھا وہاں رنگ
ہوا تھا عاشق اوسکو دیکھکر دنگ

بنت سی ساری وہ پہنے ہوئی تھی
دھنک کیا خوشنما اوسمیں ٹکی تھی

نظر کرتا تھا جو اوس نازنیں پر
کہے تھا چاند اوتر آیا زمیں پر

عجب رنگین دوپٹا تھا کمر میں
کہ رنگ اوسکا نہ آتا تھا نظر میں

بندھی تھی سر پہ اوسکے سبز دستار
ہو جیسے شعلۂ آتش نمودار

وہ بزم آراستہ ترکیب سے تھی
فقط میلے ہی کی تقریب سی تھی

ضیافت اوسنے اون لوگونکی کی تھی
نکالی یہ طرح اوسنے نئی تھی

وہ پلاؤ اور شیرینی کا اتمام
بیان کیجے تو ہووے صبح سے شام

گھڑی دو چار اسمیں اوسکی گذری
بخوبی وہ ضیافت سبکو پہنچی

صنم اوسوقت فراغت پاکے آیا
کسینے ہاتھ منہ اوسکا دھلایا

نظر اوسپر پڑی نزدیک آکر
پھر آنکھ اوس سے لڑی نزدیک آکر

ہوا جب چار چشم اوس سے وہ بیدل
کیا حیتون نے اوسکے نیم بسمل

اوسے اوسوقت ہمدم نے سنبھالا
وگرنہ کر چکا تھا شور و نالا

اگر ہمدم نہ اوسکو ضبط کرتا
تو یہ احوال وہان شہرت پکڑتا

خفا ہوتا پھر اوسسے یار جانی
کہ جانا غیر نے راز نہانی

ہوئے اس راز کی دونون نگہبان
رہے بسمل و قاتل دونون پنہان

جو کوئی ہوتی ہین تیز اندازیان کال
اونھین ہوتا ہی اتنا علم حاصل

نشانا اوسنے گو دور نہان ہو
خبر ہوتی ہی اوسکے زد سے انکو

وہ عاشق کے نہین پہچانتا تھا
خبر تھا اوس سے صورت آشنا تھا

ہوا اوس سے مخاطب وہ بتکریم
سلام اوسکو کیا اوسنے بہ تعظیم

ہوا تب جھک کے وہ اوسکا سلامی
دیا عاشق نے لکھہ خط غلامی

نہ کچھ مجرا نہ عرض بندگی تھی
شہادت کی دیت عاشق کو دی تھی

نظر عاشق کی اودھر لگ گئی تھی
فقط نرگس کی صورت ٹکٹکی تھی

بہم لڑتی تھین آنکھین جو بندھی رہی
لگی تھی ہر طرف نظرونکی ڈوری

نہ حرکت تھی نہ کچھ جنبش تھی اوسکو
فقط دیدار کی کوشش تھی اوسکو

تھی اوسکی برمین پھلکاریکی چکن
نپٹ باریک و تیار یکی چکن

وہ کھڑا چاند سا وہ رنگ گورا
بدن مین چاندتارے کا وہ جوڑا

تھی اوسکے نور سے وہ بزم روشن
وہ مجلس تک سی تھی اوسکی گلشن

کہ سنجاف اوسمین ابلس کا لگا تھا
اور گرد اوسکے نبت کھبو لگا تھا

وہان عاشق کھڑا پایا مجلس
کرے تھا سب لحاظ آئین مجلس

نہ بنتی کسطرح تدبیر مجلس
کراوے کا چودھری تھا میر مجلس

رکھے تھا آپ بھر بھر طشت اور خوان
ہر اک کی آگے شیرینی و پکوان

غرض سبکو وہ دی تخصیص و تعمیم
اسی صورت سی کی مجلس مین تقسیم

کھڑا تھا عاشق اوجاگ کنارے
تماشا دیکھتا کرتا نظارے

جہان آیا تھا منھ دھونیکو وہ عیار
اوسی جانب کھڑا تھا وہ گرفتار

صنم پھر آنکھ گیا مجلس مین والنے
ملا کر آنکھ اپنے نیم جان سے

تڑپ کر رہگیا وہ خستہ بیجان
ہوا تیر نگہ کا اوسکے قربان

نہ لیتا گر مجب اوسکو وہان تھام
تو ہو جاتا بت رسوا و بدنام

ہر اک اس راز سے ہوتا خبردار
نپٹ ہوتا وہان رسوا بازار

جراحت سے کہو گر خون جاری
تو کہ جانے کوئی ہے زخم کاری

صنم نے دل مین اپنے ہو گا جانا
کہ مارا تیر نے میرے نشانا

جو تیر اونکا نشانی پر چلے ہے
تو چٹکی سے خبر اونکو ملے ہے

صنم کے پاس نزدیک و برابر
تھا بیٹھا اور اکا اوسکا برادر

پڑی اوسکی نظر اودھر جو ناگاہ
کھڑا دیکھا اوسے وان صورت آہ

ہوا صاحب سلامت کا جو چرچا
صنم نے دور ہی سے پھر کے دیکھا

سلام اوسکو صنم نے کیا کیا تھا
حقیقت مین سلام اوسکا یہ تھا

وہان عاشق کو بخ راہ بھولا
نسیم وصل سے جون غنچہ پھولا

صنم نے کی جو اتنی دلنوازی ۔ ہوئی عاشق کو کیسی سرفرازی ۔ ہوا تھا عاشق ارسدم کیا بیان ۔ مجھے وہ حالت اوسکی آتی ہو یاد

زہے تجھے کا مندر مہربانی ۔ ستمگر ہوگا جسکا یا جانی ۔ قدر شوخی کی عاشق ہی پہچانتا ۔ جو عاشق ہو وہی یہ بات جانے

گھڑی دو یا چار اس حوال سے دان ۔ رہا عاشق کھڑا شاداں فرحناں ۔ ہوا تھوڑا رہا باقی تو اجاڑ ۔ کہا ساتھی نے تب اوسکے باصرار

چلو جی بس کرو اب گھر کی لو راہ ۔ رہو گے کب تلک بیخود یہان آہ ۔ شب تاریک اور بیابان کا ہے ساحل ۔ نکل چلیے شتابی تو ہے بہتر

کوئی ساعت مین ہوجاگا اندھیرا ۔ اوٹھاؤ جلد یا نسے اپنا ڈیرا ۔ تمھین یہ مصلحت ہے آگے چلنا ۔ کہ یکے ساتھ مشکل ہے نکلنا

یہ سنکر تب تو ہولا چار عاشق ۔ اوٹھا وانسے جگر افگار عاشق ۔ صنم کی بزم سے مہجور ہوکر ۔ چلا گھر کی طرف مجبور ہوکر

وہان سے تھا مکان اوسکا بہت دور ۔ چلا آیا وہ لے بے رنج مخمور ۔ پیادہ اوسنے کی قطع مسافت ۔ پڑی کچھ بھی نہ آمد شد کی محنت

کٹی تھی پہلے اوسکو شوق مین راہ ۔ نتھا چلنے مین کچھ رنج اسکو واللہ ۔ کرے ہے شوق ہر مشکل کو آسان ۔ کرے ہے عشق مین کیا کیا نہ انسان

ہوا تھا کوہکن فرہاد اسی سے ۔ اوٹھاتا تھا وہ بار بیستون اسی سے ۔ نہوتا وصل شیرین گر مقرر ۔ تو پتھر توڑتا فرہاد کیونکر

نتھی خار اشگافی اوسکو مشکل ۔ کہ رکھتا تھا وہ از شوق کامل ۔ فلک پر عشق سے ہے پہنچ ہمت ۔ نتھی دشوار قطع ارض اونپر

عرض یہ عشق چاہی سو کری یہان ۔ یہان اہل حرم ہین سارے حیران ۔ اوسی دان ایگیا تھا اور شوق ۔ پھرا تو بھی نتھا وہ خالی از ذوق

چلا آیا مزے مین وصل کے چاق ۔ نتھی قطع مسافت اوسپہ کچھ شاق ۔ شراب شوق سے تھا اسکہ سرشار ۔ نتھا کچھ آمد و شد مین اوسے ہوش

نہایت بیخود و مخمور تھا وہ ۔ پہنچا اوسدم نہ سے مین ہو تھا وہ ۔ عرض لایا محب اوسکو وہانسے ۔ دیا پہونچا گیا تھا لے جہانسے

کٹی رستے مین بس مشکل سے اوقات ۔ پڑا تھا مست اور ہشیار کا ساتھ ۔ پھر اوسکو گرنا اور بھسلنا ۔ کہ دو بھر ہوگیا متوالیکا چلنا

بازگشتن عاشق مخمور از میلہ ہمراہ رفیق مذکور و مسدود ماندن تمام شب دران کیفیت و صبح بیدار شدن و ندیدن روے صنم و حیران شدنش کہ آیا این ماجرا غلط بود یا فی الحقیقت و تسلی کردن آشنا او را کہ واقعی چنین بود اضطراب مکن و پرسیدن از صنم بحکمت

ادھر آساتی برہمن عقل ۔ عدو ہی ہوشیار دشمن عقل ۔ ذرا سن لی فسانہ بیخودی کا ۔ کہ آپہونچا زمانہ بیخودی کا

جو میلا دیکھ عاشق آیا گھر مین ۔ نتھا کچھ ہوش باقی اسکی سر مین ۔ وہ اپنی پائیروی سو کب آتا ۔ محب اوسکا سنبھالے گر نہ لاتا

زبا بیخود و مزہ مین رات بھر وہ ۔ چھکا تھا کیفیت مین اسقدر وہ ۔ وہ یون سرشار تھا جیسے شرابی ۔ سنبھلے آگے اوسکی اور خرابی

سحر ہوتے ہوا غفلت سے بیدار ۔ ہوا جیسے صبح کو متوالا ہوشیار ۔ جو ہوش مین آیا اوسنے تو دیکھا ۔ کہ ہے ہے کل یہ کیسا ماجرا تھا

نہ وہ مجلس نظر آئے نہ میلا ۔ پڑا ہون کیون یہان مین اکیلا ۔ کہان وہ باغ و وہ سیر چمن ہے ۔ کہان وہ محفل آرا انجمن ہے

کہان وہ کیفیت ہے اور وہ عالم ۔ یکایک ہوگئی محفل ہی برہم ۔ کدھر ہے وہ پریزاد و نگارنوہ ۔ مری دلکو یہی آتا ہے اندوہ

صنم مجکو نہین اب دیکھ پڑتا ۔ مرا دل ہے اسی حیرت مین مرتا ۔ مگر یہ خواب کا سب ماجرا تھا ۔ جو بیداری مین تھا کل ہنے دیکھا

کہوں یہ خواب یار کب کہی ہے
کہا اس نے کہ اے ہمدم تمہارا
سب و شکایت ستا جبر اتنا ہم
تو کیوں یہ سر کا ہمسکر نہیں
پڑھی ہے کان اس قدر تغیر
کہا عاشق نے تو اب ہو کہ یہ کہا
عجائب ہوا ہے ماجرا ہے
ہوا تھا صبح مجھے یہ خیال
گیا تھا سیر کو بیٹے کے کل میں
وہاں تھا تو بھی میری ساتھ تھا تم
سنی یہ روداد اسکی جو یاری
ترا یہ ماجرا سب واقعی ہے
تماشا باغ میں دیکھا تھا جسنے
اوسکے چاہ میں ہم بیادہ
اسی سے مجھکو یہ شبہہ پیدا ہے
اگر اسپر بھی یہ بات نہیں شک
سنی عاشق نے جب بات ساری
یقین آئی گئی دشمن کی اسکے
عوض اسکے نے جو اوس سے کہا تھا
پلا ساقی مجھے اک جام کہ میں
غنیمت ہے جو دم اس عیش میں ہے
وہ ستمگر یا محبت لیے عاشق
وہاں پر اوسکے جاتا تھا جو ہر شب
کہا اس بیچنے کی کچھ اوس سے کی بات
اگر اوسکے خوشی دیکھا سنی اول

جو ہو تا کوئی معتبر شاہد یہ
تو خواب اور ہے یہ کہتا تو تحفہ
ہوا ہنس کے بکل چیرہ پاکی نادم
کہا اے عاشق مسکین و پامال
تو ہے کس واسطے خاطر پریشان
کہ ہوں میں بھی ترا ہمراز آخر
سبب ہے جسکے یہ حالت ہے مجھکو
یہی حیرت مری دل کو فقط ہے
کری ہے دل مرا آہنگ فریاد
صنم میرا نظر آیا تھا مجھکو
کہا ہمدم ہے اوسی کا کرم و بخشش
کہوں کیونکر نہ محزون ثانی تجھکو
نہیں کچھ دید میں تیری تفاوت
دوانی کی طرح افغان و فریاد
مگر تجھپر نہایت مہربانی تھی
یہ بات اچھی ہے یہ تو مذکور
ذرا تو دیکھ تیں تو اپنے سمجھا
ہوا اوس مہر بان سے وہ بھی راضی
جو دیکھا تھا وہاں سیر و تماشا
وہ سیر میلہ اور وہ باغ و نوبہار
کہ ہو دور فلک یوں فتنہ انگیز
پھر اگر دیکھیں کہ ایسا ہوگیا ہے
صنم کو عشق میں عاشق کے صادق
کبھی پایا نہ ایسا وقت و ہمدم
پڑا اوسوقت میں یہ تو اوسی یاد
تامل ہو نہ بعد اس ذرہ نہیں ہے

بیان دور خوردن عاشق با صنم نامہربان و دستی پیمودن آن بیچارہ با ہمسایگان

کری اسطرح اوسکی ایک بدت
وہی عاشق تھا اپنے گھر کا اوستا
پھر اوسکے بعد کچھ منظور نہیں ہے

سنین معلوم کیا اوسنے پڑھا تب
موافق جب ہوئے اعنا راوس سے
جدائی کی سنی جب کوئی تصویر
خدا مالک ہی جانے سو کرے میان
سو احق کی جو پوچھو ہی وہ گمراہ
کہ ہی یہ شرع مین آداب یارو
سنو اب داستان ہجر عاشق
پلا ساقی مجھے جام لبالب
ہوا اوری کوئی نہین جلیگی
وہ بیدل تھا مکان مین اپنے بیٹھا
نہ ماضی کی نہ استقبال کی فکر
وہ چاہی تھا کہ ہووے وصل دلخواہ
جہان ممکن نتھا ملنا ملاوان
وہ حیران ہو کے تب بولا صنم سے
ارادہ ہے مگر تمکو کہین کا
مین فیض آباد کو اسدم ہون جاہی
دل کیا کیسے ہو کچھ ایسی صورت
کہا دو اک مہینے کی ہے تعداد
کہا یکبارہ عاشق سنے احوال
لگا کرنے فغان آہ و زاری
قلم کی چھاتی پھٹتی ہی رقم مین
سنو عاشق بچارا کیون فغانی
لگا دل پہ جو اوسکے زخم ہجرت
نکرتا تھا کسی سے گفتگو وہ
تڑپتے ہی گذرتی صبح تا شام

موافق ہو کہا اوس سے بیان سب
لگا مربوط ہونے یار اوس سے
سنو کسطرح سے قائل بتقدیر
فلک پر تہمتین کرتے ہین نادان
سخن حق ہی ہی واللہ باللہ
پر ایسے لوگ ہین کیاب یارو

رسیدن خبر جدائی صنم از زبان ہمدم

کہ امروز صنم از ینجا سفر کرد و بہ فیض آباد رفت

و بعد از دو سہ ماہ مراجعت خواہد نمود و
باستماع این خبر مبتلا شدنش برنج و درد

نجانے تھا کہ ہوگا ہجر ناگاہ
ہوا ہمدم نظر کر اوسپہ حیران
کہان جاتی ہو تم اب دور مجھسے
اور اسی پر ہی پھر ناز نین کا
پڑیگی آہ عاشق پر تباہی
کہا ہمدم نے تب اوس سے کہ جاؤ
روان آخر ہوا یہ کہکے تمغا
وہ سنتے ہی ہوا بیحد کا بالم
ہوئی اوسکو نہایت بیقراری
نہین تحریر کی طاقت قلم مین
پڑی اوسپہ بلاے ناگہانی
گیا صبر و قرار و تاب و طاقت
سنو تا تھا کسی کے روبرو وہ
نہ دن کو چین تھی نہ شب کو آرام

ہوئی مسند نشین دیگا نہ موافق
ہوا ناگہ مخالف چرخ کجرو
جدائی کا عجائب ماجرا ہے
غلط ہی گر کہون مختار ہی خلق
دلا لایق ہی یہ جن و بشر کو
سنی تمنے حکایت یار تلک کی

چلا آتا تھا وہ ہمدم کہین سے
صنم نے جھک کی اوسکو بندگی کی
کہ ہر باندھ کر جاتی ہو تم تل
کیا اوس سے صنم نے تب یہ ارشاد
سلام اوسکو تو میرا عرض کرنا
کہا ہمدم نے تب اوس سے کہ جاؤ
محب اوس سے مرخص ہو جو آیا
پڑی کانون مین اوسکی جو یہ بات
کرون کیا حال اے ہمدم کی بیان مین
سیاہی کو زبس آتی ہی رقت
ہوئی معشوق سے عاشق کو دوری
پڑا بستر پہ وہ بیمار ہو کر
نہ خواب و خور سے تھا اوسکو سروکار
بھرا تھا درد سے جان و تن اوسکا

لگی سب پوچھنے عاشق کو وصاف
لگا کرنے جدائی کی تلافی تو
نہین یہان قدرت چون و چرا ہے
خدا ہی قادر اور لاچار ہے خلق
کہ نسبت دیو مین اپنی طرف شر کو
پنو چھو آگے نیرنگی فلک کی
کہ کرتا ہون بیان ہجر عاشق
کہ دور یکا نظر پڑتا ہی دور اب
نہین یہ عیش کی فرصت یلیگی
خیال دلستان مین اپنے بیٹھا
فقط تھی اوسکو اب حال کی فکر
کہ رستے مین ملا اوس نازنین سے
طریق دلبری و دوستی کی
حزاب حوالی عاشق سے غافل
کہا ہی عاشق کی ہمدم خانہ برباد
یہ سنکر گرچہ ہوگا اوسکا مرنا
پھر دیگے کتنے دن مین یہ تباہی
مکان پر عاشق مسکین کو پایا
نظر آنے لگی مرگ مفاجات
کرون کیسطرح سے داستان مین
نہین بنتی ہی اس غم کی کتابت
کرے دل اوسکا پھر کیونکر صبوری
نہایت زیست سے بیزار ہو کر
ہوئی تھی شکل اوسکی جیسے بیمار
عجب وحشت زدا تھا شیون اوسکا

کبھی بکتا تھا وہ دیوانہ پن مین
نہ میرا ریختہ ہر انجمن مین

ریختہ

دوانہ جانکر مجھکو نہ مارو
مین اپنی جانکو مرتا ہون یارو
یہ جاتا ہی یہ جاتا ہی لیے دل
خدا کے واسطے اسکو بچارو

زیادہ گفتگو یارو کرو مت
نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھارو
گئے کیا مفت اک جتون اوپر سے
دل و دین ہوش و تسکین بچارو

سدا کس پر رہی ہی مشکل ہجر
ترا اب جانا بھی سوجی نہ ہارو

کبھی بھر کر وہ سینے سے دم سرد
کہی تھا اف رہی ظالم آہ ہی بید
کبھی تھا ہائے لیلیٰ وائے مجنون
کبھی ہوکر نپٹ غمگین و محزون

کبھی پیراہن اپنا پھاڑتا تھا
کبھی پتھر پہ سر دے مارتا تھا
زبان پر لاکے کچھ مذکور فرہاد
کبھی کرتا تھا ایسی اشکباری
کبھی بیٹھا تھا ستو روپیا دو
کہ بھر جاتی تھی خاکستر جبین پہ

جدائی کا کبھی چرچا جو پڑتا
کبھی تھا یا چشمہ ہوا ہی تازہ جاری
کبھی غش ہوکے گر پڑتا زمین پہ

غزل

یہ ہی قسمت کی اپنی کج ادائی
کہ دل لگتے ہوئی اوس سے جدائی
قرار و صبر و تسکین ہے جبین آہ

مصیبت ہجر کی کب ہیچ پڑتی
صنم سے گر نہ ہوتی آشنائی
حضوری جسکی ہمکو سلطنت ہے

نہو کیون مجھیہ بیخبری کا عالم
خبر تک نہین کچھ اوسکی بائی
دیا عاشق کے دل پر داغ ہجرت

ترا اب ایسا تو جیہ مجھیہ کر تو
غم ہجرت سے ہو جلدی رہائی

کبھی جون غنچہ ہوجاتا تھا خاموش
کبھی کرتا تھا بلبل کیطرح جوش
کبھی سبکو دکھاتا داغ دل کا

جو گلشن مین کوئی لیجاتا اوسکو
تماشا ہی چمن دکھلاتا اوسکو
تو دونا رنج ہوتا تھا اوسکو دیکھ

نظر پڑتا جو اوسکو سرو آزاد
تو کرتا تھا صنم کی قد کی تمہید
جو گل کو دیکھتا وہ پر تفکر

جدھر وہ دیکھتا سنبل کی صورت
کہی تھا ہی یہ اوس کاکل کی صورت
جو نرگس کا گل اوسکو دیکھ پڑتا

جو بلبل دیکھتا نالہ کنان ہے
تو کہتا یہ مرا ہمدرد یان ہے
نہ آتی یاد مین بھی اوسکو سکیز

صنم کی غم مین اوسنے جی کو کھویا
عزیزون نے بھی اوس سے ہاتھ دھویا
نکرتا پھر کوئی اوسکا تدارک

نہ کہنا وہ کسیکا مانتا تھا
نہ اپنا وہ کسیکو جانتا تھا
اوسے چھوڑا تھا سب نے تن بتقدیر

مجھے از بس تھی اوس سے آشنائی
نہ تھی کچھ مجھسے اور اوس سے جدائی
جو اوسکے پاس مین جاتا کسی روز

موافق اوسکے مین کہتا تھا ہان ہان
مری ہمراز ی تھی خوب و پسند
غزل پر میری کیا عشق و کرتا

غزل

نہ جاوہ وفا خشم کی آرزو ہی
فقط اوسکے کرم کی آرزو ہے
مجھے حق سے صنم کی آرزو ہی

قرار و صبر و تسکین مہ سے تمہارے
ہمین جھوٹی قسم کی آرزو ہی
جدھر اوسکے قدم کی آرزو ہی

لہو پیری صنم کے در پہ جاوے
جسے بیت الحرم کی آرزو ہی
مجھے تب سے عدم کی آرزو ہے

پسند آیا اوت بہ سنجیدہ خوب
صنم کا نام ہے تا جسمیں مذکر
نہ کہتا تھا کسی سے وہ محبت
جو کہ تاراں کوئی کچھ ذکر یاری
بڑھی تھا دو ہنر فکر مین بیدل
مجھے یاد آتی ہے یاری صنم کی
نہ ساتھ اپنے مجھے وہ لیگیا آہ
بڑا ہو سابقہ جسکو وہ جانے
کبھی ہوتا تھا اپسکا مثل ریحان
دل جسکی مجھے اب حسرتے ہے
او سی کیونکر کہون جنپی رنگ
سمجھ کر بات کیجو اوس سے یارو

صنم کا جب کبھی مین ذکر کرتا
وہ غیرون سے جو ہمدم رہیگا
نیو چھو عاشق مسکین کا عالم

کہان کیا یار او سکی بیوفائی
وہ دانہ سا جو تھا شہر و بازار
کہان تا صدر تو آہ کیا کہنے
شکر ہے رہا تو گمان ہے
کہان وہ اندیشون جلوہ کنان ہے
صنم کا نامہ لایا ہے قاصد
بیان کرتا تھا او سکی روبرو
کہون مین تجھسے اب پیغام کیا کا

تراب او سکی گلی مین بیٹھ رہا جا
یہ مضمون تھا نہایت او سکو مرغوب
وہی استعار پڑھتے او سکو مسلسل
سوا میری تھی او سکو سب وحشت
تو کہتا رہ رہا صد بیقراری

غزل

وہ دلداری و غمخواری نیسکی
کہون کیا مین بیان زاری صنم کی
جفا جوئی ستمگاری صنم کی

غزل

لبون پر بھی او سیکی گفتگو ہے
کہ او سکا اور ہی کچھ رنگ و بو ہے
جوان ہے شوخ ہے وہ تند خو ہے
صنم آئے کسیدن پاس اپنے

رنجیدہ

تو کاہیکو ہمارا دم رہیگا
صنم کا گر یہی عالم رہیگا
تراب آخر ملیگا وہ تجھی سے

کہان کیا یار او سکی بیوفائی
وہ دانہ سا جو تھا شہر و بازار
کہان تا صدر تو آہ کیا کہنے
شکر ہے رہا تو گمان ہے
کہان وہ اندیشون جلوہ کنان ہے
صنم کا نامہ لایا ہے قاصد
بیان کرتا تھا او سکی روبرو
کہون مین تجھسے اب پیغام کیا کا

اگر باغ ارم کی آرزو ہے

غرض او سکو سلوک سے ہی کہا تھا
وہ اکثر رہا کرتا تھا ہمدم
کسی ہی کچھ نہ کہتا بات اپنی
نہ پوچھا او سکا یار تم کہان ہو

غزل

نہین معلوم کہ تقصیر تراب
مراد دل لیکے پھر پیچھے نہ دیکھا
تراب احوال میرا کچھ نہ پوچھو

غزل

وہ صورت گر مری آنکھون سے دیکھو
رہا دل لکو میرے ہو گیا گم
تراب اپنی یہی اب گفتگو ہے

رنجیدہ

ہوا غمخوار وہ اب دہر ہی کا
تبھی تک غیر کی بازار ہے گرم
کہان تک غیر سے باہم رہیگا

کسی جاگہ نہ لگتا تھا دل او سکا
نظر پڑتا جو کوئی قاصد کی صورت
تباہی سے سے مین جیکو دیکھا ہم
سوے ہاتھون مجھکو کوئی خط لکھا ہے
اگر آتی ہے تیری خوشی ہے
تو سکو پوچھتا ہے کون تو
اسیکا کیا تجھے شبہہ پڑا ہے

اسیکا او سکو مرے اشعار
سمر کا او سکو تھا یاد ضمنا
کرے تھا صرف نوم اوقات اپنی
کہ ہوتی ہے مری خاطر پریشان
یہ میرا رتبہ او سکے مقابل
ہوئی یون مجھسے بیزاری صنم کی
نہ سنیہ یار و عیاری صنم کی
کروان ہوا ناز برداری صنم کی
کبھی ہوتا یکایک یون غوغا
تبھی او سکا تو میری روبرو ہے
پھلتا ہے نہ او سکی ہو بھو ہے
یہ میری چشم تر کی آبرو ہے

نور کے رنجیدہ یہ مجھسے پڑھتا
ہمین تا زیست او سکا غم رہیگا
وہ مجھسے جب تلک برہم رہیگا

نظر آتا تھا جینا مشکل او سکا
تو او سے جا کے کہتا یا خدا
صنم آکر کیا تو یا ہی مجھکو پیغام
نہین آنکا کبھی کچھ کیا ہے
تو کہان تک او سکی جان لیگی
سمجھ پڑتا نہین مضمون یہ کیا
مین حیرت مین ہون یہ کیا ماجرا ہے

کرے کیا اوس سے وہ دیوانہ کار
قدم مارو شے وہ گرتا تھا ہر بار
یہ عالم دیکھکر سب ہنستے تھے حیران

کوئی تو بوسہ پہ اکرتا تھا اصرار
کوئی کرتا تھا مجنون پر توقف
جو قاصد پوچھتا اوسکو کہ کیا حال

یہ دامنگیر میرا کیون ہوا ہے
عزیزو اوسکا مین نے کیا لیا ہے
تو قاصد سچ ہی کہتے تھے مردم

یہ آشفتہ ہوا ہے اک صنم پر
کھلی ہے ساری حالت اسکی ہمپر
نہایت بیخبر ہے ہوش سے یہ

صنم اسکا ہوا جیسے خدا ہے
یہ عالم تب ہی اسکا ہو گیا ہے
یہان دیوانگی مین ہے مشہور

کرے مین رحم اسکے حال پر سب
کوئی ایسا سنو نادیوانہ یارب
یہ قصہ سنکے تب وہ ترس کھایا

نکلتا پھر وہ اوس ہی بار دیگر
روان ہوتا کہ دھر کو منھ پھیر کر
غرض مردم تھے اوسکے حال سے تنگ

کوئی کرتا تھا پھر اوسکی تدبیر
کہ اسکو کیجیے اب پابزنجیر
کوئی کہتا تھا زنداں مین بٹھاؤ

ہر اک کہتے تھے تدبیر اپنے لایق
تحیر مین تھے سب علما و حاذق
مجھے یون سوجھی اوسکی حق مین تدبیر

یہان رسوائی از حد تا قدم ہے
صنم کی یاد اسکو دمبدم ہے
کہا تب سب نے مجھسے ہو مخاطب

چلیگا کسکے کہنے سے یہ گھر کو
اسے لیجائیگا کون اب اودھر کو
بہت مشکل ہے گھر کہ اسکا جانا

اگر تیرے کہے سے ہو تو بہتر
شتابی کر نہ کچھ ہو دیر بہت کر
کہا مینے کہ یارو تم ہو نادان

جنونکی اسکو بیماری نہین ہے
یہ سودائی کچھ آزاری نہین ہے
لگاؤ اسپہ نشتر جتنے چاہو

اسے محبوس کرنا فایدہ کیا
کرونگے پابزنجیر اسکو بیجا
اسے تسے بہت فرزانگی ہے

اسے ہے سر بسر جوش محبت
محبت نے یہ پہونچائی ہے نوبت
نہین یہ لایق طعن و ملامت

گرفتاری سے دلکی ہے یہ مجبور
ہوا ہے یہ بدولت دلکی معذور
نہ آئے دونگا پھر ہرگز ادھر کو

یہ کہکے پاس عاشق کے گیا وہ
کیا آخر وہی جو کہہ اوٹھا وہ
کہ راضی ہو کے وہ بولا کہ اچھا

تیرے کہنے سے مین باہر نہین ہون
صنم کی یاد ہے محکو کہین ہون
صنم بن ہے مجھے یان کون آرام

دکان پر اوسکے جاتا ہون بدستور
نہین ہوتا ہون لیکن کچھ بھی مسرور
مکانکی نسبت یہ نسبت ہا لکل ہے

اگر جیا دے سکے جب خویش و برادر
کرے ہین مجھسے خلق اوسکی برابر
بڑا فرق زمین و آسمان ہے

صنم بن دیکھکر دوکان سونی
مجھے ہوتی ہے وحشت اور رونی
بڑا فرق زمین و آسمان ہے

رہا قایم جو لوگونسے تھا دور
سبھا دانستہ اوسکو تصور
اگر عاشق تھا تو پھر کیون نہ آیا

نظر وان اسلیے ہوتا ہے اوسپر
کہ وہ مجھے نہ پھر لیجائے کہین پھر
یہ عاشق ہے نہ پھر فرصت ہے اوسکو

تری بھی ہے یہی حالت کبھی یان
سبھا ایسا کہی کوئی ہے انسان
کہ دیکھا ہیگا نہ دیکھیگی الفت

ہوا اسکے سوا کل یہ مقابل
کہ تھی جو خبر اوسکی یہان سب
ہزارہا کام ہندی سے بھی ممکن

کوئی ہوتا تھا اوسکا آشنا کوئی
کہ ناحق کیون پڑا ہے درد و نالان
نہ حضرت لاؤ اسکو پاس کیسے تم

صنم کے عشق مین ہے ہوش ہی یہ
خفا اس سے نہ ہو ناصح یہ مجبور
کسی حیلے سے اپنے پاس مین پھیر لایا

وہ فار جنال تھا بدنام دیوانگ
کوئی کہتا تھا نصحا اسکی کھلاؤ
کہ گھر لیجایے اسکو تن بہ تقدیر

کہ ہے دیوانگی قوا سپہ غالب
کسیکے ہو کہے مین دو انا
سیری نزدیک یہ مشکل ہے آسان

نہین جانیکی شورش اسکی یارو
اسے کچھ اور ہی دیوانگی ہے
نہین یہ لایق طعن و ملامت

نہ آئے دونگا پھر ہرگز ادھر کو
کہ راضی ہو کے وہ بولا کہ اچھا
صنم بن ہے مجھے یان کون آرام

مکانکی نسبت یہ نسبت ہا لکل ہے
بڑا فرق زمین و آسمان ہے
کرے ہے اسلیے وان آمد و شد

اگر عاشق تھا تو پھر کیون نہ آیا
یہ عاشق ہے نہ پھر فرصت ہے اوسکو
کہ دیکھا ہیگا نہ دیکھیگی الفت

ہزارہا کام ہندی سے بھی ممکن

مرنگا اوسکے لیے جو یار ہونگا | جو کچھ دریافت ہوگی سو کہونگا | تو اوسکی فکر مت کر گھر کی راہ لے | یہں تیری ساتھ دینگے واللہ باللہ
تری حق مین یہی اب مصلحت ہے | تجھے رہنا یہان کیفیت ہے | کہا تب اوسنے بسم اللہ چلیے | یہ بندہ ہے ترے ہمراہ چلیے
نہین شے ساتی اب حسن سخن کی | بنخانہ رسانیدن آشنا عاشق را و بیان | کہ عاشق کو ہوئی مرضی وطن کی
کہا تب کر تیری ساغر کو جلدی | روداد او انچہ بر و در ہجر صنم گذشت | کہ لیجاؤن اوسے مین گھر کو جلدی
ہوا القصہ عاشق گھر کو راہی | رفاقت مین بھی انتک نباہی
وطن مین اوسکو پہونچایا بالخیر | صنم کی غم سے تھا اسکا برا حال
ہوا تھا رنگ زرد و مسکا رعفرانی | کہے تھا ہاے رہی فکر معیشت
کسیکو علم یہ ہرگز نہ آیا | کلیجے پر ہوا اسکے کونسا درد
معیشت کا بھی غم ہوتا ہی ایسا | کہ تھا تشخیص سے حکما کی باہر
فقط دو ایک کس تھے اوسکے ہمدرد | بظاہر گو بہت تھی یار و ہمدم
اگرچہ اوسکو تھی یارونسے صحبت | تو البتہ وہ کچھ جی لگاتا
صنم کی مین جو کچھ پاتا تھا اخبار | اسی خاطر اسی ہی جستجو مین
سوا اسکے تھا کام اسکو کچھ اور | ہوا اب تو وہ بیدل سخت محزون
مہینے دو کا وعدہ تھا ہوی چار | ادھر اندوہ و غم ساعت بساعت
ہوا عاشق کی دل مین غم دو چند | نہ ڈالی حق کسی پر ایسی مشکل
کہا تب ایکدن مجکو بلا کر | بہت کی صبر نے میری رفاقت
کہا نتک دلکو سمجھاؤن کہانتک | ہوا دشمن مرا اوسکا تغافل
نہین انسے پھرا وہ اب تلک آہ | مجھے تو اپنا مرنا سوجھتا ہے
مجھے بنتا ہی اب تو زہر کھانا | مین اک تدبیر کہتا ہون جو مانے
کہا اوسنے بجا فرمایئے تو | عبث کہتا ہی تو مجکو روانا
تجھے مین دوست اپنا جانتا ہون | کہ اوسکو کیجیے اک خط تو تحریر
جواب اوسکا دو دیکھو کیا لکھے ہے | کہ متوقف ہوا ہی وہ دلارام
کہا عاشق نے کسکے ہاتھ لکھ کر | نہین ملتا مجھے کوئی نامہ بر ہے
کہا تب ہے تو خط تو رستم کو | کرتا ہون ملتفت اوسکی طرف مین

نامہ نگاشتن عاشق صنم را بتجویز آن ہمدم و اظہار درد و شکوہ تغافل صنم

صنم عاشق فریبی یار بیدرد
مری آنکھوں نے تو جب سے سو اور
ہوا جسدن سے تو مجھسے جدا ہے
گیا ہے آہ تو جب سے سفر کو
نہ دلکو ہجر مین بیتاب کیسے
قد غم سے تیری ابتوں نے سر کش
نہین بجھتی ہی یہ آتش بجھائے
جلے کیونکر نہ میری سوز سے باغ
کہی ہین لوگ مجکو دیکھکر یان
نہین غم نین تری کوئی میرا غمخوار
عجب یہ حسب حال اپنی غزل ہے
الٰہی روسیہ ہو شام ہجرت
سنو کیون جان بلب ہجر مین عاشق
کہون کس سے خدا ہی جانتا ہی

مرا احوال ہی جاہی ترحم
تو کیون لیتا نہین میری خبرہ
تجھے اپنی ندگی سے میری کیا کام
سنون کیون آپ دشمن میری جی کے
کیا مر ہجر مین بیچارہ مجنون
جفا و جور تجھسے کچھ نہین دور
نہین دیتا ہون کچھ تکلیف تکو

جفا جو سنگدل غم ستمگر
ہوئی ہین روتے روتے نین سوجے
مصیبت سے مری واقف خدا ہی
کیا ہی غم نے صدہ پارہ جگر کو
بلا شک پارہ سیماب کیسے
نہ دل ہی بلکہ سرتاپا ہی آتش
تو بر بین جبتلک میری نہ آئی
کہ ہین سینے مین میرے شعلہ ہا داغ
الٰہی یہ کہان سے آیا طوفان
مری آزار سے ہین لوگ بیزار

غزل

سنو کوئی مجھسا صید دام ہجرت
کہ ہی آغاز مرگ انجام ہجرت
جو گذرا مجھپہ کل ہنگام ہجرت
ترا اب اوسکو کہی ساغر زہر
نہین معلوم کیون بیرحم ہوتم
گیا ہی رحم دل تیرا کدھر آہ
کبھی بھیجا نہ تونے مجکو پیغام
کہین معشوق ہوتی ہین کسیکے
ہوئی اک سوز بھی لیلی نہ مجنون
کہ خوبونکا یہی ہی رسم و دستور
پھروگے کب ادھر سے یہ تو لکھو

دیا مجکو یہ خط لکھکر اوسنے فی الفور
کہا میں اسقدر یا زیادہ کچھ اور
سخن بہتر ہی جو مختصر ہے

دیا عرض و نیاز و شوق دیدار
ہوا غایب جو تو میری نظر سے
ہوئی ہے عیب سے مری مت مین دوری
جدائی مین لکھون کیا حالت دل
کہون کیا ہجر مین اوسکی خرابی
جگر سوزان نہین ہی غم سے تیرے
خدا کیواسطے تک رحم کر تو
مری گرمی سے اک عالم جلے ہے
نہین بھاتی کسیکو میری سورش
جو کوئی دوست دیکھی ہی مجھے آئے

سن ہجری اگر بنوی نہ تاریخ
اگر دو ایک دن ہودین تو سہیے
مجھے تم اور جو چاہو سو کہہ لو
کہین ہین جسکو عاشق جام ہجرت

تجھے کیون مجھپہ آتی ہی نہین رحم
تجھے مرنے سے میرے کیا پروا
تجھے مین جانتا تھا مہربان ہے
جہان مین سم خوبونکی یہی ہے
محبت مین دیا فرہاد نے جی
تجھے مین اور کچھ کہتا نہین یار
بنھوبی حق رکھے تجکو سلامت

یہ اپنا مدعا کر ہون اظہار
بہا ہی سیل خون اس چشم تر سے
کنارہ کر گئی دل سے صبوری
تڑپتا ہی مثال مرغ بسمل
نہیٹ رہتی ہی اوسکو بیقراری
دل رجا ئین لگی ہی آگ یہ سے
جلاتا ہے عبث میری جگر کو
جہان جاتا ہون وان آتش لگی ہے
مری نالے سے ہر ہر اک کو تابش
کہے ہی اے خدا یہ جلد مرجائے
کہ یاد آئی مجھے یان بر محل ہے

نہ لیتا کوئی اسلمان نام ہجرت
یہان ہین بر شمار ایام ہجرت
نہ دوبہر خدا دشمنام ہجرت

کیا ہی ہجر نے تیری مجھی گرد
کبھی اک پرزہ خط بھی نہ لکھا
غلط ہی مجکو جو تجھسے گمان ہے
کسینے بھی وفا اونکی کہی ہے
کبھی شیرین نے اوسکی یاد بھی کی
سنو ناجان میری مجھسے بیزار
رہی یہ حسن تیرا تا قیامت

سپردن نامہ عاشق بدست ہمدم محبت کیش و فرستادنش پیش صنم بمعرفت خویش

سوا اسکے نہین کچھ اور مفہوم — جو مطلب چاہیے سب ہے مرقوم — فقط اجمال ہے اظہار کرنا
پڑھیگا کب صنم عاشق کا طومار — سنین کچھ فایدہ طومار کرنا — یہ سمجھا کر اوٹھا اوس مخنث غلط کو
ابھی کرتا ہون اس خط کو روانہ — غرض ملفوف کر بھی وہ خط کو — ابھی ایسا اگر چاہے ہے ترا جی
جواب اسکا ملے لیکن بشتابی — کہا عاشق نے حاضر ہے مرا جی — ہوا فوراً روانہ وہ ادھر کو
نہ تھا قاصد وہ تھا پیک خیالی — ویا خط پینے آخر نامہ بر کو — صنم کے پاس کن جلدی سے پہونچا
صنم نے بھی جواب اوسکا لکھا جلد — وہ پیک بادیا تھا یا ہوا تھا — ذرا سنیو اوسی کا نمبر ہی کیا تھا

نامۂ صنم در جواب عاشق متضمن بر تشفی و مژدۂ آمدن خود از انجا

سراسر عشق سرتاپا محبت — ہلاکِ دوری و پامال ہجرت — پڑھا عاشق نے جو کچھ اوسمین لکھا تھا
رقم تھا گریہ اوسمین حال مجمل — ہوا مکشوف پر ہمپر مفصل — یہی لیکن حصول عاشقی ہے
سنین ہجرت سے کیا تجکو خبر ہے — دوائی عقل تیری یان کدھر ہے — کہا تھا کس لیے تو مجھپہ مفتون
بھلا ہمنے کیا تھا کب تجھے صید — تو اپنے ہاتھ سے آتے ہو تہ دید — تجھے گر دل نکرتا مبتلا یون
تو اپنے دلمین ٹیک آئی سمجھ جیا — یہ سچ کہتا ہون سنین تجھسے کہ بیجا — کرے ہے ہجر مین میرے ہو خوشکو
مین تجھسے روٹھکر آیا سنین یان — کیا قصداً نہ بیٹھے طرح ہجران — تجھے یہ ہجر تھا مقسوم تقدیر
تردد اسکا اپنے ذمے کر دو — ہمیشہ تو سنین رہنے کا مجبور — بہت عاشق کو غم کھانا پڑے ہے
سنین ہوتا ہے عاشق درد و غم سے — صنم کو جور و بیداد و ستم سے — سدا جو عاشقی مین چاہے آرام
جسے ہرگز نہو تاب جدائی — کرے وہ کیون کسی سے آشنائی — ہو معشوقون کو کہنا بیوفا ہے
کسیکے ہون اگر وہ واقعی یار — سنین اوسسے زیادہ کوئی وفادار — جہان پروانے کا اک پر جلے ہے
اودھر ہوتا ہو گر پروانہ بیزار — اودھر بھی شمع ہے سوزان و گریان — تبھی جل مرے ہے ایک دم مین
رہے ہے شمع ساری رات جلتی — وفا مین اوس کی دیکھو آگے نکلتی — اگرچہ عشق مین عاشق بیچارے
اوٹھاتی آہ مین ہزارون جور و بیداد — ہمیشہ رہتے ہین غمگین و ناشاد — گذرتی ہے جو معشوقون پہ لیکن
کرے ہین کیا کیا اوسکی غمگساری — کرے ہین کیا کیا اوسکی دلداری — نہ ادنے تا بہ اعلی ہر کسی پر
نہین اوسکا کوئی محتاج التفات — وہی جانے کسی پر ہو جو معشوق — کہان اہل غرض کیسے ہین مفتون
خود اوسکو دلمین پیٹے ہو ہر ایک — غرض مین اپنی رہتے ہین وہ شیدا — خود اپنے ہاتھ سے ہو جاتے ہین مفتون
یہ بادی صنف غنا کی ہے نیازی — اگر یہ اوسپہ توجہ ہو تو یہ ہین — تو اوسنے کیا ہو بنجا جی ہی کھوین

کہی عاشق نے معشوقی جو کی سب
وہی سب ہوگیا اس محبوبیوں کو

تو اپنے دل میں اب بات یہ سمجھنا
یہ نفس الامر ہے شیخ کہی بات

جو تیرے ساتھ بد جو رہے کیا ہے
سنو نگا میں تو ظلم کو سبھی زار

تو اپنے جی میں ہمت لا نا مدت
کہ مضطر آرمی ہوتا ہے بیمار

نہیں کرتا ہوں اسمیں گفتگو میں
کلیجہ داغتی تو نے لکھا ہے

تو خاطر جمع سے رہ یار میرے
مجھے ہے عزم اب گھر کا جلدی

نظر میں اپنے خط رکھنا یہ درست
تجھے بن دیکھے گویا مری ہوگی

رفتن آشنا مع خط پیش عاشق شیدا و بوصل خط شاد شدن عاشق و کردن دعا ہا

جو خط لیکر گیا میں اوسکے آگے
وہ مجکو دیکھتے ہی ہوگیا چاق

کہا اے مرحبا خوب آئے وقت
مجھے تھی انتظاری ہی تمہاری

صنم کی میرے خوشخبری سنا ئو
ترا آنا ہوا اب فال و بشارت

زیادہ مجکو اب تشنہ کرو مت
کہا پینے کری ہو کیوں شتابی

دکھاؤ نگا میں خط یار تجکو
ٹھہر و ذرا مجھے ٹک بیٹھنے دے

دیا خط اوسکو تب بیٹھ کے
صنم کا خط جو اوسکے ہاتھ آیا

ہوا اوسدم بہت شاد و خرم
مجھے کیا دولت نامی لگی ہاتھ

جہان میں جب تلک جیتا رہونگا
صنم کا اب تو خط تو پڑھو جی

پڑھا تب اوسنے خط اور کھلا دل
سنی پینے عبارت جو لکھی تھی

اوٹھا والے پھر اپنے گھر کو آیا
گئی یاس اوسکی اور امید آئی

ہوا متوقع وصلت شتابی
کہ جلدی ہو کہیں پھر وصل جانی

قریب رسیدن ایام وصل صنم و بیقراری عاشق و رفتن او بوطن صنم و بعد چندی آمدن عاشق صنم و یکایک بر دکان نشستہ و ملاقات باہم

ادھر آسا نی آتا ہے مرا یار
مری صورت سے مجکو کر دی سرشار

جو وعدہ کی کہ قریب آنے لگے دن
ہوا ظاہر عجب سر ار باطن

ہوا عاشق کی دلمیں یہ ارادہ
کہ چلیے لکھنؤ میں پا پیادہ

کسی سمت پر خبر بھی کچھ نہ لیجے
تن تنہا اُدھر کی راہ لیجے

گیا جون تون غرض پہنچا لکھنؤ میں
رہا ایک چندا اوسکی جستجو میں

دکان اوپر اوسکی اکثر بیٹھتا تھا
پدر سے اوسکی خبر میں پوچھتا تھا

ہوا اک روز اُسکا بخت بیدار
نظر آیا یکایک وہ ستمگار

جو آنکلا وہ دوکان سکے برابر
پڑی آنکھ اوسکی ناگہ اوس صنم پر

گیا اک بارہ اوس سے ہوش و طاقت
ہوئی اتنی بھی پھر اوسکو نہ مہلت

نظر آئی جو شکل اوسکی یکایک
پڑا دیل میں اوسکے شبہ و شک

جہاں منظور تھا عاشق کو جانا
گیا تو اوسطرف لیکن روانا

صنم کی طرف جب عاشق پھر آیا
دکان اپنی پایا اوسکو تنہا

بنو چھو اوس گھڑی کی حالت اوسکی
بیان میں کیا کروں کیفیت اوسکی

صنم کہتا تھا اوسکو دیکھکر وا
کہیں تجکو نہ شادی مرگ ہو جا

دل عاشق پہ جو جو رنج و غم تھے
صنم کے ملتے فوراً کالعدم تھے

کہے تھا عشق اب ہو جا تصدق
حیا کہتی مگر ظاہر تعشق

سر بازار گر دا گرد اغیار
کوئی کرتا ہے ایسا کام زنہار

غرض عاشق نے اپنے جی کو روکا
وگرنہ ہو چکا تھا خوب سودا

صنم کے وصل میں جی نذر کرتا
فدا ہوتا قدم اوسکے پہ کرتا

ہوئی لوگوں کی آگے شرم غالب
نہ دیکھی پھر تو یہ صورت مناسب

غرض بیٹھا رہا واں جسقدر وہ
مزے میں وصل کے تھا بیخبر وہ

صنم نے بعد مدت منہ دکھایا
یہ وصل آسان نہیں عاشق نے پایا

کوئی جب تک نہ تلخ و ترش کھائے
مٹھائی کا مزہ کسطرح پائے

وہ شیدا اوسکے نظارے میں مشغول
رہا بیٹھا وہاں تا وقت معمول

اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے
گیا اپنے مکان پر پھر وہاں سے

کہ جب تک لکھنؤ میں ہوا قائم
بلا ناغہ رہے صاحب سلامت

ملاقات اُس سے رکھتا گر یہ تادیر
کبھی پر جی نہ تاوصل سکے پیر

اگر دریا کا پانی پیوے تشنہ
پیاس اوسکی نہو کم بل زیادہ

نہیں تجسن مری یارو مکرم
بجا فی دینگے ہو دینگے مزا لم

جہاں رہتا تھا وہ شمع شب افروز
اودھر کرتا تھا آمد نت ہر روز

کہے تھا وہ یہی امروز فردا
تو وقف کچھ نہیں اس آن ہو بچا

کہیں جاتا تھا عاشق اوسطرف سے
سُنتی اوسکو خبر آئینے اوسکے

ہوا عاشق کا تب کچھ اور رنگ
نظر پڑتی ہی اوسکے ہو گیا دنگ

کری صاحب سلامت اوس سے جاکر
گری مشتاق سا اُسکے قدم پر

مبادا ہو یہ کوئی شوخ نئی اور
کروں اکبار در خواہش سے کم زور

کہوں کیا اشتیاق اوسکی کا عالم
پھرا اوالٹے مشتابی بعد اکدم

دو چار آنکھیں ہوئیں دونوں کی جسمیں
ہوئی صاحب سلامت انمیں باہم

خوشی سے وہ نہ تھا پھولے سماتا
کبھی ہنستا کبھی تھا کھلکھلاتا

گیا غم اوسکا سب وقت ملاقات
ہوئی اکدم میں سب دکی رکافات

بظاہر گو خوشی کا اوسکو تھا ضبط
دلی باطن میں تھا مد ہوش و مرتبط

کہے تھا دل کہ ہاں گر پڑ قدم پہ
کہے تھی عقل بس اظہار مت کر

نہ خوش آئیگا یہ ہرگز صنم کو
کہ بوسہ دی کوئی اوسکے قدم کو

اکیلے گر کبھی ملتی یہ صحبت
تو پھر عاشق کی ہو جاتی یہ حالت

ثنا کہتا دعائیں اوسکو دیتا
تصدق ہو بلائیں اوسکی لیتا

نیاز اوسکا صنم کو کب بھاتا
کہ اپنا ناز تھا وہ بھی چھپاتا

کہوں اس کیفیت کی کیا بڑائی
مزا ہی وصل کا بعد از جدائی

قدر اُس وصل کی عاشق ہی جانے
کوئی بن دیکھی یہ کسطرح مانے

اوٹھائی ہو نہ جسنے کچھ بھی محنت
اوسے کب ہو کسی قدر عیش و راحت

رہا عاشق مقابل اُسکے جب تک
رہا اوسپر صنم متوجہ تب تک

ہوا اٹھا پھر تو یہ عاشق کا دستور
کیا تھا دل میں اوسنے آپھی منظور

رہا جبتک وہاں وہ حیرت اندوز
صنم کی پاس ہو آتا تھا ہر روز

نہ تھا عاشق کو وصل یار جانی
پیاسے کو تھا جو دریا کا پانی

اسی طور سے تھا عاشق کا احوال
گیا اس کیفیت میں اوسکو اک سال

اوسی تو وصل مین تھی عین دوری — اسی وقت کہو جا ہو حضوری
کہ آ جاتے ہین وہ سیر و تماشا — کرے تھا اوس سے خود صاحب سلامت
جنابون کیا صنم کی دلنشین تھا — کہ عاشق سے سخن کرتا نہین تھا
جواب اوسکو جو دیتا تو بہ تنگی — کہ کھلتی ہمنشینون پر دورنگی
یہی ہے شان استغنا و غیرت — یہی ہے عشق مین وادی حیرت
بلا ہی یار روشان ضمیری — یہان سر تا قدم ہے جانگداری
یہی تو عشق مین خطرے پڑے ہین — ہزارون لوگ یان مارے پڑے ہین
کسیکے مرنے جینے سے اوسے کیا — کسیکی وہ نہین رکھتا ہے پروا
دکھاتا تھا صنم ایسی رکھائی — نہ تھی گویا کچھ اوس سے آشنائی
سنو جیسے توجہ کچھ صنم کا — ہنوز جھوٹ صدق و بیان اوسکی غم کا
جدائی مین اگر وہ مہربان ہو — تو دوری اوسکی پھر کیونکر گوارا ہو
کوئی معشوق پر کیا معتمد ہو — کوئی کر بات لو سنے بجد ہو
غرض احوال عاشق کیا کہین ہم — جو اوسپر وصل مین گذرا تھا عالم
حیا و شرم تھی یہ اوسپہ غالب — کہ اوسکو جانتا تھا اپنا طالب
سر مجلس اوسکو منہ لگاتا — سنو تا دو بدو آنکھین چراتا
ادھر رہتا تھا وہ بیکار صورت — ادھر جلتا تھا یہ پروانہ صورت
صنم وان اسطرح کرتا بناوٹ — نہین عاشق سے گویا کچھ لگاوٹ
مجھے ہے اس جگہ اک بات سوجھی — سنو گی کیسی عاشق نے بوجھی
تو وہ اپنے تئین ایسا بناوے — کہ اوس سے یار کو نفرت نہ آوے
کبھی بیٹھے نہ اسکے بر مین زنہار — کھڑا ہو دور سے کر لیوے دیدار
کرے ہرگز نہ عاشق اپنا اظہار — حضور صاحب جس جگہ ہون جمع اغیار
چھپا عشق کا شکل ہی ہے جنید — اسی سے پردہ ہوتی ہین رضامند
بری لگتی ہے جون حکم و رقابت — نہین بھاتی ہے اونکو بھی شراکت
جو دیکھین دو کسیکو بار کر پاس — تو لاوین دل مین اپنے کیا کیا وہواس
یہی ہی یار معشوقونکی صورت — اونھین بھی غیر سے آتی ہے نفرت

صنم سے گو وہ ملتا تھا ہمیشہ — ولے تھا اوسکا یہ آئین و پیشہ
سوا اسکے نکرتا اختلاط اور — یہ استغنا کو یارو دیکھیو غور
جو عاشق آپسے کوئی بات کہتا — صنم سنکر اوسے خاموش رہتا
خدا جانے یہ شیوہ اسکا کیا تھا — جفا تھا جو رتھا ناز و ادا تھا
اسی مین عاشقونکی ہے ہلاکی — اسی سے ہوتے ہین عشاق شاکی
جو اس وادی مین اپنے یار پر ہے — کسیسے بھی وہ جیتا سنا ہے
صنم رکھتا تھا شان لاابالی — سو عاشق کی کیونکر خستہ حالی
سنو بیجان کیون عاشق بیچارا — تغافل نے صنم کی اوسکو مارا
نہ بس تھی اپنی اوسپہ غالب — سنوتا تھا کبھی اوس سے مخاطب
کرے جو اسطرح بے التفاتی — تو صحبت اوسکی ہے کسکام آتی
دکھاتا تھا وہ نت اپنی بے اعتنائی — بھلا عاشق سنو کسطرح جیوان
کسیکے بس مین ہوتے ہین کہین وے — خدا شاہد کسیکے ہین نہین وے
نہین معلوم استغنا تھا یا ناز — کہ عاشق سے سنوتا تھا وہ دمساز
کرے تھا جان بوجھ اوس سے تغافل — دکھاتا تھا اوسے شان تجاہل
نکرتا اوس سے کچھ حرف و تکلم — نہ غمزہ اور نہ عشوہ نے تبسم
نظر پڑتا تھا وہ نا آشنا محض — نہایت شہر گین شکل و حیا محض
صنم کے سامنے عاشق دوانہ — بنے تھا آپ بھی گویا کہ نہ
جو کوئی چاہے کہ ہو معشوق سے یار — سنو معشوق اوسکا اوس سے بیزار
سنو معشوق اسکو دیکھ محجوب — کرے وہ طرح جو ہو اوسکے مرغوب
بہت کرتے ہین معشوق اپنی اخفا — نہیٹ عاشق سے وہ جاتی ہین شرما
کبھی عاشق کرے ایسا نہ اسلوب — کہ ہو معشوق اسکا اوس سے محجوب
بہر حال اونکو دیکھا آپسے خوش — نہ کیجو یہ سخن میرا فراموش
رقیبونکی عدو ہوتے ہین عشاق — نہیٹ اونپر رقابت ہوتی ہے شاق
کہین لوگونسے اسکو جی سے مارو — یہ نوبت رشک سے پہونچی ہے یارو
کسی پر میل عاشق ہو جو اندک — بڑی معشوق کی ہے یہین بہت شک

کہان خوش آوے اوسکو غیر کی چاہ — وہ بدظن اوس سے ہووے خواہ نخواہ — یہ شرکت واقعی کسطرح بھاوے
مجھے اس گفتگو سے ہی یہ غایت — کہ عاشق کو رہے اسکی رعایت — جو عاشق ہے ضرور اوسکو چاہیے

رفتن عاشق بر دکان صنم و ندیدنش آنجا و پرسیدن از زیارتش کہ کجا رفتہ و جواب آن

سنو تم کو مجھے الہامی مست — کہ آخر ہے عقل و ہشیاری سے پست — سمجھ کر جیسے اوسکو بھید داد
سنو عاشق کی اور اک طرفہ روداد — بڑا بھائی مگر اوسکا وہان تھا — توقف کر کے تب عاشق نے پوچھا
صنم سے خالی اوسدم وہ مکان تھا — نظر پڑتا نہیں وہ آج ہمکو — کہا اوسنے کہ وہ ہے اوسکو رخصت
کہین بھیجا ہے کیا تمنے صنم کو — مناسب ہے کہ دیجے اوسکو آرام — ابھی محنت کی دن اوسکے کہان ہین
ابھی ہین لڑکپن کے اوسکے ایام — اسی قابل ہے اوسکی زندگانی — کہا عاشق نے یہ تمنے کہا خوب
ابھی تو چاہیے مکتب نشینی — یہی تو اوسکے ہین تحصیل کے دن — عوض اوسکے یہین بیٹھے ہی یہان ہین
پڑھی ہے فارسی گر اوسنے تھوڑی — پڑھانیکا کرو کچھ اوسکو اب تم — یہی اوسنے وہ کہتا تھا پہ پیہم — پڑھانیکی اوسے دنیا تھا غیب
وہ اوستاد ہو کوئی نیک و متقی — نوشت و خواند کی ہیگے یہی سن — پڑھاوینگے وہ ہنسکر اوسکو کوئی کم
کہا اوسکے پدر نے تب کہ ہان جی — کہان ہے ہیگا کیدھر گھر اوسکا — کہا عاشق نے اوسکا نام ہے کیا
اوہین سے وہ پڑھا ہے ابتدا مین — بہت قابل ہین ہے اوستاد اوسکے — پسندکر جیسے اونہنے وہ ہے استاد
بتایا اوسنے تب نام و نشان سب — کہا بھائی نے تب اوسکے کہ صاحب — کہا بہتر یہی ہین خوب اوستاد
اوسی مکتب مین تم اوسکو بٹھاؤ — پڑھاؤ تم ہی اب اوسکو کرم کر — ہمیشہ ہے نزدیک تو ہی یہ مناسب
تمہین اوسپر کرو اب مہربانی — کہا اوسنے کہ اوسکو علم کیا ہے — یہی ہمکو مجھے پڑھنا ہے بہتر
کہا عاشق نے مجکو علم کیا ہے — نہین ہینے بھی کچھ ایسا پڑھا ہے — سہین ہان کوئی قابل کتبے فایق
زیادہ تمسے ہوگا کون قابل — تمہین سے علم ہوگا اسکو حاصل — غرض اوسوقت تو عاشق ٹالا — کہ دل لیتا نہ یہ شہر و مالا
اوٹھا کچھ عذر نامسموع کر کے — گیا پھر میرے دن صبح تڑکے — نہ دیکھا پھر صنم کو اوسنے اوسدن — ہوا برخاستہ خاطر تب اوسمین
کہا بھائی سے اوسکے بعد از دیر — تری جو بی ہمیں بھاتی ہے یان تک — کروں تعریف مین تیری کہانتک
پڑھا کرتا وہ آمیزش کی باتین — صنم کا ذکر پھر باتو نہین لایا — کہا کیا اوسکو مکتب مین بٹھایا
کہا تب اوسکے بھائی نے نہین جی — یہ خدمت مین تمہاری ہی رہیگا — کہین اسطور کی باتین مسلسل
تمہاری ہاں وہ کل ہوگا حاضر — ہماری یہ عرض تسلیم کیجے — اوسے اب آپ ہی تعلیم کیجے
یقینی تب تو عاشق نے یہ جانا — کہا مین تو بچشم و سر ہون حاضر — ہوتا تا بمقدور اپنے قاصر

مجھے کل گھر کو جانا ہی ضرورت
نہین یہ سہنے کا کل ماں کو کوئی صورت
پڑھانا میرا ہے ورنہ مقدور
کرون کیا اس ضرورت سے میں مجبور

ہوا ایسا عذر منکر وہ بھی لاچار
نہ دیکھی پھر مناسب اسنے تکرار
مسا عاشق سے جب بیٹھا یہ احوال
کہا تو نے یہ اوس سے کاہے کو بھال

کیا تھا کیسلیے یہ عذر تو نے
ارے دیوانہ تو نے کیا کیا یہ
جسٹ تو نے جواب اوسکو دیا یہ
تو کیا نادان تھا کہ یہ بیخبر تھا

یہ صحبت تو عجب ملتی تھی تجھکو
یہ نعمت تو عجب ملتی تھی تجھکو
نکرنا تھا تجھے واللہ انکار
گئی کیا ہاتھ سے افسوس ہیہات

ہوئی تجھسے یہ نادانی نہایت
یہی تجکو ہوس تھی عاشقی مین
مجھے آتی ہے حیرانی نہایت
یہی تجکو ہمیشہ آرزو تھی

اکیلے ہو کبھی اوسسے ملاقات
صنم کا وصل ہو تک سب دلخواہ
یہی کہتا تھا خواہش اپنے جیمین
تو ہی لاچار یون ہی تھا مقید

ملیگا پھر نہ تجھکو ایسا قابو
کہ وصل اوسکا ہو خاطر خواہ ممکن
کریگا گو ہزارون سحر و بار
نہ وہ آئیگا تیرے گھر کسی دن

نہین آتا ہی یہ ہرگز نظر مین
رہیگی تن مین جبتک جان باقی
نہ وہ تنہا ملیگا اپنے گھر مین
رہیگی تجکو یہ ارمان باقی

کہا عاشق نے تب مجھسے یہ ہنسکر
سمجھتا ہون مین اپنا نیک و بد بھی
ہوا اک بات سے لیکن مین لاچار
بندھا تھا واقعی یہ خوب اسلوب

صنم ہوگا کبھی مکتب مین گر
مجھے تھا پہلے یہ مکر و خاطر
ہوا استاد اوسکا ہوگا مجھسے کمتر
یہ آتے تھے مجھے اول خواطر

معلم سے کرونگا اوسکے یاری
کریگا تب وہ میری پاسداری
کرونگا مین بھی مدرسے کا دورہ
صنم پھر مجھسے کرنیکا نہین شرم

ہوا استاد اوسکا ہوگا مجھسے کمتر
مری حالت کا شارح ہے مرا قال
سہو گا وہ مری صورت سے دلتنگ
نہ بن آئی ہماری یہ بھی تدبیر

معلم کو جو یارا اپنا کرونگا
اگر مجھسے پڑھیگا وہ ستمگر
وہان جاجا کے مین شعر اپنے پڑھونگا
رقیب اپنا کرون آپسی پیدا

وہ رفتہ رفتہ مجھسے ہوگا مربوط
کسیکو مین نہین اپنی سناتا
یہ سوچی بھی تھی مجھے تدبیر مضبوط
سہو جا اور کوئی عاشق مبادا

پڑھانا اوسکا لینے خود نہ مانا
سوا اوسکے بڑا خطرہ یہی تھا
کیا بھائی سے اوسکے اک بہانا
اوسے رشک قابت بیشتر ہے

وہ ہر روزہ مکان پہ میرے آئے
کمال عشق جسکو جسقدر ہے
جمال اپنا وہ بے پردہ دکھائے
اگر پاوین رقیبونپر وہ قابو

مین اپنی دید سے بھی باز آیا
کرین دو ٹکڑے اوسکے دست بازو
خبر ہوتے سبھی اپنے پرائے
صنم کو مین پڑھاتا اپنے ہی پاس

سنون غیر و نفس کیون ہمکو عداوت
شریک اپنا نہین جاتا ہی دیکھا
رقابت مین تو جی کھوتی ہین عشاق
ہوئی دانائی اوسکی مجھپہ ثابت

رقابت کا مجھے ہی اسقدر رنج
کہ اپنے ہاتھ سے مین نے دیا گنج
مین اپنی خود سے لاچار ہون یار
مرے دلکو ہی یہ بیطرح آزار

جو خوش آتی نہین شرکت خدا کو
تو بھائے کسطرح عاشق گدا کو

سخن در بے التفاتی معشوق و بیانِ حقارت و نا بودن عاشق نزد او و تغیر احوال او و آنرا از صورت بمعنی و بیان حقائق بر بنائی صورت و معنی پیدا می شود

کدھر ای ساقیِ سیمین بدن ہے
کہ ہوا فانی تری من یہ سمن ہے

توجہ سے ذرا ای مہربان تم
سنو عاشق کی باتی داستان تم

ملا عاشق سے رکھتا تھا وہی ناز
تغافل کا تھا اوسکے وہی انداز

کبھی بولیگا مجھسے یار از خود
کبھی مجھپر کریگا کچھ تفقد

یہی کرتا تھا وہ دلسے مناجات
الٰہی ہو کبھی تنہا ملاقات

یہی رہتا تھا نت عاشق کو ارمان
اسی تدبیر میں پھرتا تھا حیران

خدا سے اوسنے کی اکدن یہ منت
کہ ہر آدمی اگر بندہ کی حاجت

کرے مجھسے تکلم دوستانہ
سنے منہ سے مری میرا فسانہ

جو ایکی ہو مرا مقصود حاصل
تو صورت پر نہ دینمیں پھر بھی دل

جو اک لحظہ میں ہو جاتی ہے فانی
عبث ہے صرف اوسمیں زندگانی

یہ سب شکلیں ہیں جون امواج دریا
تعین انکا ہے اکدم میں کیا کیا

جو صورت کو نہیں جزو پایداری
تو حسن اوسکا کہاں ہوگا قراری

سراپا ذات جسکی ہو فنا فی
صفت ہو اوسکی کیونکر جاودانی

گئی جب امردی آئی جوانی
ہوئیں سب حسن بیان اکباد فانی

نہ اوسسے اب کوئی یاری کریگا
نہ کوئی ناز برداری کریگا

بھلا عاشق سے کوئی پوچھ تو بات
جیسے معشوق تم کہتے تھے دن رات

یہی عارض ہے یا ورد دہی رخسار
تمنا تھا تمھیں جسکا دیدار

جو اب اوسکا وہ عاشق کیا کریگا
محالت کھائیگا اور چپ ہیگا

رہا ملنا صنم سے حسب معمول
ملا پھر جانکے اوس سیمبر سے

رفتن عاشق بر دکان صنم و بخوبی ملاقات شدن چنانچہ بدل آرزو داشت

کرم کر ساقیا اب تو بھی پھیر
صنم نے کی بہت اوسدن تواضع

صنم ہے مہربان عاشق پہ اکی
گیا مدت کے بعد اکبار گھر سے

رہا ساری ہوش لی باتوں میں اوسکی
لگا کرنے دکانداری بسر کی

کبھی ہو گا وہ مجھسے ہمکلام
کسی دن ہو گی مجھسے ہمسایگی

کبھی بر میں سمیٹ آوے وہ تنہا
کسی صورت سے نوٹی اوسکی نسکین

وہ رہتا تھا اسی باعث سے غمگین
کہ اپنا بانکے مجھسے ہو شناسا

وصال اوسکا مجھے ہو شکل اللہ
جبلت نادانی ہے صورت پرستی

عبث خوبی پر اوسکے دل لگا ہے
وجود اوسکا نہیں پایا ہے معلوم

ذرا سی بات میں ہوتا ہے دل سرد
ہزاروں خوبیو نکا ہو ہے مورد

ہوئی کم عشق میں جو وقعت اوسکی
نہ کوئی اوسکو اب کہتا ہے جانی

اسی کا تم اوٹھاتی تھی کبھی جور
کہ کچھ اوسکی نہیں کھتی ہو پروا

ہوئی تلخی اوسے شیریں مذہب
ہوئی اکدن دعا اوسکی وہ مقبول

رہیگا کب تلک ناخوش ستمگر
ملاقات اوس سے ہوتی ہے بخوبی

نہ تھی عاشق کو جو ہرگز توقع

کہا اسکی بہت روز و پیر آئے
بہت مدت میں یاں تشریف لائے

یہ سنکر اوسنے جھک کر بندگی کی
کہو ہو خیریت خوش تو رہو جی

کہا شکر خدا الحمد للہ
دعا کرتا ہی تجکو یہ ہو اخواہ

ہوا ہون بعد مدت کے قدمبوس
رہا خدمت سے چندی دور افسوس

پس از مدت ترا دیدار پایا
خدا نے پھر ترا جلوہ دکھایا

ہوا خدمت مین پھر اب بہرہ مند
کٹے تھی یاد مین تیری شب و روز

جو کچھ وانکی زبان سے اوسکی بار تھی
کہی عاشق نے اپنے جی کی ساری

نہایت ہو گیا شاد اور خورسند
ہوا عاشق صنم سے سخت راضی

وہ دونون جب لگے کرنے تکلم
گیا بھول اوس گھڑی سب رنج ماضی

ادھر ہوتی تھی اسکی سرفرازی
تمنا اوسکے جی کی سب بر آئی

ادھر کرتا تھا وہ بندہ نوازی
مراد اپنی جو چاہی تھا سو پائی

ادھر کرتا تھا وہ لطف و تفقد
ادھر ہوتا تھا یہ مداح و نیخوا

ادھر ہوتا تھا یہ قربان بنائی
ادھر کرتا تھا وہ شفقت زبانی

ادھر کرتا تھا یہ آداب و تسلیم
ادھر کرتا تھا وہ تعظیم و تکریم

غرض کیا کہیے عالم اوسگھڑی کا
صنم کی مہر و عاشق پروری کا

نتھا اوس عہد مین کوئی اوسکی ثانی
یہ کہتا ہو نہین عاشق کی زبانی

صنم تھا خوبیو نمین شہرہ آفاق
عیان تھا جگ مین اوسکا حسن و اخلاق

سنو گا پر کوئی محبوب ایسا
سنو گا خلق مین کوئی خوب ایسا

خلیق ایسا کوئی جانی سنو گا
کوئی یون خندہ پیشانی سنو گا

کبھی عاشق پہ جھنجھلایا سنو گا
کبھی ناخوش اوسے پایا سنو گا

سراپا دانش و ادراک تھا وہ
شعور و ہوش مین چالاک تھا وہ

نہ تھی عاشق سے جب انکی بھی یاری
صنم کرتا تھا کیا کیا پاسداری

نکرتا کیون صنم عاشق کی عزت
کہ وہ خود بھی تو رکھتا تھا شرافت

وگرنہ کسکے ہو مہین شہر والے
نہ اوسنے جن کسیکو کام ڈالے

صنم سرو خوبرویون مین شاد و نادر
کہ وصف اوسکا کیا سب مینے لاہر

صنم مین جو کہ وصف و خوبیان ہین
نہین مخفی کسی پر سب عیان ہین

مبارک تھا غرض عاشق پہ وہ روز
کہ تھا وصل صنم سے بہرہ اندوز

وہ دوکان کیا تھی مجلس تھی دل افروز
وہ مجلس کیا تھی بزم خسن نوروز

کہان تک کہیے اوسکی تعریف
صنم کیا کیا کری تھا اوسکی تالیف

نہ تھا اون کوئی دشمن اور نفاقی
یہ صحبت مل گئی تھی اتفاقی

نہ تھا روز عید تھا یا دید کا دن
وہ روز سعید تھا عید کا دن

نہ تھا نور روز وہ تھا عید کا دن
وہ شیدا تھا صنم کی یاس بیٹھا

وگرنہ اوسکی دوکان اکیدم بھی
ہجوم غیر سے خالی نہ رہتی

ہوئی تھی واقع وہ ازبس سر راہ — خریدار انکا تھا وہ ہی گذرگاہ — علاوہ صبحدم ہوا ایسا کا بازار
اودھر جو دیکھتا ہوتا تھا بیخود — نظر بازونکی تھی مال آمد و شد — سنو تا کچھ بھی لینا جسکو منظور
خریدار اوس کو وہ کرتا مقصد کو ناخواہ — سمجھ کر شیشہ فولاد آوے یاری — صنم کو بھلا ہوتا تھا محبور
اسی پر دیکھ کر جاتی تھی دلدار — جو عاشق دیکھتا تھا یہ تماشا — خریدار رہتی تھی بھی بل حیلہ سازی
بھری رہتی تھی وان سب جا سے ہر آن — کھڑی رہتی تھی وان لال اکثر — ہنسی آتی تھی اوسکو دیکھتا شا
رہا اوسکے تئیں ہم نے کی پاس بیٹھا — رہی جب تک کہ وہ بر ابر — رہا بیٹھا صنم کو وہ برابر
اوٹھا شب وانسے وہ آشفتہ ایسا — صنم ہی ایک رہتا تھا وہاں — تڑپتا اوٹھا صنم کو چھوڑ کر اوٹھا
بیست و خمار آنکھوں میں چھایا — مری و ساتھ تھا از بسکہ مخمور — رہا اوہی غیبت میں رات بھر چور
کیا فور اوگانہ شکر — کہا وسے جو تھی تیری تمنا — خدا سے تو جو مقصد مانگتا تھا
نہیں باقی رہا اب کچھ مطلب — خدا کا شکر کر اب تو مری جان — کہ بر لایا وہ تیرے دل کا ارمان
ترا مطلب ہوا حاصل شتابی — ہوا مقصد کسی عاشق کا اسبار — ہوا ہے کامران تو بھی کوئی اور
بہت عاشق گئے مر ہو کے محروم — تری قسمت میں تھی یہ کامرانی — صنم نے بھیجہ کی یوں مہربانی
خدا کا شکر ہے اب تجھپہ واجب — لیا تھا عہد جو تو نے خدا سے — اوسے اب یاد کر یہ رسم وفا ہے
میں حاضر ہوں مجھی جو کچھ ارشاد — خدا کا شکر ہے ہوا دل مطمئن — یہی ہے روز و شب اپنا وظیفہ
نہیں ہے وہ بھی ہرگز غیر ممکن — کہو میں راز اپنا یار ہے فاش — کسی دن اتفاق السا پڑے کاش
جو اوسکے عشق میں مجھپہ ہوا سب — سوا اسکے نہیں ہے کوئی مقصد — کہیں یہ بھی میسر ہووے بے کد
خدا کی فضل سے یہ بھی نہیں دور — تجھے اک روز ہوگا یہ بھی حاصل — کریگا حق تری یہ حل مشکل

بار دیگر رفتن عاشق نزد صنم و مہربان یافتنش و عرض حال خود کردن و چند ابیات خواندن روبروے صنم و از مدعائے خود در پردہ ابیات صنم را فہمانیدن

یہی عاشق کو اوسنے گفتگو تھی — یہی تقریر باہم ہو رہی تھی
مجھے اک جام مے دے ساقیا اور — کہ ہو اب داستاں کا آخری دور
نہیں پھر دوسرے ساغر کی حاجت — اسی اک جام میں ہوگی فراغت
گیا عاشق جو پھر واں دوسرے دن — نظر آیا اوسے مقصود ممکن
صنم کو مہربان پایا بدستور — کہ نزدیک اپنے بٹھلایا بدستور
بتکلف بر طرف بیخوف و وسواس — کریں ہیں یار کی جیسے تواضع
جو کچھ گفت و شنید اوسکی تھی باہم — کبھی ہنستا کبھی کرتا تبسم
نہ کچھ شکوہ نہ کچھ حرف گلہ تھا — ہوا عاشق بھی کچھ گستاخ آخر

گیا بیٹھ آکے عاشق یار کے پاس — کیا تب اوسنے در غوغے تلطف
خبر میں کیفیت سے اوسکی کیا ہم — سخن پر اوسکے وہ شیریں تکلم
کلام عشق کا یہ سلسلہ تھا — صنم کا دیکھکے یہ لطف باہم

یہ اوسکے جیمین پھر اتفاق آیا — کہ کیسے یار سے کچھ قصہ اپنا
یہ منصوبہ یہ ہاں کرتا بٹھایا — کہ کچھ تو کہیے اسدم زار اپنا
پنو چھو شعر پڑھنے کا سبب تم — پھیر تو مجھسے اس قصے کو اب تم
کہا اور سنو کہ ہو کیا مثنوی خوش — مجھے یہ مثنوی ہی سخت مرغوب
صنم نے جب سنی عاشق کی یہ بات — ہوا اوسپر مذاق شعر ثابت
کہا واہ ایک شعر میں بھی یاد — سناؤ اوسکو گر ہو تم کو ارشاد
صنم نے سنکے سمجھا مسکرایا — کہ اوسکو ہیچ حسب الحال پایا
وہ شعر ایسے تھے جنمیں مطلع و مقطع — صنم کو کاٹ کھانے دوڑتے تھے
جو اوس الفاظ سے ہوتا تھا مفہوم — ہوا اوسکو ہوا اوسوقت معلوم
فقط عشاق ہی سمجھے ہیں اسکو — کہ معشوقوں کو بھی ہوتی ہے نسبت
کہیں تا ہی کبھی ہو ایک کف سے — محبت ہوتی ہی دونوں طرف سے
کسی صورت نہیں ممکن یہ صورت — کہ عاشق سے ہو خوبو کو الفت
کہا عاشق نے آخر سچ تھا فہمی — یہی تھا فی الحقیقت زعم اپنا
سخن عاشق کی حالت پستی کی — سمجھا یار پر سب اپنی جی کی
یہ نیں پڑتی ہی مجکو اک گھڑی کل — جدا آنکھو سے تو ہو جو اک پل
تصور میں تری رہتا ہوں ہر شب — نہیں ہوتا ہی تو ہرگز فراموش
یہ میں نے بارہا ہی آزمایا — جو شب ملنے کا تیرے دھیان آیا
جو غلطہ خواب میں ہوتا ہی ہمدم — نہیں ہوتا ہی بیدار میں اکدم
وہ خوابوں سے اگر شمہ بیان ہو — سخن بڑھجا ی دوتی داستان ہو
کسیکو عشق میں ہے کٹتی ہے — مجھے تو رات دن ہوتے کٹے ہے
نہیں یہ واقعہ کچھ پر عجب ہے — کہ تیری ربط باطن کا سبب ہے
کیا آرسی ملے سنکر صنم نے — کہا بوجھا ترا احوال ہمنے
ترا سب قول ہی شایان تصدیق — محبت کا ہی یہ روداد تحقیق
صنم کی دیکھ لطف و مہربانی — ہوئی عاشق کو تازہ زندگانی
ہوا گستاخ عاشق دلستان سے — تکلف اوٹھ گیا پھر درمیان سے

بھلا کچھ تو صنم سے کہیے احوال — جو گذرا غم میں اوسکی ہمکو دو سال
یکایک منہ سے اوسکے خود بخود یار — لگا مہر حسن کے پڑھنے اشعار
یہ شعر ایسے ہیں جنمیں کہ شوخی — کہ عاشق نامہ اوس کو ہاتھ آیا
کہا اوسکی ہیں یہ سب کی ہے — مجھے اکثر اسی سے رابطہ ہے
کہی شعر سخن کی یاد کو شوق — ہوا اوسپر مذاق شعر ثابت
پڑھے جب اوسنے وہ شعر جیمین — وہ شعر ایسے تھے اسطلب سرایا
صنم کو کاٹ کھانے دوڑتے تھے — وہ مضمون اوسنے ایسے پڑھے تھے
زیادہ اور پیدا ہو کی چاہ — ہوا خود بندش مضمون سے آگاہ
اسی پر جیمین اکثر رفتہ رفتہ — کہا عاشق نے آیا وہ ہفتہ
مجھے تھے اسقدر منظور — صنم بولا شل ہی یہ تو مشہور
اودھر سے ہو ہی آخر انتہا ہیں — اودھر بھی ہو ہی ایسا انتظار
محبت ہو تا ہی ہو دونوں طرف سے — کوئی کرتا ہی اخفا کوئی اظہار
کہا عاشق نے آخر سچ تھا فہمی — یہی تھا فی الحقیقت زعم اپنا
پھر اس مضمون کا اک مطلع بنایا — اوسے بھی وہ سمجھکر مسکرایا
کہا یا تک صنم ہو گفتہ تیری — یہ نوبت عشق میں پہونچی ہی میری
ترا ہی دھیان ہتا ہی شب و روز — رہے ہی دل کو فکر تیرا غم و سوز
مری آنکھو میں تو ایسا سما ہے — ہمیشہ سامنے گویا کھڑا ہے
مواتو خواب میں اسلئے مشہود — کوئی ہو جیسے بیداری میں موجود
کہون کس سے وہ اپنا عالم خواب — بیان سے جسکے دل ہوتا ہی بیتاب
گذرے جو عجیب رات — کہ تجھسے خواب میں ہوئے ملاقات
مجھے ہو خواب بیداری سے بہتر — صنم کا وصل ہوتا ہے میسر
صنم سے ربط جسکو اسقدر ہے — اوسی پر واقعہ یون بیشتر ہے
محب اپنا تجھے ہم جانتے تھے — محبت کو تری ہم مانتے تھے
ہوا جب سر عاشق سے آگہ — ہوئی تب اوسکے جیمین جا گہ
ہوئیں غائب جو نہان رتبا طین — لگے آپس میں کرنے اختلاطین
صنم نے بھی جواب اوس سے کیا کم — لگے ہونے سخن یار سی کے باہم

کہون کیا اسکگھڑی عاشق کی حالت — لگا تھا ہاتھ اسکے گنج دولت — وہ کہتا تھا مجھے یہ آج کا دن — بالا نشیبہ ہی معراج کا دن
نہین کوئی آرزو اب مجکو باقی — زیادہ واس سے کیا ہوگی ترقی — جہان مین ہو چکے عشاق موجود — کیے بالسے سبھی پر نیل مقصود
خدا کا فضل ہی جو مجھپہ شامل — ہوی ہین سب کے مقصود و حاصل — گھڑی دو چار تک وہ فارغ البال — وہان بیٹھا رہا خوشوقت و خوشحال
کہون احوال اوسکا اب کہان تک — کہا کہنے کی لایق تھا جہان تک — پھر اسکے آگے شرح دوستی ہے — نرور و ہجر و رنج عاشقی ہے
نہین کچھ دوستی کی حد و غایت — اوسی کیا کیجیے جو ہو بی نہایت — یہی اوسکی حقیقت ہے عین تھی — ترقی دوستی کی دن بدن تھی
وہ جبتک شہر مین رہتا تھا یارو — ہمیشہ دیکھ آتا تھا صنم کو — بلا ناغہ وہان جاتا تھا ہر روز — وہ اکبار اوس سے مل آتا تھا ہر روز
محبت کی عجب کچھ خاصیت تھی — کہ ہر صحبت مین تازہ کیفیت تھی — لکھون احوال ہر روز و ہ کیونکر — کہ ہوتی ہین سیہ دفتر کے دفتر
کبھی جو تھی حکایت ہجر و غم کی — صنم کی جور و بیداد و ستم کی — وصال قرب مین ہون دم بخود اب — کہ خود یان دم بخود ہو ہین مقرب
چھپاتی ہین یہان سب اپنی اسرار — کسی سے کچھ نہین کرتی ہین اظہار — جو قرب و وصل مین تھا حال عاشق — کسی سے وہ نہین کہتا تھا تحقیق
دکھے پھر کیا کوی یا کچھ حکایت — نہ یہ ہو نچی ہو جسمین کچھ بھی روایت — نہ دیکھا پھر کسی نے اوسکو خوشتر — بسر ہوتی تھی یارو اوسکی کیا خوش
کہے اسطرح سے ہر اک کا یا رب — ہر اک طالب کا ہو اس مطلب مطلب — الٰہی ہو مرا بھی یون ہی مقصد — جیسے مین چاہون پاؤن اوسکو اکسد

راہ یافتن عاشق در عشق صنم از صورت بمعنی و گردیدن مجاز آئینہ صورت و بیان کردن کلمات توحید و دید و شہود و اسرار حقیقت و معرفت

توقع مجکو ہی اب تجھسے ساقی — کہ دیوے مجکو جام عشق باقی — پلا دی وہ مے صاف طہورا — کہ دیکھون ہر طرف اوسکا ظہورا
کری ہی جسپہ حق فضل و عنایت — ضلالت مین اوسی کی ہی ہدایت — کری ہی رہنمائی جسکی منظور — اوسی نزدیک کردی ہی وہ دور
کہا عاشق نے اگر اپنے دلمین — چھپا ہی کون اشکال اب گل مین — یہ شکل خوب ہی کسنے بنائی — کری ہی کون اسمین دلربائی
ہوا تب دلپہ عاشق کی یہ القا — یہ صورت مین حقیقت جلوہ گر ہی — اوسیکا حسن سب پیش نظر ہی
ہوا عاشق یہ تب یہ بھید ظاہر — حقیقت گرچہ صورت مین نہان ہے — ولیکن فی الحقیقت خود یہان ہے
حقیقت سے نہین کوئی شکل خالی — حقیقت مین یہ سب موجود ہین یہ — سوا باقی کے دیکھو اسمین ہی کیا ہی
یہ شکلین اوسکی جزو ہی نہین ہین — یہ شکلین ہین نہی رخیالی — صنم کا وہ ہوا اظہر مین ممنون
کہ باقی کی سوا موہین کہین ہین — کھلا عاشق پہ جب یہ سر مکنون — مجاز آیا ہی قنطرۃ الحقیقت
کہ اوسکے عشق مین وہ علم آیا — یہ فیض اوسکی بدولت وہ نے پایا — نہ موصل بحق کیون عشق صورت
کری ہی عشق مین جو پاکبازی — حقیقی ہو وہی یا عشق مجازی — نہایت عشق کی یہ کیفیت ہی — اوسی تب حق نے اپنی معرفت دی
کھلی اوسپر حقیقت یہ کما ہی — صنم ہے مظہر حسن الٰہی — وہی ہی ہر صورتون مین ہے ہویدا — وہی ہی ہر جگہ پنہان و پیدا
وہی ہی جسنے لیلی کی مفتون — اوسی کی عشق مین ہے قیس مجنون — وہی کرتا تھا شیرین ہوکے پیدا — وہی تھا صورت جسرو و فرہاد

صنم کی شکل مین وہی نہان ہے — وہی عاشق کی پردہ مین عیان ہے
وہی ہر رنگ بو گلاب و گل ہے — وہی ہر حسن سبکا دلربا ہے
وہی کرتا ہے ہر دو وہی بندی — وہی موسن وہی کافر ہے ہندی
فقط تنزیہ گر وصف خدا ہے — تو پھر تشبیہ مین کیا دوسرا ہے
سوا اوسکے نہ کوئی عاشق و معشوق — وہی خالق وہی ہے آپ مخلوق
ہوا اس سے تو ثابت خواہ نخواہ — نہین کوئی غیر حق واللہ باللہ
اسی سے پیدا کا ہے نام عالم — اسی سے ہے تمیز جن و آدم
اسی باعث سے ہے باہم تفاوت — کجا کعبہ کجا ہے خانہ بت
اودھر فرعون ادھر موسی بنایا — پھر ان دونو کو آپسمین لڑایا
حقیقت پر نظر کر کے جو دیکھا — ہر اک تھا مرتبے مین اپنے سر جا
حقیقت مین بری کوئی نہین ہے — کہ سب اچھے کی ہاتھ نسبتی ہے
ولی یکسان نہین ہے کوئی مظہر — کہ دیکھو ایک سے ہے ایک بہتر
جو جمعیت خدا نے اوسکو دی ہے — کسینے وہ نہین دیکھی سنی ہے

پرسیدن حقیقتِ حسن و عشق از عاشق کہ چیستند این ہر دو در حقیقت و جواب عاشق و تسلی شدن سایل از تقریر عاشق بر کیفیت

ہزارون اوسکی ہین شانین و صفاتین — بہم ایسی ہین سی جیسے راتین
کیا ہے تو نے ساقی جیسے سرسار — عیان یہ راز اوپر سر ہے سب کے
عیان کرتا ہے وہ اسرار پنہان — محبت کا اوسی سے ہے سرانجام
ہوا اک روز مین عاشق سے سایل — کہ ہے وہ مظہر مخصوص و عالی
جو تم فرماتے ہو سو سب بجا ہے — اوسیکو ہے جمال اپنا دکھاتا
کہا یہ دونو مین حق کی صفاتین — نہ مجنون سی نہ ہین لیلی سی ظاہر
جسے کچھ کنت کنزاً اسی پر ہے — وہی جاہے جو عاشق ہو جہانمین
اودسی چاہت کا یار و عشق ہے نام — نہین انسان ان دونون سے خالی
وہی سب حسن ہے اپنا دکھاتا — ہین دونون عالم معنی سے ظاہر
یہ کیفیت نہین آتی بیان مین — ازل سے تا ابد دونکا ہے ساتھ
عیان یہ راز اوپر سر ہے سب کے — نمود اپنی خدا نے آپ چاہی
محبت کا اوسی سے ہے سرانجام — صنم اوسکی نمایش کا ہے مظہر
کہ ہے وہ مظہر مخصوص و عالی — جمیل اوسکا سنا ہے نام ہمنے
اوسیکو ہے جمال اپنا دکھاتا — سمجھتے ہین اسی جو ذوقنون ہین
نہ مجنون سی نہ ہین لیلی سی ظاہر — ہوئی سو طرح سے یہ مجکو اثبات
وہی جانے جو عاشق ہو جہانمین — نہین ہوتا ہے عالم اونکا محسوس

اوسی کے نور سے ہے شمع روشن — اوسی کے رنگ سے رنگین ہے گلشن
اوسیکا حسن سبکا دلربا ہے — اوسیکا عشق ہر دلمین بھرا ہے
مقید ہے وہی اور وہ ہی مطلق — پرے بھی اس سے گر کیجے تو ہے حق
خدا نے فضل سے کی جسکو تنبیہ — اوسے تشبیہ مین ہی سر تنزیہ
خدا تھا اور نہ تھا اوسکا کوئی ساتھ — ازل سے تا ابد تک ہے یہی بات
یہ غیریت نہین جزو و ہم و پندار — ہزارون اسمین ہین حکمت ہین اوسرار
اسی پر شرع کی ہین حکم جاری — اسی پر ہے بنائی خلق ساری
غرض اسرار ہین حق کی عجایب — وہی سمجھے ہے جسکا فہم صایب
اودھر انکار اودھر پیغمبری تھی — تماشا تھا عجب بازیگری تھی
بظاہر ایک بد ہے ایک ہے نیک — نظر باطن پہ کیجے دونو مین ایک
کہین اچھا بناتا ہے بری چیز — سمجھکر دیکھ اوسکو اہل تمیز
خدا کا مظہر جامع ہے انسان — یہان ہین جمع سب ایجاب امکان
خدا کی ذات ہی انسان کو جانو — نفخت فیہ من روحی ہے مانو
کہین اسرار کی ہم کس سے باتین — کہے کہتا ہے عاشق حرف اسرار
ہے سودہ پیر کی ہے مثل یزدان — ہے سو وہ پیر کی ہے مثل یزدان
کہ تیری نعم کی ہین ہم تو قایل — حقیقت مین یہ حسن و عشق کیا ہے
صفت کہنے کو ہین دونو مین اکذات — وہی صورت ہے انسانمین نہانی
ہوئی ہے یہ تو ثابت اپنے دل پر — ہمین آگہ کیا اس سے صنم نے
کہ حسن و عشق دو نو ہیگمون ہین — ہے جیجون عاشق و معشوق کی ذات
کوئی ہے چند ہو دو اونکا جا سو

ہیں او نکی عاشق و معشوق مظہر — بنے ہین یہ دونون کیواسطے گھر — عیان ہر او سپہ جو ہو پاک طینت — کہ ہی صورتین بیچونی کی لذت
کہا تب مینے آہستہ صدقہا — سمجھ بیٹھا ہر مجکو تیرا کہنا — یہی ہی واقعی اصل و حقیقت — یہ علم آیا تجھے تیری بدولت
ولی اک اور بھی عقدہ بھی ہے — کہ اوسکے رفع کی قدرت تجھ ہے — کہا عاشق نے وہ بھی کیجے ارشاد — عرض کی میرے الہی من فن کشاد
وہ حسن امرد ہی مین کیا ہے — نسا مین کیون نہین نور خدا ہے — نہین حسن نسا سی کچھ تجھے ذوق — کہ ہی امرد پرستی کا بہت شوق
تمھاری جانمین ہے کسکو تصحیح — بیان اوسکا کرو ہمسے بتصریح — کیا عاشق نے تب مجھسے یہ ارشاد — نہین عمران کا قصہ تجھے یاد
گئے رفرف پہ اکسب ہو پیمبر — ندا نی انبیا پاس اوسکو بلا کر — جمال با کمال اپنا دکھایا
نبی پر کی جو حق نے اپنی اظہار — ہوا امرد کی صورت پر نمودار — جو شک اسمین کرے کافر ہی تد
ہوئی یہ سنکے اینو دل پہ وارد — کہ ہی مطلوب حق حسن الامارد — کہ ہین اس بات کی شاہد پیمبر
وگرنہ اوس جگہ بشکل نسا کی — پیمبر کو نظر آتی ضرور اکی — خدا کیا اسلیے کچھ شک نہ رکھو
امرد کی نہ صورت حق پکڑتا — نسا کی چاہ ہمکو کیا ضرورت
صنم کی عشق مین اب کیا کیا — ہوئی ہین حکمتین حق کی سو پیدا — نسا پر کیون نہ دون امرد کو تفضیل — صفت اوسکی سنی ہمنے بتفصیل
کروں توصیف اوسکی زیادہ کیا قال — نہ پہونچیگی وہان ہرگز تری عقل — سمجھنے کا نہین کوئی کس سے کہیے — یہی بہتر تراب اب چپکر رہیے

در بیان خاتمہ کتاب و عذر خواہی از شاعران و استدعای اصلاح از ایشان و مناجات کردن از حق و سبب تصنیف مثنوی و بیان تاریخہای اتمام آن

سمجھے ہی ساقیا تجھسے تو لا — نہ لائے بادہ ضایع گر ادھر آ — عبث کہتا ہی تو اب ہو چکی دو — بیان بھی تو سخن کا خاتمہ ہے
سمجھے اب شاعرو نسی ہی یہ درخواست — یہی ہی عرض میری از کرم و کاست — کیا ہی مینے یہ قصہ جو منظوم — اگر نقصان ہو کچھ اوسمین معلوم
کرین اصلاح اوسکی بی تکلف — سمجھکر منصفی سی بی توقف — نہ کہین جا ے حرف و نکتہ گیری — یہی ہی التجا شعرا سے میری
نجھے دعوی نہین ہی شاعری کا — نہین غرہ مجھے دانشوری کا — مرکب ہی خطا سی ذات انسان — تعجب کیا ہی اوس سے سہو و نقصان
خطا سی مجکو بھی معذور رکھیو — نظر اصلاح کی منظور رکھیو — نہ تھا کچھ مثنوی پر دھیان اپنا — کبھی ادھر نہ تھا میلان اپنا
برس برس ایک اس عرصی کے آگے — کیا تھا مثنوی کا قصد مینے — شروع نقصہ سابق جو کیا تھا — کہین دو اک ورق لکھا پڑا تھا
نہین ملتی تھی آگے اتنی فرصت — ولے رہتا تھا یہ مرکوز خاطر — کہ اس آغاز کو کرنا ہی آخر
سو ان روز دن وقت اسکا بر آیا — کہ آخر ان دنون بیٹھے ہین یکبار — نہین ہرگز کسی سی کچھ سروکار
بیان کس سے کروں وہ حال دلریش — غم درویش ہی ہر جان درویش — پیو چھو ان دنون کا بیخ و اندوہ — ہجوم غم ہی اور فکر و تکاپو ہ

کبھی دل سے نہیں خالی ہے تشویش — ہر روز و شب سوچ فکر و پریشاں — لہذا المحکم اب یہ فکر سے چھوٹا — یہ دل میں اپنے پایا تب میر لوٹا

نقطاب تمسوی کی فکر کیجے — اگر اور سب بھلا دیجے — کیا القصہ میر نے یہ معمول — ہوا دل مثنوی کی طرف مشغول

ہوا آخر یہ قصے کا ملر انجام — خدا کے فضل سے پہونچا تمام

مناجات

الٰہی جس طرح تیرے کرم سے — فراغت پائی ہے اس قصے سے — مجھے دے نعمتیں تو دونوں عالم کی — ملے دولت یہانکی بھی وہانکی

مرادیں ہوں مری جلد اسی حاصل — مری خاطر سے ہو نشو و نما یل — خوشی سے دوست ہوں کہ اعدا ذلیل — جو دشمن ہیں مرے کھوا تو کی بنیاد

رہے عاشق صنم کی ساتھ خدا — اور حسن و عشق ہو اوسکا دو چند ان — کہ سیکڑوں رہیں عالم میں محتاج — غنی کر دے اور نہیں ہر چیز سے محتاج

سخن کو میر کے دنیا میں سرسبز — قیامت تک ہے میر استحسن — ہر اک اس مثنوی سے ذوق پاوے — جو دیکھے اوسکو خوش ہو خلائق آوے

کرے اس مثنوی کی جو کوئی سیر — دعا دیوے مجھے ہو عاقبت خیر — ہمانیں عمر کی کیا پائیداری — سخن ہے شاعروں کی یادگاری

تاریخ از مصنف قدس سرہ

ہوئی تاریخ اسکی دل کو درخواست — کہ کہیے فی الدیہہ بالکل درکار است — خرد نے مژدہ یہی سنایا رقم کی — بجا ہے داستان عاشق صنم کی

۱۲۱۸ھ

دیگر

کہا میں خرد سے پھر یہ فی الفور — کہ تاریخ اسکی کہیے آپ کا در — پر اوسمیں لفظ ایک حرف کا ہو — کہا اوسنے کہ کیا مشکل ہے کہدو

بھی ہے داستان ہے تازہ وارد — ہے جسکا قافیہ روی ا مارد

۱۲۱۸ھ

به عون صناع مکین و مکان فضل خلاق مین زمان

تاریخ شاہنشاہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیو بسنت بھلین سنواری
آنگ چلین سب بارہی کنواری

کوئی عبیر لیے بھر جوری
کوئی بنائے رہی پچکاری

کوئی بجاوت دف کوئی گاوت
کوئی دگرمان ناچت ٹھاڑی

دیکھو تو کیسی بن بن آئی
سندر نار دبی کی سنواری

لال گلال لگائے مکھ پر
رنگ سے بھیجی چوندر باساری

اب ہی سو برج مین دھوم مچی ہے
ہوری کھلت ہے سام بہاری

آپ بکھورے ہے سب رنگ دے
کوہے تراب اس چتر کھلاری

ولہ

آیو رے آیو بسنت سہاون

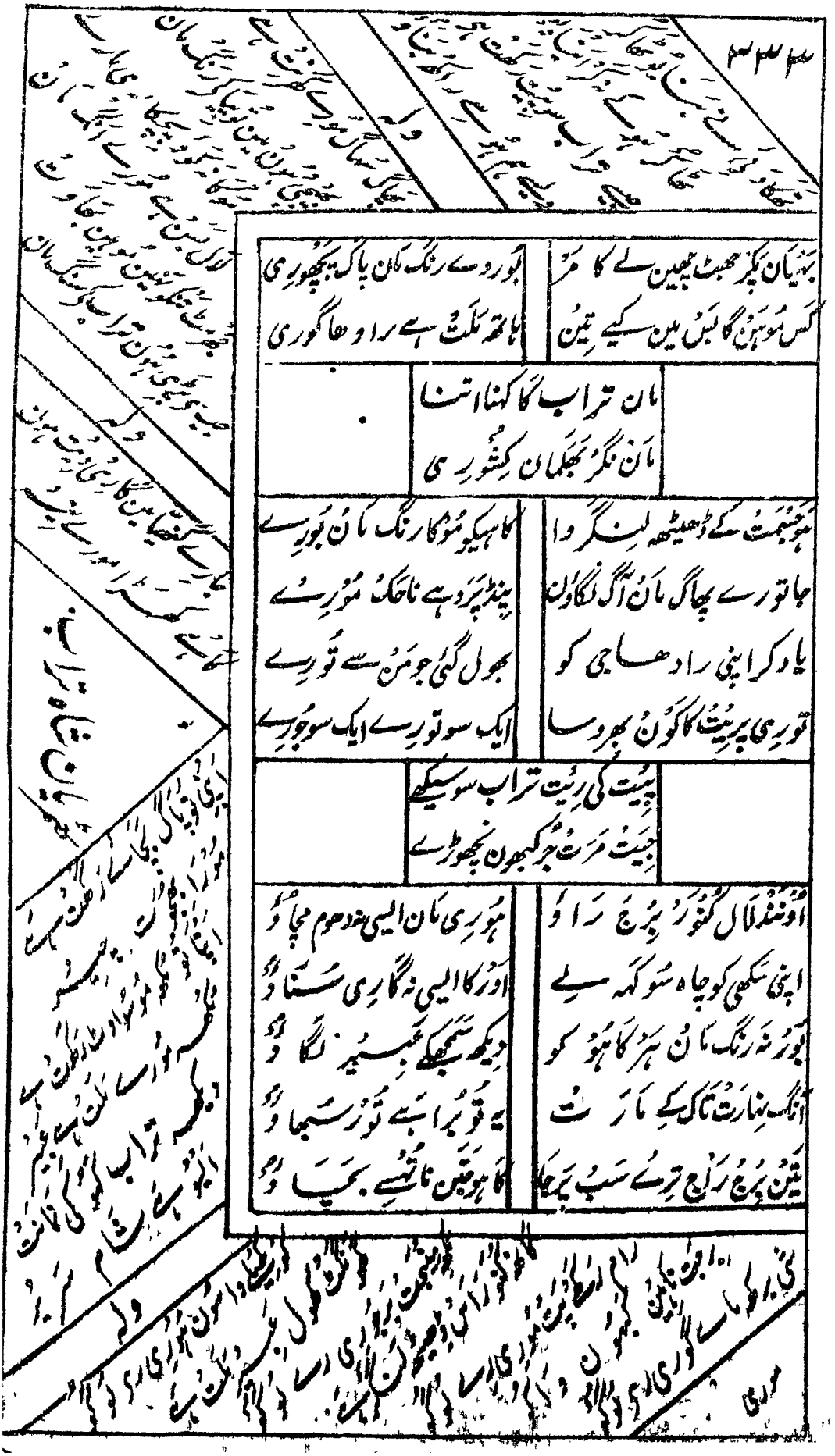

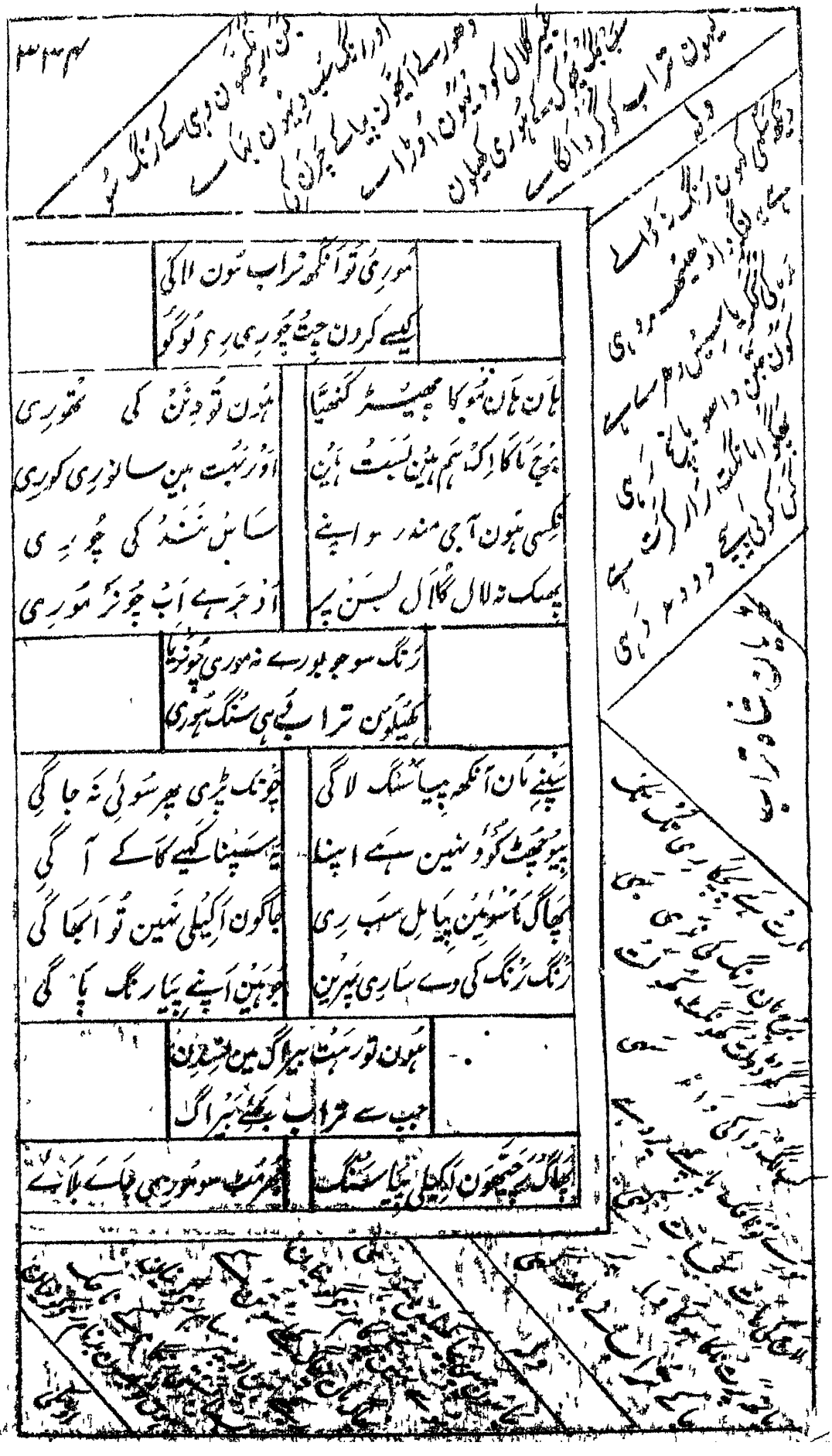

اونکی پریکا دوکھ نہ دیجے | کھوٹ ہیں ہا اپنے دام رہی گویان

گیان ہی مین تراب سی پایون
ہر باری مین رام رہی گویان

کیسے نہ مورا جیو گھبرائے | پیو تو گیو ہے پرسا سے
رو رو مو کا کٹت ہے لندن | کوئی نہین لاوت پیا کو مناسے

تم رہت پیا مل سکھ مان
جانے تراب تمہاری بلاسے

پریہ کی ماری مین تو دئی | اسے دئی نامک بیت کری
نیہ کا دکھ پیا چھین چھین باڑھت | سکھ نہین پاوت ایکو گھڑی
سوئے بیت مان روسے کٹت | سو پر بیت یہ کیسی پڑی
کھوئے لٹین وہ کا ہو سنگھ | پڑ گئی مورے گرے پھنسری
کون بتن جنجال ہو نکسون | بال بال ہون بندھی سگری

کاہم چاہین تو بیت بتاہین
تجھ بن تراب نہ کچھ سہری

ہمری سبھا مین وہ آوت نادین | بیٹھ رہا سوتن کی جتا مین

ولہ

کاہم یان بتاوت تراب
کاہو کو کون مین کاج کی ماری
تن من جارو تراب پیا مین
کاہم تم شاہ دہائی تمہاری

ولہ

جا کو پیتم کرو دیکھ سکت ہے
وہ تو رہے ہو سوت بچوگی ہوت ہے

من چنگا تو کٹھوتی مین گنگا
ہے یہ کہاوت جگمین بکھانی
آگ لگے بچھڑن کی تن مان
اگیون کہگا تہون ناہین پچھتانی
پیو نرموہے کی بات کہون کا
نیہ لگاے بہت پچھتانی
وا تو رہت ہے تراب کی سنگ مان
جا کی لیے ہون منتین مانی

رسیلے پیو سنگ مہس مہس کے بھلی تھین سو نہین جاگی
جو بھور ہوتی پیا سدھارو بھیو گو جو اہمارو دوگی
تراب موری تجا نپو چھو نہین موسا کو دوا بھاگی
مین آ کیسے نہون بکل ہو ہو تو جیتک پیا سو لاگی

کاسو کہون دکھ اپنو دائی
پیت نئی کی ریت نئی
ایک نجر دکھلاے سو ہے مارا
کا ہو جتن پھر سدھ نہ کئی
ایسے نٹھر سو کام پڑو ہے
آنکھ لگاے مین جی سو گئی
پیت لگا تکے وا سو جگ ما
ناحک مین بدنام بھئی
درد نہین کا ہو کی جن کا
دئے گئے سو کا پیر دہی
پیر پرائی جو جانت ناہین
کیون دئی اونکی پیر دئی
وہ نرموہی کہا نہین مانت
موہ مایا کا کو سکئی

ہان ہان ترا ب پرون تو ری پیمان
کا ہو سو کہ موری سکی
من اوبھا کا لی بلکھن مان
کو جانے کون چھپاوے
بار بار بینتی ہو ا لگن مان
جگ ہاسی ہے پیہ بان لگاوت
آگ لگے وا کی چتون مان
موہنی مورت سوہنی صورت
للن بھری پیاری انکھین مان
دیکھے ترا ب ہی کا جگ کا
چھپ پیاری سنو تو ہین مان

جب سے تراب پیا کو دیکھوں | تنکو نہین مورے مَنسکو چینوا
کون کہے رسیا سر جاے

کل نہین مَن کو بَل نہین تَنکو | جب سے گئے تم آنکھ لگاے
کیسے تراب پیا کو بھولوں | وُہ تو گیو مورے ہیئہ مین سماے
کچھ موہی سو لگات نندتورا بِرنا

سوتن کے سنگ کھیل گواوت | ابھی طرح دن رات نندتورا بِرنا
سوئی تراب سو ہنس ہنس بولت | موسے نہین بُلکات نندتورا بِرنا
کہہ نگئے کچھ موسے سنیان

آئے اَبیر سدھارے سبیرے | رہ گئی مَن کی من مان گو نیان
ہے تورے ہاتھ درشن کا تم کا | لاگون تراب مین تورمی پیان
ارے موکا دکھاوے سنیان کانگرا

کا ہنکو بھولی بھٹکتی پھیرون مین | سمید ھاو دھر کا بتاوے ڈگرا
ہان ہان تراب مین چیری ہون تیری | وارونگی تہہ پر تَن مَن سگرا

ولہ

کانھ کنور کے کارن رادھا | تَن سے بھئی پیری دَبری

مورا سندر وار طوطن سونا — دیکھو تو آے اٹریا ہمری
بھول گئی کس سرت ادھر کی — کاہے نہ لیت کھبریا ہمری
باٹ چلن بھیو دوبھر ہمکا — چھینک بین بیری ڈگر تہرن
نم بھیٹ کا نم کا کو پکارون — کون سنے یہ گہریا ہمری
دکھ کی پہاڑ پربت ہے دیکھو — بھیجے بنا دے چوریا ہمری

یا ہی غرج ہے تراب کی حجرت
پار لگاؤ نوریا ہمری

کیسے مین لاگون پیا کے گروا — جھجھ جھجھ جات گلا کا ہروا
کہہ نبتن سو کہہ منتین سو — آئے جو مورے مندروا پیروا
بیری نندیا رہے لن جھانکت — سوے سنیا لون مین ایکو پہروا
جین سو سوئی تراب پیا سنگ — موند کے اپنے دسو دوروا

واکے تو منکو سنین غم تنکو
سکھی رہے اس مورا جیروا

مورے نین لاگین گونیان کہوا رنگ کاہے — مین تراب کی ہون پیاری مورا جی ہی کا چاہے
ہمہ شہر پر زخوبان منم و خیال ماہے — چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکس نگاہے

تب نرک بھیجے تراب کے آسک
جو گیا پیار تمکی اور ہی بہار

کیسے پرے کل جیسکو ہمارے
نکہ بچھڑ گئے ہم پیارے

نکھ حیرت دن بتیں سسکر رو
رہو ہکٹ ہے گن گن تارے

یا ہی انداز ان ندھ بدھ بھولی
مدرا لیھی جب سو سدھ ہارے

تھاک گیون کہہ کہہ کے سندر یا
نکھ لکھ پتیاں ہم تو ہارے

جو لے آوے تراب پیا کو
برہن دا پر تن من وارے

موری بتھاس کا نکھ کمت ہے
مین توری بات پر کاروں نہ مہون

آن بان ہری یا ہے
تمک کے درشن کیجیو آن نہ مہوں

جان کے مرسے وہ جان کمت ہے
کیسے کہون بھید جان نہ مہوں

وارونگی جان تراب پیا پر
جان دیون پر جان نہ مہوں

نکھ سے رورو کمت ہے ادھا
نیہ کا گھاؤ لگو ہردے مان

کان کی چپ سہی نہین جات
جان کی بپ سہی نہین جات

جان دے مُوکا تراب مت بھرکر | جان لیہون ایمان نہ لیہون

بَینا تو لاگے ہمارے بِجوگ

ہُوک اوٹھت ہے پران چھُٹت ہے | جب سے آوت ہے وہ سنجوگ
مین دکھ ماری کھڑی دوارے بھون | ناحق ہنست ہین مو کا لوگ
ہون تو مرت ہون درس کی بھوکی | مُوکا دیکھا دُکھ موہن بھوگ
اوکھد ایک تراب چاہت نان | پیو کا برد گ اس جیو کا ہے روگ

ملار

جا رے پنگوا لے آو کھبر یا | بِلب رہے پیا کو کی نگر یا
آوت ساون گھر نہین جات بتا دن | چھاے رہی یا ہی دیس بدر یا
آوت آوت برس لاگے | کا یہہ دیس کی بھوے ڈگر یا
پپیہا کبھون پیو پیو کرت ہے | مین تو رٹت ہون آٹھو پہر یا
نکھ ہیرت مو ہے کل نہین نندن | کھن آنگن کھن جاون اگر یا
آپ نہ آوے نہ پتیا بھیجی | بیتی ہے برکھا یون ہی سگر یا

کو سمجھاوے تراب پیا کو
کو دُتو نا ہین وا کو دوسر یا

بھرتیان شاہ تراب

بیڑھ کے پرا دیکھ سکھی ری
آوت ہے کوئی کاگا بولا

سیتیان بدس کہان کا ساون
لندن جی کو رہت ہے مکولا

ڈور لگی ہے تراب سو موری
کیسے اکیلی مین جھولون ہنڈولا

ہو نر موہی کہان بلبنہاے
لاگو اساڑھ تم اجہون نہ آے

پیو بن روے کٹت ہے لندن
رت برکھا موہین کچھ نہ سہاے

کو لے آوے تراب پیا کو
وہ تو پڑی ہین بس مین پراے

بیچ وگر بھیجت ہون ہماری
پانون کنپت کیون جی سوہاری

کا سو کہون چلے مان پھنسی ہون
بات نہین کو دیو نچھن ہار

نکسی ہون ہان اکیلی مندر سو
ساتھی رہے سب واہی پار

کاکو پکارون مین دئی ماری
کو دشنت نا موری گہار

کرین کون تراب کھبر لے
کاظم پیر کی مین بلہار

شکھ جو برسات کا قسمت مین نہین سہی برا
بھری برکھا مان پردیسی بھیو موسی برا

ریختہ

واتو لگو ہے تراب کے گرو ا
جاسو لگی توری آس سکھی ری

گھاو لگاوت ہیہ مان کا ری	یہ وئی ماری بدریا کا ری
برتست ہی مان تم گھرنا ہین	ترست ہے برمن دکھیاری
بند پرت ہیہ آگ لگت ہے	رو رو آنسون بھیجت ساری
برسن مان کو دو درسن پاوے	ہو تو نیانون ایکو باری
دو رو تراب کی کا جانے دو	دیکھے جو نا ری بید سوا ناری

شہانہ

دیو بنی کو سبار کبا دی	سیکو سلونا پایا بنرا
چال سہانی سہانی جیکت ہے	بنری کا من بھایا بنرا
آنکھ اوٹھا کے دیکھت ناہین	لاج بھرا نرما بنرا
کیون نہ کہین سسرار کے سارے	ہے شہ میلا لجایا بنرا
سرہج ساری کی کھاہ کے گاری	رس بھری رس رسون رسایا بنرا
کچھ تو بنی نے کیا ہے ٹونا	بن دیکھے جو کبھایا بنرا
دیکھ تراب دعا سو تیری	کیسا بھلا بن آیا بنرا

جالس ہار بھے ہین اجانک | رہتے ہا ہی تو ری نگری سو بس رے
سات سہیلی تا پر اکیلی | سنگ نہین کو ئی ایک نہ دس رے
گورہ چالا تراب لگ رہے | جو کوئی روسے وا کو نہ ہنس رے
یہ جگ ہے سب نہر کا گھر | تن سے جو رہ تو ہن سے نکس رے

تخمیس

میکنی باہر کسے جور و جفا ہاے دگر | ہر کجا باشد ز بیداد تو غوغاہاے دگر
مثل تو نبود ستمگار ہی و خود رای دگر | چون تو ناترسے بنا شد گیر د ترسائی دگر
نیست در خوبان چنین خود رو نا ہی دگر

گر خونخوار کہین مین کیا بھلا لگتا ہی قد | خوشنما ہوتا ہی کیسا امرد و نکا خال و خد
خط سی ہر عارض دکھاتا ہی جوانی کی سند | سبزہ چون بالد غرور سادہ روئی کم شود
حسن مرغوبی و کی خط ست موسائی دگر

کیا شوخ او سنی ادا سو ایک دم مارے کہین | سیکڑون مردی جلائی ایکدم مین آفرین
کسطرح کہیے کہ وہ قاتل مسیحا دم نہین | تا شنیدم قم بازنی از لبش کردم یقین
مے شود پیدا بہر عہدے مسیحائی دگر

دیکھے خوبونکی صورت پڑھتے ہین عاشق درود | زلف کو کہتے ہین کافر سب مسلمان وہنود
پیارے تو بگونہ دکھلا اپنی کاکل کی نمود | رنگ و بوئی زلف لیلی قیس اسمین نمود
در سواد زلف تو ہر موسے مجنونے دگر

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمان

شجرات سلسلۂ عالیۂ قادریہ و

قلندریہ و چشتیہ و طیفوریہ و شہروردیہ

و فردوسیہ و مداریہ وغیرہ

نظم فرمودۂ حضرت

شاہ تراب علی

قدس سرہٗ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بہ طبع ہوئی

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق ارض و سما — هم پس از نعت محمد مصطفی
میکشم در سلک نظم دلپذیر — جملگی نام همه پیران پیر
کاندران جمله ز لطف کارساز — از ره و شاهنشاه گردیدم مجاز
اولاً از والد خود با یقین — آن شه کاظم رئیس العارفین
کو ز طفلی کرد ما را تربیت — در شریعت هم طریقت معرفت
بعد ازان از شاه مسعود ولی — جانشین سید باسط علی
کو مرا از لطف خود بگرفت دست — بعثتش گردیم او پیر منست
فیضیاب از باسط آمد هر دو شاه — یک خلیفه یک خلف بی اشتباه
ابتدا از نام باسط زین سبب — گویم اندر جمله شجره بی لعب

شجرهٔ چشتیه

شاه باسط آل پیه مرشدش — شیخ فتح و مجتبی قدوس وش
هم سلام و هم محمد قطب پیر — قطب دین هم نجم دین و مستگیر
خضر رومی قلندر رشته — قطب دین کاکی معین الدین وگر
شیخ عثمان ست و هم حاجی شریف — پیر او مودود چشتی ظریف
هم ابو یوسف محمد با ابو — پیر او احمد که چشتی بود او
شاه بو اسحاق و علو دین ور — هم هبیره هم حذیفه راهبر
تاه او هم هم فضیل با تمیز — شیخ عبد الواحد ابن زید نیز
هم حسن بصری و هم شیر خدا — هم شه کونین احمد مجتبی
بعد ازین طیفوریان را یاد گیر — هر چه گویم نام آن پیران پیر

شجرهٔ طیفوریه

شاه باسط از الهدیه به کام — شیخ فتح و هم مجا شاه امام
عبد قدوس و سلام حق گزین — هم محمد قطب و بینا قطب دین
نجم دین و خضر رومی آمی اخی — هم جمال الدین مجرد ساوجی
شاه طیفور آنکه نامش بایزید — کو ز جعفر او ز باقر شد پدید
هم امام زین عابد رهنما — هم حسین و مرتضی و مصطفی
سهروردیه بگویم بعد ازین — تا شنود این سلسله هم دلنشین

شجرهٔ سهروردیه

بعد ازین نام مداریان شنو | یاد گیر این شجرهٔ منظومه نو

شجرهٔ مداریه

شاه باسط شیخ الهدیه امام | شیخ فتح و مجتبی پیر همام
عبد قدوس ست و هم حاجی بدهن | هم ابوالفتح ست مسکین در سخن
شیخ قاصین هم حسام الدین امام | هم بدیع و هم علم بردار نام
بعد ازان صدیق اکبر راهبر | هم امام دوسر احیر البشر
این اصول سبعه را کردم بیان | شعبهٔ فرعند دیگر غیر ازان
جمله ها را والد و پیرم مجاز | گشته ام من هم زهر یک سرفراز
دیگر از اولاد شاه مجتبی | شاه عبد الله نامی پیشوا
نیز هر یک را اجازت یافتم | از پی تلقین خلافت یافتم
او ز عم خویش رحمان نامور | او ز شاه الهدیه مشتهر
غیر ازین اندر طریقه نقشبند | پیر گشته والد من سربلند
احمدی نامی بزرگی فاضلی | ساکن کرسی و باحق شاغلی
بود از بس آشنای والدم | والدم هم دوستش سر تا قدم
چون طریق والدم درخواستند | بی تکلف شان اجازت یافتند

هم کمال الحق حسن ظاهر بخوان — حامد شه سید راهی پیر آن
هم حسام الحق قطب عالم هندوی — هم سراج الدین عثمان ای اخی
هم نظام الدین شیخ اودهر ید — آنکه قطب الدین کاکی را مرید
هم معین الدین حسن سنجری امام — شیخ عثمان هرونی عالی مقام
بعد ازان حاجی شریف زندنی — قطب دین مودود چشتی غنی
هم ابو یوسف محمد با ابو — هم ابو احمد هم ازا اسحاق گو
شیخ علو دینور ممشاد هم — هم هبیره هم خلیفه محترم
او هم و پیرش فضیل را سپیر — عبد واحد ابن زید نامور
هم حسن بصری و هم شیر خدا — هم شه کونین ختم الانبیا
در طریق قادری باید شنید — انچه از خواجه حسن مارا رسید
اوّلاً خواجه حسن من بعد او — مرشدش سید علی اکبر بگو
هم محمد میر وحب الله شاه — احمد اسد الله پیر و شیخ راه
هم بهاؤ الدین و نجم الحق دگر — بو المکارم هم براهیم ای پسر
هم بهار الحق شطّاری بخوان — هم ابو العباس احمد پیر آن
موسی هم عبد قادر بعد ازین — احمد بغدادی و شیخ امین
میر عبد القادر حسن ست و بس — محی دین بو نصر پیرش هم نفس
بو محمد صالح بغدادی امام — عبد رزاق شه عالی مقام
غوث الاعظم محی دین دستگیر — بو سعید و بو الحسن بو الفرح پیر

خاتمۃ الطبع مع تاریخ طبع از سحر بیان ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان حامد مصحح مطبع ہذا خلف اکبر حافظ غلام علیخان شاہ آبادی تلمیذ امیر الشعرا حضرت امیر مینائی مدظلہم العالی

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعۂ نوادر و انتخاب المشہور بہ **کلیات شاہ تراب** غفران مآب جسمین کتب ذیل شامل ہین اول دیوان جس مین ردیف وار کی غزلین ایک سے ایک عمدہ مرقوم ہین ہر غزل ہے مضامین توحید اور عرفان سے بھری ہوئی بول چال سے لذت طریقت و حقیقت کی حاصل ہوتی ہے دوسرے مثنوی عاشق و معشوق کہ بظاہر ایک افسانہ ہے مگر حقیقت مین حال حقیقت قالب مجاز مین جلوہ گر ہوا تیسرے ٹھمریون کا رسالہ چوتھا شانہ بیان بحر کی بولی کا قابل دید ہے پانچوین شجرۂ پیران حضرت قادریہ و چشتیہ وغیرہ بہ تعظیم نام پیران طریقت بسلسلۂ مراتب بیعت الغرض یہ وہ مجموعہ کثیر النفع و نادر الوجود ہے جسکی شان تعریف کی حد بیان سے باہر ہے لاریب کیون ہو کہ یہ کلام برکت نظام قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شمع بزم ارشاد قطب سماء ہدایت بدر سپہر حقیقت غواص محیط طریقت شاہ اقلیم قناعت و عزلت گزینی **حضرت شاہ ترابعلی** کاکوروی قدس سرہ ہے جو تمامی عالم کو مرغوب ہے سارے جہان کا مطلوب ہوا اور اس سے پیشتر یہ مجموعۂ نادر چند بار مطبع اودھ اخبار و اقع لکھنؤ مملکت نظیر روزگار عالیجناب معلی القاب **منشی نول کشور** صاحب سی آئی ای دام اقبالہم مین چھپا اور اب حسب امر ارشاد متین باتمکین **شاخ** مطبع موصوف واقع کانپور ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ مین بار اول طبع ہوا۔

قطعہ تاریخ طبع

بحمد اللہ مطبع حامد
بمنقولہ ہشتم سال طبعش
کلام پیشوائے اہل عالم
سنہ ۱۳۱۰ ہجری